رد مھدویت پر

حضرت زماں خاں شہید رحمۃ اللہ علیہ

کی لاجواب تصنیف

ومن یھد اللہ فھو المھتد

واضح ہو کہ مردم مہدوی المذہب اگرچہ اطراف چاپو و بلاد گجرات
و دکن خصوصاً شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین بکثرت موجود
ہین لیکن چونکہ ان لوگون ا‌نکے بعضے علما کتابین کتاب اور
رسالے پر رسالے رد مین تمام فرقون اسلام کے لکھتے اور
چھپواتے جاتے ہین اسواسطے یہ رسالہ یعنی

ھدیہ مہدویہ

رد مین فرقۂ مذکورہ کے مشتمل تمام اصول و
فروع و قبایح و نقائص مذہب و پیشوایان مذہب
مسطور پر شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین تصنیف ہوا اور
حسب فرمایش اہل بلدۂ مذکور کے بسعی عزیز القدر شیخ محمد یعقوب
باہتمام امیدوار غفران محمد عبدالرحمن بن بیت یافتہ حاجی میر محمد مصطفیٰ خان متعفو

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

قیمت فی جلد ۱ ؏

فہرست کتاب ہدیہ مہدویہ

ما شاء الله ولا قوة الا بالله
مثنوی
در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۸۲ مطبوع گردید

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد سید الاولین والآخرین وعلیٰ اٰله الطیبین الطاهرین واصحابه الصادقین المهتدین لیکن بعد اسکے امیدوار درگاه صمد ابو رجا محمد گزارش کرتا ہی کہ یہ کتاب ہی رد مین مذہب فرقۂ مہدویہ کے کہ جنھون نے بعض بلاد ہندوستان خصوصًا اطراف دکن مین علم شر و شورش کا بلند کیا ہی اور ہر چند علمای متقدمین مانند شیخ علی متقی و شیخ ابن حجر مکی و محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری و سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمة الله علیهم نے رسائل اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف و حق طلب کے واسطے کافی ہین لیکن چونکہ بنا اس تصنیفات کی استدلال بالاحادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپوری کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین اور بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہی اوس سے بھی انکار کرتے ہین اسواسطے اس کتاب مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انھین کی کتابون سے اور انکے مہدی وغیرہ مقتداؤن کے اقوال نقل کر کے یا احادیث و اقوال مسلمہ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام مشقت انھین کی بہتری اور خیر خواہی کی طمع پر اوٹھائی گئی کہ شاید الله تعالی اسی طرح سے ہدیہ ہدایت اور حق فہمی کا انکو مرحمت فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ ہدیۂ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور اداے حق اسلام ہی نہ مقابلہ و انتقام اس سبب سے کسی جاے اونکو اور اونکے پیشواؤن کو القاب قبیحہ اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا علاوہ یہ کہ فحش و بدزبانی دیانت اور شرافت کے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون سے [illegible] حق مین

کچھہ ملاحظہ اس طریقے کا نکیا اور کوئی درجہ سب تبرا کا باقی نرکھا کہ اگر کبھی کسی عالم سنی نے کچھہ انکو
لکھا اونھون نے نہایت نخوت وتکبر سے طریقہ عدل ومساوات کا چھوڑ کر دہ چند وصد چند
اوسکا بکا اور بعضے اونکے مصنفین نے بلا مقابا بھی یہی پیشہ اختیار کیا چنانچہ بطور نمونہ کے چند
الفاظ انکی کتابون سے کہ گویا دشنا نامے ہین نقل کیے جاتے ہین تنزیہ الدلائل مین شہاب الدین مہدوی
شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب محرقہ ردسراج الابصار کے مقابلے مین حد سے تجاوز کر کے لکھتا ہے بدا
ای انصاف کنندہ بہ بین بسوی اعتساف این شقی ناپاک ونظر کن بعناد وعداوت این جاہل بیباک
وتامل کن در کلام دروغ بفروغ این بدکیش شقاوت اندیش کہ چگونہ تابع نفس وہوا گشتہ ومطیع فرمان دار
شیطان شدہ ایضاً این مقولہ عرب بر عدم علم و وجود جہل او دلیل ست ظاہر آنکہ مقتدای این
شقی یعنی علی سنی در رسالہ خود کہ ہمش در دست میگوید اعلم رحمك الله الخ در میان کلام این
ہر دو ناپاک مخالفت راہ یافت ایضاً انتہی قول شقی جواب بر مجہولی این نامعقول ونامعقولی
این مجہول ہمین کلام اودال ست ایضاً انتہی کلام محمود الدین آتشبار الشقی لعن الله علیه وعلی من تبعه
علی التقی الشار بالمفتری جواب ثم انظر ایہا المنصف الی جہالۃ هذا للعرب المعاند هو
المخصوص بآیۃ الاعراب اشد کفرا ونفاقا والموصوف بصفۃ فاتبعہ الشیطان فکان
من الغاوین انتہی والله المستعان غرض کہ اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابون مین بکثرت
موجود ہین خصوصاً تکفیر تمام اہل اسلام کی کہ اوس سے بدتر کوئی دشنام نہین ہے انکی تمام کتابون کا
گویا ترجیع بند ومستزاد اور تمام خرد وبزرگ کے وظائف اور اوراد سے ہے ایکی بار جزا اس تمام
فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی سے مفوض کر کے کریمہ خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض
عن الجاہلین پر عمل کیا بشرطیکہ آیندہ اس شیوہ شنیعہ سے توبہ کرین اور بار دیگر کوئی کلام
ناشایان زبان پر نہ لاوین وگرنہ بمنطوق آیۃ والذین اذا أصابہم البغی ہم ینتصرون
وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے جواب ترکی بہ ترکی دیا جاویگا کہ آیندہ اگر کوئی الفاظ شنیعہ
معاشر اہل سنت کے حق مین زبان پر لاوین گے ہم وہی الفاظ اونکے پیشواؤن کے حق مین سناوینگے
کہ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین اور تفصیل اسکے سبب تالیف کی آخر باب دوم مین مذکور ہے
اور فہرست اسکے ابواب کی یہ ہے باب اول مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا جو کہ مخالف

عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین **باب دوم** احوال شیخ جونپوری مین ابتدائے نشو و نما سے تا ہنگام
موت و فنا تک اور بعد اونکے سرگذشت اون کے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال
کے **باب سوم** رد دلائل اثبات مہدیت شیخ جونپوری مین **باب چہارم** مین بیان اون گستاخیونکا
کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور آئمۂ اعلام کے کی ہین **باب پنجم** مین بیان
اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفائے راشدین اور دوسرے اصحاب
حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین **باب ششم** بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے
جناب حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین **باب**
ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت [illegible] کا عالم جل
جلالہ کے کی ہین **باب ہشتم** رد تسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین
افضل الخلائق اجمعین کے سراسر برابر جاننا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہی

باب اول مین بیان اون عقائد فرقۂ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین

عقیدۂ اول سید محمد جونپوری ولی کامل و مکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ جو اقوال
و افعال شیخ جونپور کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال و افعال کی اونکی جانب
صحیح و برابر ہی اور قسم افترا و بہتان مریدین سے نہین ہی جیسا کہ ظاہر ہی کہ مصرع تا نباشد چیزکی مردم
نگویند چیزہا ✣ تو ولی ہونا درکنار اونکا زمرۂ اہل سنت سے ہونا مشکل ہی اور بعضے علمائے اہل سنت کہ حسن
ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اسکی یہ تھی کہ شیخ موصوف کے اقوال و افعال برابر اونکو نہ پہونچے
تھے اگر اونکی کتابین انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین نکرتے **عقیدۂ دوم**
سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نو سو پانچ ہجری مین دعوی مہدویت کا کرکے سن نو سو دس مین
انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلاشک مہدی ہونیوالا
ہی اور شناخت اوسکی موقوف ہی وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی مین مذکور ہین اور چونکہ
یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہی چنانچہ
تفصیل اسکی آیندہ بخوبی آویگی انشاء اللہ تعالی **عقیدۂ سوم** تصدیق مہدیت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار اونکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نوسو پانچ ہجری سے اسطرف جسقدر اہل اسلام مشرق
سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر
مطلق ہین مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکھنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ تین سو ستّی
برس سے اسیقدر اختصار پر ہوگئی ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدویت
سے عاری ہین تصدیق اونکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آیندہ کی ہی حرام ہی اور
انکار انکی مہدویت کا واجب اور موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہ ان لوگونکی
شامت اعمال نے اونکو اس مین مبتلا کیا ہی **عقیدۂ چہارم** شیخ موصوف اگرچہ اہل امت محمدی
ہین لیکن افضل ہین امرا مومنین ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی
رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیا و مرسلین کے
کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیاے سابقین مین **عقیدۂ پنجم** سید محمد جونپوری
سوا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا اور
مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب ابدال و اوتاد و ایمہ اہل بیت
و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہووے درجے کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام
خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائک سے افضل ہین **عقیدۂ ششم** سید محمد
جونپوری اگرچہ تابع تام ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین
کہ دونو مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل
یا فرشتہ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا و المرسلین کو نہین پہونچتا ہی اور عالم وجود
مین کوئی موجود حضرت کا ہم رتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ
حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر **عقیدۂ ہفتم**
یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ
جونپور کے بیان احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہووین صحیح جاننا اور غلط
جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث تفاسیر
کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق نکلے اوسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

پاوے اوس سے توبہ کرکے ترک کرے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ و مشرب جماعت
صحابہ اور اہل بیت کے ہووین اس سبب سے انکو اہل سنت و جماعت بولتے ہین **عقیدۂ ہشتم**
یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جانتے ہین یعنی جو کچھہ اونھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع
دوسرون پر فرض ہوگئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ مقام سوا حضرات انبیا علیہم السلام کے
کسی کے واسطے نہین ہی یہ اونھین کیواسطے ہی کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہی اور جسکو حلال کہین وہ
حلال ہی اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہی اور جو کچھہ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہی اور جسپر بطور
عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب ہو جاتا ہی اور سوا انبیا علیہم السلام کے دوسرونکی
اطاعت بالتبع ہی یعنی اونکا قول اگر مخالف امر حضرات انبیا کے نہوگا اطاعت کی جاویگی اور اگر
مخالف ہوگا اطاعت نہ کرینگے **عقیدۂ نہم** یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپور کا باوجود مخالفت نقل کے
واجب التصدیق ہی ایسی اگر مخالف عقل و حس کے ہووے جب بھی واجب التصدیق ہی اور کلام مہدی
مین تاویل حرام ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز جالور مین مجمع تمام مہاجرین و خلفا مہدی کے
میان خوندمیر نے ایک خاشاک ہاتھہ مین پکڑکر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہی سب نے جواب دیا کہ خاشاک ہی
کہا خوب دیکھو کہ کیا ہی بولے خاشاک ہی پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہی میان
نے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہی سب نے کہا کہ شاہ ہی آمَنَّا وَصَدَّقْنَا پھر ایک سنگریزہ ہاتھ
مین لیکر ان سب بزرگون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہی بولے سنگریزہ ہی پھر کہا خوب دیکھو کیا ہی بولے
سنگریزہ ہی پھر کہا کہ کیا ہی سب بولے کہ دیکھہ ہی رہے ہین کہ سنگریزہ ہی کہا کہ اسکو مہدی موعود نے
جواہر لاقیمت کہا ہی سب مہاجرون نے جواب دیا کہ آمنا وصدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہی
جو کہ فرمان مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی انتہی اور آخر عقیدۂ شریفہ
مین لکھا ہی کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھہ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس ذات کے ہوگا
انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر و حکم مخالف
عقل کے کہ عقل صحیح وسکے سمجھنے والے یقین کرے نہین ہوتا ہی اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف
عقل کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤول ہی اور
معنی تاویلی اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہونا ورنہ تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسول مین

عقیدۂ ہشتم
شیخ موصوف
بالذات مفترض
الطاعت ہین

عقیدۂ نہم
شیخ کے قول
مخالف بدیہیات
کو بھی حق جاننا

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اُسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہو نہ یہ کہ عقل اُسکے بطلان پر دلیل یقینی رکھتی ہو یا حس و مشاہدے مین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین امور متخیلۃ الاستحالہ کے ابطال استحالہ و اثبات امکان کے درپے رہتے ہین تاکہ وہین احکام شرعیہ غبار احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ کاہ کو شاہ اور کنکر کو جوہر بول کر کہ کذب محض ہو اوپر سے سر پیچ آمنا صدقنا کا سچ کر سچ جان لیتے ہین **عقیدہ دہم** یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوا انکے حضرت ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہو اور کوئی پاؤ مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین انتہی اور انصاف نامہ کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوتے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسے ہی ہے بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضونکا ناف تک اور بعضون کا سیدھا پہلو اور بعضونکے دونو پہلو مسلمان ہوئے تھے مگر یہی دو تن سرتاپا مسلمان ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجۂ اسلام کمتر ہی درجۂ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین ہو کر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام والایمان ہین جہت اسلام سے ان مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسے ہی جہت نبوت سے بھی ان مین کچھ تفاوت نہین ہی وصف نبوت مین سب برابر ہین کہ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ الآیہ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَآءِ اور ایک روایت مین ہی کہ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ تعالیٰ یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل نہ دو کہ نبوت مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب ان خصائص اوصاف کے ہی کہ منصب نبوت کے سوائے فضائل زائدہ کی قسم سے ہین یعنی کوئی نبوت کے سوا فرمان رسالت بھی ساتھ رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغرائے اولوالعزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

عقیدۂ دہم سوائے سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین

نام کتاب

یعنی عیسی ۱۲ یعنی موسی ۱۲

خلیل اللہ ہی تو کوئی حبیب اللہ ہی کسیکو خلافت ہی تو کسیکو شفاعت ہی کسیکو ملک و تاج ہی تو کسیکو خاتمت
و معراج ہی چنانچہ اسی طرف اشارہ ہی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

عقیدۂ یازدہم یہ کہ تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہی اور اوسکے انکی اصطلاح مین یہ معنی ہین
کہ تمام ارواح انبیا اور رسل و الوالعزم اور اولیاء بلند مرتبہ اور تمام مومنین و مومنات آدم سے لیکے سیدم
تک شیخ جونپور کے حضور مین عرض کی جاتی ہین اور شیخ مذکور انکا داخلہ و موجودات دیکھتے ہین اور
حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہی کہ تم نے جس جس انے سے نور لیا تھا پھر اُس محل سے مقابلہ کر کے
تصحیح کروا اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ
بھی مردود ہی اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ جونپور نے اپنے
داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی میان خوندمیر کے پاس بھی ہوگی انتہی اور اعتقاد
اہل سنت کا یہ ہی کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہی کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین
کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ او تصحیح کے واسطے اوسکے حضور مین وڑین اور مدار
مقبولی و مردودی کا یہ شخص ٹھیرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین
بلکہ اولیا و مومنین بھی جبکہ بحسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہوئے بیفکر ہو گئے اب انکی مردودی غیر متصور ہی سبحان
اللہ حضرت خاتم المرسلین باوجود اس شان و تمکین کے بھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی
میرے قبول و رد پہ موقوف ہی پس کجا شیخ جونپور و خوندمیر **عقیدۂ دوازدہم** یہ کہ جب تک آدمی
بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے
پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی
سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہو وے ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہی چنانچہ عقیدۂ
خوندمیر مین مذکور ہی غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کے دیکھنے والے اور طالب یدا کہ
تمام دنیا و خلق کو چھوڑ کر زاویۂ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے
نزدیک کافر ہین پس وا ے برحال مہدویان حال کہ ان چارون قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک
تابع زمرۂ اہل سنت سے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرۂ مسلمین سے ہین افسوس از ینجا رانده و ز انجا مانده

نہ ادھر کے ہوئے نہ اودھر کے ہوئے کاش ادھر اہل سنت مین آجاتے تو صورت نجات کی ہوتی
کیونکہ اعتقاد اہل سنت مین خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہین ہی بلکہ یہ لوگ نے دیکھے خدا
پر ایمان بالغیب لائے ہین اسیواسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَیْبِ اور اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین بچشم سر کسی کے واسطے
واقع نہین ہی سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضون کا اس مین بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی
دلیل شانزدہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدۂ سیزدہم یہ کہ بموجب فرمانے شیخ موصوف تین پہر خدا کا ذکر کرنیوالا
منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی اور پانچ پہر ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہی
پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہی کیونکہ اُنکے نزدیک حالت کسب مین یاد الٰہی متعذر ہی حاصل یہ ہوا
کہ ان کے میران کے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی فکر خدا کرین تو بھی منافق و مشرک ہین حیف
ہے آنکہ مہدویون مین اسقدر ذاکر بھی لاکھون مین ایک بھی نظر نہین آتا ہی غرض کہ اس فرمان نے
بھی مہدویون کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بدلائل شانزدہم مین آوے گی اور اعتقاد اہل سنت
کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے ارتکاب سے
منافق و مشرک نہین ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت مفروضہ کے ترک سے کافر نہین ہوتا
تو دوام ذکر کہ نوافل و مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکہ مشرک و منافق ہوگا اگر کرے گا درجات علی
پاوے گا اور اگر نہ کرے گا مومن بلاشبہہ ہے گا عقیدۂ چہاردہم یہ کہ اشیا دنیوی اگرچہ حلال و
مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والا بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامے کے باب
پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات
و مزارعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا امر ہے ہو اور ان مین مشغول ہو وہ کافر ہی اور
جو کہ ان کا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوس کے ساتھ صحبت
رکھے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے نہین ہی اور آل محمدی
سے نہین ہی اور آل خدا سے نہین ہی انتہی دیکھیے کہ مہدویون مین یہ سب اشیا بکمال حرص و
رغبت موجود ہین اور وہ بخوبی ان مین مشغول ہین اہل دولت کے در پر شب و روز مانند گداؤن کے
دست بستہ حاضر ہین پس انکے مہدی کی زبان درفشان سے خطاب کفران کو مبارک باد اور جب

مہدی نے کہا کہ ہماری آن سے نہین ہی تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقائد ثلثہ متصلہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگون نے ان لوگون کو سب سے چھوڑا کر زمرۂ اہل سنت سے اپنی طرف بلا کر صلہ اوس کا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و نفاق سے سرفراز فرمایا اب مہدویون نے لاچار ہو کر ایسا مقرر کیا ہی کہ اگرچہ عمر بھر بموجب فرمان صدق ترجمان مہدی کے کافر رہے لیکن مرتے وقت کسی میان کے ہاتھ پر بہانے نام کچھ کلمات ترک کے ادا کر کے مسلمان ہو جانا اور ان خطابات مہدی سے کسی طرح اپنا پیچھا چھوڑانا تحقیق اس امر کی کہ یہ ترک کچھ مفید نہین ہی بد خلقی و ہم کے بیان مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہی نہ ایراد دلائل کا لیکن قطع نظر اوس سے بلا لازم آیا کہ بالائے زمین زندہ مہدوی بموجب ارشاد مہدی کے کافر و غیر مہدی ہوتے ہین اور زیر زمین مردہ البتہ مہدی و مسلم ہین پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھیرے کیونکہ اعمال حالت کفر کے نامقبول محض ہوتے ہین او حقوق الناس کہ ہر حال مین قابل مواخذہ ہین ان کے ہمراہ رہین گے تب بھی نجات مشکل ہی اور زندہ مہدویون کو کہ بموجب فرمان مہدی کے حالت کفر مین ہین اور آن مہدی سے خارج ہین ہم سے باب مذہب مین گفتگو لاحاصل ہوئی غرض کہ مسود اوراق نے ہر چند کہ جادۂ احتیاط کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب مین کہین انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن یہ امر لاعلاج ہی کہ خود مہدی ایسے درپے ہین کہ انکی تکفیر سے انکو نجات دشوار ہی کیونکہ جب ملبوسات ماکولات و زنان و فرزندان وغیرہ کفر ٹھیرا ادنی سے اعلی تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس مین گرفتار ہو گئے بخلاف اہل سنت کے کہ اون کے اعتقاد مین یہ آفات بالکل نہین ہین اسواسطے کہ مال حلال خواہ کروڑہا کا ہو جب اسکی زکوۃ ادا ہوئی مابقی پاک ہو گیا اوس کا رکھنا نہ گناہ ہی نہ کفر اور صحت اسکی خود قرآن سے ثابت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا زکوۃ دینے والون کی مدح فرماتا ہی اور زکوۃ اوس کا نام ہی کہ مال نصاب مین سے بعد گذرنے تمام سال کے چالیسوان حصہ خیرات کرنا پس اگر تمام سال رکھنا مال کا کفر ہوتا تو اللہ تعالی مدح کاہے کو فرماتا اور اگر بعد ادائے چالیسوین حصے کے بقیہ انتالیس حصے پاک نہ ہو جاتے تو کاہے کو فرماتا کہ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ عقیدۂ پانزدہم یہ کہ ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی چنانچہ شواہد

باب سی و سوم مین مرقوم ہی اور جو شخص کہ اس ہجرت و صحبت کو بجا نہ لاوے وہ منافق ہی چنانچہ عقیدۂ
میان خوندمیر مین کہ جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین لکھا ہی کہ ہر کہ مہدی را قبول
کردہ ہست واز ہجرت و صحبت وی باز ماندہ ہست او را حکم منافقی بدین آیت باید کرد کہ لَا يَسْتَوِي
الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ
وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا
وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا انتہی حالانکہ
اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہی علاوہ یہ کہ اس آیت مین خود ہجرت کا
سرے سے ذکر نہین ہی چہ جائیکہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہووے اس مین فقط جہاد کرنے والون کا
اور بلا عذر جہاد ترک کرنے والون کا ذکر ہی سو خود مہدی اس مین گرفتار ہین کہ ابتدا مہدویت سے
تا دم مرگ کبھی جہاد نہین کیا اور خلفانے بھی سنت جہاد کفار کو قائم نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت
کرکے مسلمانون کے ساتھہ کبھی کبھی قتال و جدال برپا کیا ہی اس آیت سے استدلال اوپر نفاق تارک ہجرت کے
کرنے سے حال قرآن فہمی شیخ موصوف اور میان خوندمیر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر اس
کتاب مین بکثرت آویگا اور سب پر طرہ یہ کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ مین ہرگز معروف
نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اسواسطے دین محمدی مین ہجرت اسکا نام ہی کہ ملک کفار سے ہجرت کرکے دار الاسلام
مین توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا فقط وطن ترک کرکے اوسی حکومت کی دوسری بستی مین جا رہنا جیسا
کہ خلفاے شیخ جونپوری نے کیا کہ گجرات مین اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی اقلیم کے دوسرے بلاد و
دیہات مین انھین سلاطین اہل سنت کی حکومت مین عمر بسر کی یہ قسم رہبانیت سے ہی کہ شرع محمدی مین
ممنوع ہی کہ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب
واجر ہی نہ موجب نفاق یہ اعتقاد بھی مانند عقائد سابقہ کے مہدویان حال کے نفاق کا مثبت ہی کہ اکثر
یہ لوگ کہ اپنے اوطان و پیدایش کے بلاد مین مرتے ہین اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق
دفع نہین ہوتا کیونکہ اگر اوسوقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہان ہوئی پس
خطاب منافقی کا جانب مہدی سے موجود ہوا غرض کہ کیسی حیلہ کرین مگر مہدی کے ان خطابات

عقیدۂ شانزدہم

والقاب سے نجات نہین ملتی ہی **عقیدۂ شانزدہم** یہ کہ شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بلا بد رسول

صاحب شریعت تازہ جانتے ہین اور اس شرع ایجاد نفیر کے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی
کا سمجھتے ہین بیان اسکا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے ہین کہ اوسکو اللہ تعالی
اپنے محض لطف سے سائر الناس مین سے برگزیدہ فرما کر ارشاد و ہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے
اور اوسکی طرف اپنے اوامر و نواہی و معارف و حقائق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے
کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور مقدمات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم
ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی یقینی ہووے کہ اوس مین اصلا گمان وساوس شیطانی اور خیالات نفسانی
کا نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ مطلقا
اور صغیرہ خسیسہ عمدا و سہوا اور صغیرہ غیر خسیسہ عمدا سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام
یا اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بغض رکھنے والا کافر ہوتا ہی اگر با این ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب
یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہو وہ رسول ہوا اور درجہ نبوت پر مرتبہ رسالت اضافہ ہوا
یہ خلاصہ ہی شرح مواقف اور شرح مقاصد اور غیرہا کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ
شیخ موصوف مین ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا
لیتے ہین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہی کام حقیقت سے ہی اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد ان کی
کتابون معتبرہ سے بخوبی ثابت ہی اجمالا و تفصیلا اجمالا یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت
اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام اور مقصود ایک ہی اور تفصیلا یہ ہی کہ انکا بمحض لطف الہی سائر الناس
مین سے برگزیدہ ہوکر مامور بمہدویت ارشاد و ہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہی چنانچہ مطلع الولایت
مین لکھا ہی کہ اول بارہ برس تک امر الہی ہوتا رہا اور میران وسوسہ نفس و شیطان سمجھ کر ٹالتے رہے
اور بعد بارہ برس کے خطاب باعتاب ہوا کہ ہم روبرو سے فرماتے ہین تو اوسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہی بعد اوسکے بھی
شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کرکے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے
خطاب باعتاب ہوا کہ قضائے الہی جاری ہو چکی اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا انتہی ملخصا
اور امام العقائد مین لکھا ہی کہ او ذات خویش را بامر خدا بمہدویت اظہار کرد ایضا او فرمود حق تعالی
مرا فرستادہ ہست مخصوص برای اینہست کہ آن احکام و بیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطہ مہدی
ظاہر شود اور رسالہ فرائض سید میران جی ہی میں لکھا ہی کہ فرض پانزدہم خصوصیت بصفت مہدی با مر الہی ظاہر کردن

وبیان نمودن احکام ولایت محمدی نتوانستن انتہی اور سوائے اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ من
جانب اللہ محض لطف الٰہی شیخ جونپوری واسطے ہدایت خلق کے بتاکید تمام مبعوث ہیں او اسی طرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین جابجا مبسوط ہی چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے بامر خدا
بیان کرتا ہون جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ فرائض مین
لکھا ہی فرض چہارم مہدی ابلواسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن چنانچہ تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ دانستن
سیزدہم ہر اعمال و بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن اور رسالہ اعتقادیات وعملیات
مین عالم میان نے لکھا ہی کہ منصب خدا علم وحکم کا حضرت کو حق تعالیٰ سے اور روح مقدس نبی سے ہی اور علم
وحکم حضرت کا یقینی قطعی ہی اب ان بزرگ کے عبارات وحی اور ادعائی مین سے ایک عبارت بطور نمونے کے
لکھی جاتی ہی ابتدا رسالہ ام العقائد مین لکھا ہی قال الامام المهدي صلى الله عليه وسلم علمت
من الله بلا واسطة جديدا اليوم قل اني عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدي
الزمان وارث نبي الرحمن عالم علم الكتاب في الايمان مبين الحقيقة والشريعة
والرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم نبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدویون کا
اتفاق ہی چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمہ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل
ہونا بھی سب کا اعتقاد ہی چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہی مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام ہین بے خطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین آلخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول موافق حکم و بیان مہدی کے نہ ہووے تو وہ قول خطا ہی مسئلہ احادیث آحاد جو ظنیہ ہین حضرت کے
احوال یا افعال یا اقوال کے مخالف ہووین تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ہین یا کسی
راوی کی غلطی ہی مسئلہ جائز نہین ہی کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر صریح المعنی سے یا نص صریح قرآنی سے
یا اتفاق و اجماع سے امت مکرمہ کے ثابت ہوا وس کا خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرضکہ شیخ موصوف
کے افعال و اقوال ایسے معصوم ہوئے کہ اقوال مجتہدین ومفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اوسکے مقابلے
مین غلط وخطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسی طرح مقدمہ چہارم یعنی انکے مقام واحکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد

اتفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدۂ خوند میر مین ہی کہ مہدی نے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون مین خدا
کی طرف سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا
آور رسالۂ فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدیکو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک حرف
کو بیان مہدی سے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام
واعتقاد داشتن وعمل کردن بران ودور بودن از تاویل وتحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد و
امیدوار فلاح ونجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے واسطے
ثابت ہوئے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونون امر مین سے
جو امر پایا جاوے رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ کتاب مستقل
نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمۂ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی ومعنوی سے مالامال ہی کہ
تفصیل اسکی بحث تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر سالم کتاب بنتی گویا کتاب الخطئیات ہوتی البتہ
فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی و بعض ہندی او بعض گجراتی زبان مین ہین منجملہ
انکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا ای سید محمد دعوی مہدویت کا کہلاتا ہوی تو کہلا نہین تو ظالمان
مین کرون گا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح وبلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اسکی
فصاحت نے حیران کر دیا اگر ایسی سب فقرات وحی ایک جا کر لین ایک رسالۂ مختلف اللغات ہو کر شاہد کریمۂ
وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا کا ہو سکتا تھا مگر نہ کیا اور شق ثانی پر
اکتفا کیا یعنی شریعت جدیدہ ناسخ بعضے احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اس کا یہ ہی کہ شریعت
انھین احکام شرعیہ وامر ونواہی کو کہتے ہین سو شیخ موصوف نے دعوی کیا کہ مجپر احکام خدا کی طرف
سے تازہ بتازہ نو بنو اترا کرتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی
بڑھ کر ہین کیونکہ احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو مونہہ سے نکلتا ہی
سو فرض ہی بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نکرنے سے خارج مہدویت سے ہو جاتا ہی چنانچہ عبارت منقولہ
آخر رسالۂ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان واسلام سے ہی
دوسرے یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ تاویل بھی درست ہی چنانچہ ماؤل ومجاز وکنایہ سب اقسام
قسم آیت سے ہین یہان تاویل و توجیہ مطلقا کفر ہی چنانچہ آخر رسالۂ مذکورہ سے مستفاد ہی پس احکام اسکی شریعت

ترجمہ اگر ہوتا قرآن طرف غیر اللہ کے تو پاتے اس میں بہت تفاوت ۱۲

جونپوری پوربیہ کو میان خوندمیر نے رسالہ عقیدہ مین اجمالا بیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا مین کہ المقصود
بندہ سید خوندمیر بن موسی عرف چھجو این احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ است واو
فرمودہ است ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یک حرف را منکر شود عند اللہ ماخوذ
گردد الخ اور انتہائے رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام مذکور است
از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات مادام کہ این بندہ در صحبت وی بود در ہیچ حکم ازان احکام تفاوت نیافتم
و برین جملہ اعتقاد و ایمان داریم ہر کہ در بیان وی چیزی تاویلے و یا تحویلی کند او مخالف بیان آن ذات باشد
تمت بعدہ سید میران جی نے اون احکام کو تفصیلا بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ بر جملہ مصدقان مہدی واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ بندگی میان
سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکور اند مجموع سی حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی ازان فرائض عملی اند الخ
یہ رسالہ بالتمام بحث التسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس سلسلے کا یہ ہی کہ احکام مذکورہ
سے بیس فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سوا ایسے اسکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب
انھین تیس کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہو چکے اور باقی رسالہ
مذکورہ سے معلوم ہوگئے غرض کہ یہ احکام شریعت تازہ ہی سوائے شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا
ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونوکے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ انکا بیان واضح اور اعلا
ہوا ہی کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ پس اگر قرآن
یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر آجتک مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مرادہ کو مجمل و مہمل رکھنا
مخالف خدمت بتلیغ رسالت کے ہی اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو وہی مضمون
وارد ہوا کہ اس شریعت کو بعد نو سو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ احکام بعضے
احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اسواسطے کہ نسخ کہتے ہین تبدیل و ازالہ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام شرعیہ سے
اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض و واجب و سنت و مندوب و حرام و مکروہ و مباح اور انکی تبدیل بطریق
شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا و قس علی ہذا
یہ سب نسخ کہلاتا ہی چنانچہ التفاق وغیرہ مین اوسکی تفصیل ہی اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر باجماع
امت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کر کے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدہ سیزدہم

مین مسطور ہوا اور اسی طرح عزلت خلق سے اور صحبت صادقون کی اور بیر ہینر یا سوا اللہ سے کہ مستحب ہی فرض کیا اور ترک بیر و تردد و میراث و تعین معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھیرایا اور بلا وجہ وطن چھوڑنا کہ قسم رہبانیت سے ہی اور مکروہ تھا اوسکو فرض ٹھیرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ حضرت رسالت کے کہ حرام تھا اوسکو فرض ایمان ٹھیرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اوسکو فرض کیا وقس علی ہذا اور ان فرائض کو عین ایمان ٹھیرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقائد سابقہ مین مذکور ہو چکا اور سوا کے نمازون فرض کے ایک اور نماز ششم فرض ٹھیرائی وہ دوگانہ ستائیسوین رمضان کا ہی اور سوا کے زکوۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہی یعنی اللہ تعالی نے زکوۃ باین آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہووے اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہو کر ایک سال کامل اوسپر گذرے تب چالیسوان حصہ اوس کا فقرا کو دینا اوس پر فرض ہی اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب بیقدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوس کا دسوان حصہ خیرات کرنا اوس پر فرض ہوا یہ عبادت مالی ہی برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبدالرحیم بن اسحق بن عبدالحی مہدوی مین مذکور ہی اور رسالہ فرائض مین بھی اس کا اشارہ موجود ہی غرض کہ یہ عشرہ عشر نہین ہو جو کہ حاصل زمین سے شرع مین مقرر ہی بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہی مانند احکام مذکورۃ الصدر کے اور نماز ششم اون تبدیل احکام سے بھی زائد ہی الجملہ احکام شریعت جونپوریہ سے کے بعضے محض شرع جدید ہین اور باوجود شرع جدید ہونے کے بعضے احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ جونپور مہدویون کے اعتقاد مین رسول صاحب شریعت جدیدہ ناسخ شریعت محمدیہ کے ہین کیونکہ ناسخ کو سب احکام کا نسخ ضرور نہین ہی بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہی چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہین وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ پس مذہب مہدویون کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور باطل ہوئی توجیہ مہدویون کی کہ کہتے ہین کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہی کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہوگا اور اگر نبی متبع شریعت محمدیہ کا پیدا ہووے منافی آیت مذکورہ کا نہین ہی اور شیخ جونپور پیغمبر متبع ہین چنانچہ عالم میان رسالہ اعتقادیات مین لکھتے ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا امل وصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالف کی کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نہ نبی متبع ہاں حضرت

بعد ترجمہ

مہدی کا ساتھ رسول کے برابر ہونا

[illegible]

متبع ہین نہ مشرع انتہی اور وجہ بطلان ظاہر ہی کہ خود انھین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت
ہوا پس موافق اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن و سنت و اجماع است کے ہوا علاوہ یہ کہ
مقصود نبی متبع سے کیا ہی اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی بتکلان بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہی
بحث اسکی بتفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان اسی قدر کافی ہی عقیدۂ ہفدہم
مہدویون کا اعتقاد یہ ہی کہ شیخ جونپوری بعد منصب نبوت و رسالت کے بعضے صفات الوہیت مین اللہ تعالی
کے ساتھہ بھی شریک ہین چنانچہ یہ صفت الٰہی کہ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ
فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ کہ صفت علم الٰہی ہی اور
جا بجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھہ
شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہو چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوالات کلہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین کہ جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا
ہاتھہ مین رکھتا ہوا ور ہر طرف پھر اکر کما حقہ پہچانے اور واقف ہوا ور بشارت نامے مین لکھا ہی کہ مہدی
نے کرات و مرات کہا ہی کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا و اولیا و مومنین و مومنات کے بلکہ احوال جملہ
موجودات کے ایسے معلوم ہوگئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھہ مین لیکر ہر طرف
پھراتا ہوا ور کما حقہ پہچانتا ہی انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ ولاور کے حق مین فرمایا
کہ میان ولاور کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھہ مین رائی کا دانہ ہوئے انتہی دیکھیے
بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جسمین سموات
وارض و ما بینہما سب داخل ہی مانند دانے رائی کے یا مثل روپیہ اشرفی کے ہاتھہ مین تھے مریدین کے
ہاتھہ مین بھی عرش و فرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ ایک نوع کی شرک
حقیقی کا دعوی ہی اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہی کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات و افعال مین کسی کو
شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھہ بکار آمد نہین ہی کہ یہ صفت
اللہ تعالی مین بالذات ہی اور بشر مین بواسطۂ عطاے الٰہی ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت بشر مین پیدا نہین
کرتا ہی کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حافظ ارض

وسموات ہو جاوے استغفر اللہ العظیم پھر خدا اور بندے مین کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے تحاشی
کرتے ہین حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہین وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ
الْغَیْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہ کہو تم وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ
البتہ حضرات انبیا اور اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ او خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف ہوا ہی
نہ یہ کہ مانند جناب باری کے جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند مہدوانے رائی کے منکشف رہین پھر کیا
فرق رہا علم بندہ اور علم خدا مین یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہی کہ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی کہہ دو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہین جانتے ہین جو کوئی آسمانون مین ہین اور
زمین مین غیب کو مگر اللہ تعالی یہ شیخ جونپوری اور میان ولاوری زمین والون مین ہین انکو علم غیب کس طرح
مخالف اس آیہ کریمہ کے ہوگیا **عقیدۂ ہجدہم** یہ کہ عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق
خدا کی نہین ہین بعضی اون مین کل وجہ سے غیر مخلوق ہین اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق
ہین منجملہ اونکے شیخ جونپوری شیخ مہدویان بھی ہین چنانچہ رسالہ جوہر نامہ مین لکھا ہی معلوم باد چند چیز غیر مخلوقت
اند چنانکہ مبشر المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میان سید قاسم حسب منا در مکتوبات نوشتہ اند چون جوہر
اول و روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب و صحائف این ہمہ غیر مخلوق اند و من دون ہذا کل اشیا بری
وبحری علوی و سفلی مخلوق اند حتی خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق اند انتہی
پس ای عزیز اہل تمیز ہمہ علمای اہل شریعت ولایت را مخلوق گویند و ہمہ اولیای اہل حقیقت قدیم
و غیر مخلوق گفتہ اند انتہی سبحان اللہ یہ عجیب غریب اعتقاد ہی کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
کسی دین آسمانی مین یہ اعتقاد نہ ہوا ہی کہ سوای ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شی موجود
بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہی تمام ملتون نبوت مین یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
سے قدیم ہی اور باقی تمام عالم یعنی ما سوا اللہ مخلوق و محدث ہی کہ عدم سے وجود مین لایا گیا ہی اور اسکا
عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہی اور بس پس لا قدیم الا اللہ ولا خالق الا اللہ عقیدہ اتفاقی
جمیع ملیین ہی پس یہ اعتقاد مہدویون کو ملت ایمان سے نہین پونچا ہی بلکہ فلاسفۂ یونان سے
ہاتھ لگا ہی کہ اونکے نزدیک سوای حضرت واجب تعالی کے بہت چیزین قدیم و غیر مخلوق ہین چنانچہ
عقول و سموات وغیرہا اونکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہین یعنی کسی وقت مین معدوم نہ تھے بلکہ ہمیشہ سے

ترجمہ تو کہہ کہ نہین جانتا کوئی جو بیچ آسمانون اور زمین کے ہے غیب کو مگر اللہ

عقیدہ ہیجدہم عالم مین چند چیزین غیر مخلوق خدا کی نہین

باری تعالی کے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر
بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ افلاطون وغیرہ
جم غفیر فلاسفہ اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع
سے بنقل متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفہ حکما مثل
معلم اول ورا وسکے اتباع مشائین او شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب مردود تھا کہ اوسی کو مہدویون نے
بسر و چشم مقبول کیا اور مذہب جمیع انبیا اور اہل شرائع او جمہور حکمائے کاملین سے اعراض و نکول کیا
شعر چند چند احکمت یونانیان ﴿ حکمت ایمانیان راہم بخوان ﴿ علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین مذکور الصدر
کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقول لیکہ المضمون فی بطن الشاعر اب تک نہ کھلا کہ جوہر اول و روح حقیقی سے کیا
مراد ہی اور یہ دونو قدیم کہان تشریف رکھتے ہین او جملہ کتب و صحائف سے اگر مراد کلام نفسی الٰہی
ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد یہ حروف
و کلمات مؤلفہ متلفظہ ہین تو وہ بالبداہتہ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصورۃ
مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جوہر نامہ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پس ای
عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق ازین سبب با یہ نبود انتہی تو تخصیص
خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم الٰہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی الٰہی سے
سب قدیم ہوسے ہین اس قدم سے اشیائے مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم الٰہی قدیم ہوا
اور اشیا سب اپنے مرتبہ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا اتہام
محض ہی کہ تمام اولیائے اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیائے اہل حقیقت کے
نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف موصوف کے حادث و مخلوق ہی
البتہ ولایت الٰہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حال وہ مثل کا مانند جمال
صفات الٰہیہ کے ہی وا این کجا وآن کجا تتمۃ الباب عقیدۂ تسویہ یعنی شیخ جونپور کو برابر حضرت
سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلم کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی فرد بشر بلکہ
خدائے دادگر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین مگر ایک عقیدۂ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہی
اوس مین البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

وہ یہ ہی کہ حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات شیخ جونپوری کے عوام مریدون کے برابر ہین چہ جا کہ خاص مریدین
و اصحاب کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بمراتب بہتر ہین پھر کہان شیخ جونپوری کہ وہ تو نہایت
دور ہی حالانکہ جن بزرگوارون سے وہ پہونچا ہی اونھین سے یہ بھی ہاتھ لگا ہی اگر وہ عطا فقیر ہی تو یہ بھی بخشش
پیر ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر حدیث نے اصل بیان کر کے بولتا ہی
کہ اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تا کہ مقام ان لوگون کا معلوم ہو اور جبکہ قوم ایسی ہوئے
اونکا امام کیسا ہوگا یہ ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان عبد الرحمن
ایک حدیث پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پہونچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
کہ بھائی میرے کہ وہ برابر ہین میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی
اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی ورا اور آگے ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور خلیفہ شیخ جونپوری نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ
لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هُمْ اِخْوَانِي بِمَنْزِلَتِي یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک ونت
دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام مرسلین کا رکھتے ہین اور کہا کہ مرسل اوسے کہتے ہین کہ مہتر جبرئیل اوس پر
وحی لاوین لیکن بارہ آدمی وسے بھی فاضل تر ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہین هم اخواني بمنزلتي کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک
اور قاضی عبد اللہ انتہی یہ لاور مرید شیخ جونپوری کا حال ہی کہ اپنے مریدون کو ہم منزلت حضرت کے بول کر
کبھی ونمین سے بارہ کو مرسلین سے اور چار کو سید المرسلین سے تفضیل دے رہا ہی کہ منجملہ اونکے عبد الملک مصنف سراج الابصار
بھی ہی پس یہ لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپوری سے بھی افضل ہوئے کیونکہ اونکے مساوی سے جو افضل ہوا وہ
انسے بھی افضل ہوا پس دونو عقیدے انھین کے بزرگون کے ہین معلوم نہین کہ کیا سبب ہے کہ تسویہ کو اختیار
کیا اور تفضیل کو پس انداز کیا کیونکہ بسبب خوف خدا کے باز رہے ہون ایسا گمان نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ جب خود خدا کی صفات مین مہدی کو شریک کرنے سے نڈر کر علام الغیوب اور قدیم غیر مخلوق
ٹھہرایا اوسکے سبب سے افضل کہنے مین کب اندیشہ کرتے علاوہ یہ کہ خود وہ بزرگ باوجود دعوی تسویہ کے

اشارہ ترقی و اضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ بہہ لے ہین کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم سے اسدم تک تصحیح ہی اور قبول اور رد میرا قبول و رد خدا کا ہی چنانچہ شواہد الولایت اور مطلع الولایت وغیرہا مین موجود ہی اور تفصیل اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہی کہ لفظ جمیع انبیا اور آدم سے اس دم تک مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے جب یکھا کہ اپنے مہدی کے دونو کلام تسویہ و تفضیل مین سے ایک بلاشبہہ کاذب ہی اقل مرتبہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ ابْتَلٰی بِبَلِیَّتَیْنِ فَلْیَخْتَارْ اَهْوَنَهُمَا لیکن تاہم بھی اپنی برخورداری اور تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس قول تفضیل کو بھی بالکل معطل نہ کر دیا بلکہ برتاو اوسکے موافق رکھا کہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو یہان دو ہین سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفاء راشدین چار تھے یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر اور میان نعمت اور میان نظام و میان دلاور اور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے تو یہان بارہ ہین پانچ مذکورین اور باقی یہ ہین امین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جو یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین بھی ہتر فرقے ہین ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ہی ناجی باقی غیر ناجی اور سید محمود کو الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدل مہدی بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہ ہوا اوکے بدلے مین انہون نے کیا اوسکو جنگ بدر ولایت کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہی اور ان کے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا کہ پنجفضائل مین منقول ہی نقل کفر کفر نباشد اور انکی مان فاطمۂ ولایت ہین اور سب وان مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور جبکہ اونکے مہدی نے دعوی کیا کہ بندگی کی یک نظر ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہی یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہی چنانچہ انصاف نامے کے باب ششم مین لکھا ہی اب ونکے مریدون مین ایسے مقامات کے عتقادات کیون نہ ٹھہرینگے بلکہ یہ مریدین خود مبشر بالجنہ ہونا برکنار دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیسا کہ پنجفضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین اے میان دلاور تمہارے پاس بھی ہونگے اور انھین مریدین کے واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالی اب باقی رہا یہ شبہہ کہ سید محمود مذکور الصدر نواسے مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر برابر یا بہتر امام الشہداء شہید کربلا سے

جانتے ہین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہین پھوٹی یہ بغیر خون لگائے شہید دن ہین کیونکر شریک ہوگئے
سو جواب اس کا یہ تراشا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک وزیر بزرگ بعد نماز تہجد کے
جانماز پہ بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھ سے اوسکو
ہانکا اوسنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اوسکے درد سے بعد تینتالیس روز کے پندرھوین محرم کو
انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید باوجودیکہ انواع و اقسام عذاب اوس عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت
رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدوی کے ناحق کے مارنے کو لپس کرتا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود
اگسن فتاری کے اسقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ یا بت نے اذن الٰہی نہ ہوئی ہوگی
خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے خاتم مرشد کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا اور یہ اوسکے زخم
سے مر گئے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید ٹھہرا کر مفت دولے محنت ٹھاٹھہ کربلا کا باندھ لیا

باب دوم احوال الشیخ جونپوری مین ابتدائے نشو و نما سے انتہائے موت و فنا تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے

منقول مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور تحفۃ الفضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ و روایات
ثقات معتبرین سے مگر کشف و کرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک
کردی گئین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک سب تراش و خراش مریدین و معتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین
و متاخرین بھی کچھ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سنی و شیعی وغیرہ نے بجز ترک و تجرد اور تاثیر وعظ و
بیان کے کہ لوازم ترک و تجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر و باہر شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی
نقل نہ کی شیخ جونپور کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا انکی یون ہی
کہ شہر جونپور مین کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کہ نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے
اوسنے دو فرزند پیدا ہوئے تھے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہی شیخ موصوف
ہین ولادت انکی شہر جونپور مین سن آٹھ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی
آغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے
بمصلحت ثبوت مہدویت کے دونو کے نام بدل کر میان عبد اللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ
بحث دلیل دوم مین آوے گی القصہ جب عمر انکی چار سال و چار ماہ و چار روز کی پونہچی سید خان صاحب نے

اشراف واعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھواکر واسطے تعلیم کے انکو انھین کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن لپسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر بقیہ کتب علوم درسیہ سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ خوشگانی مین لیار و بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماء دانا پور نے انکا لقب اسد العلما مقرر کیا آبا و اجداد انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ سن دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لاکر پونچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارۂ خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس لکھا ہے کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید اجی احمد نعمان کے تھے اور وہ اجل سلسلہ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الٰہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ اونکے نہایت معتقد ہوئے یہان تک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور نے کہ خراج گزار دلپت راؤ والی ملک گوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ رابطہ اعتقاد واختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخرکار شیخ موصوف نے اوسکو اطاعت کافر کو دینے ننگ و عار دلاکر مستعد کارزار کیا کہ تیس ہزار سوار لے کر ہمراہ شیخ موصوف کے روانۂ گوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب ونکا فوج بیرگیان تھا رکاب شیخ مین رکھے جب یہ خبر دلپت راؤ کو پونچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جماکر پندرہ سو بیرگیون سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ و دلپت راؤ دوچار ہوگئے اور تیغ شیخ اسپر ایسی کاری پونچی کہ دو پارہ ہوگیا اور دل اوسکا نکل آیا اور میان لاڑ خلیفہ شیخ کہ بھانجے رائے آندکور کے ہین اوسی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے کہتے ہین کہ رائے آندکور کے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر موجب جذبہ شیخ ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہے حق کو کیا کچھہ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھہ ہوش وحواس بجا نہ تھے مگر فرائض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مثل مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام و ایک قطرہ پانی کا کبھی چکھا اگرچہ ونہ

انکی بی بی الہدیتی نے کہا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کرسکتے ہو بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت
کی ہوتی ہی کہ اگر ان دریاؤن مین کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تو تمام عمر کبھی ہوش مین نہ آوے
سبحان اللہ اس غفلت وجذب مین بھی یہی دھن تھی کہ حضرات انبیا و مرسلین کی تنقیص اور اپنی تفضیل کا دم مارنا
القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کہ گاہے باہوش اور گاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال مذبذب پانچ برس تک
رہا لکھتے ہین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و روغن ساڑھے ستو سیر بروایت بی بی الہدیتی کے کھایا ہوگا
بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلاوطن ہوکے مع زن و فرزند و چند مرید کے
دانا پور کے جنگل کی راہ سے جہان گردی کو نکلے کہ بی بی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اور شیخ بھیک وغیرہم
ہمراہ تھے اور اوس جنگل مین الہامات اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیون نے تصدیق بھی کی اور وہان سے
رفتہ رفتہ شہر چندیری مین پہنچے اور وہان اونکے وعظ و بیان مین جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہان کے
شیخ زادون کو کہ صاحب سجادۂ مشیخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر بجبر و اکراہ وہان سے انکو نکال دیا وہان سے بعد
طی کرنے چند منازل کے شہر منڈو مین پہنچے وہان بھی غلغلہ انکا ہوا یہان تک کہ سلطان غیاث الدین نے
کہ اوسکو اوسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اون ایام مین پابجولانۂ طلائی مقید رکھا تھا شیخ موصوف کے
دو مرید سید سلام اللہ اور ابوبکر کو بلا کر باعزاز تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور ہمراہ اونکے ساٹھ قنطار
طلا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی ایک کرور محمودی کی والعہدۃ علی الراوی خدمت شیخ مین گذرانی شیخ نے قناطیر مذکور
ان لوگون کو کہ دنبال اس خزانے کے آئے تھے حوالے کیا اور تسبیح مروارید ایک فالی کو کہ اوسوقت حاضر
تھا عنایت کی مگر ایک قنطار انکے رفقا مین بالسویت تقسیم ہوئی اور وہان ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین
کا الہداد نامے کہ فاضل و شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا چنانچہ تادم مرگ ہمراہ رہا چنانچہ مرثیہ شیخ اور
دیوان غیر منقوط اور رسالۂ اظہار امانت اور رسالۂ ثبوت مہدویت تصنیف اسی کی ہی اور صاحب دیوان مہری
ابن خواجہ ملا شاگرد اسکا ہی اور اسکو خلیفہ ششم شیخ جونپور کا شمار کرتے ہین غرض کہ اب یہان سے لوگ
معتقد ہوکر ہمراہ ہونے لگے اور اسی شہر مین سید اجمل فرزند شیخ چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہین اوسکو
مدفون کیا اور صورت فوت کی یہ ہوئی کہ شیخ موصوف نے وہان بتقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعام
طیار کروایا تھا یہ لڑکا اپنے بھائی سید محمود کی آغوش سے جدا ہوکر ایک دیگ پر جوش مین گرکر مرگیا اور سبب
گرنے کا غفلت سید محمود کی تھی کہ اوسکے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی قسم کا ایک واقعہ اسکا زندان مین ہوا۔

بھی ہوا کہ بعد ایک مدت کے ایک لڑکا سید محمود کا سید احمد نام آتش چراغ سے جل کر مر گیا وَفَقْنَا رَبَّنَا عَذَابَ
النَّارِ غرض کہ شیخ موصوف بعد اوسکے کوچ کرکے شہر چانپانیر مین کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہونچکر
مسجد جامع مین اُترے وہان بھی اُنکے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود
بیگڑہ نے بھی ارادہ آنیکا کیا لیکن وہ عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کر گئے تھے مانع ہوئے اور میان
نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالب علمی کرتے تھے مرید ہوکر ہمراہ ہو لئے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الہدیتی
زوجہ کلان شیخ کی فوت ہوکر زیر سایہ دونگری قریب قلعہ مدفون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے
طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑھ برس کے وہان سے برہان پور کی راہ سے
دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کرکے شہر احمد نگر کو پہونچے اسوقت وہان
احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی بیعت
مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اوسکے جانشین وہی ہوا اور معتقد
اس فرقے کا تھا اسی واسطے بعد انکے انکے خلفا و مریدین کو مانند شاہ نظام و دلاور و نعمت وغیرہ کے گجرات
سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی انکے پوتے سید میران جی بن سید حمید بن شیخ موصوف کے عقد نکاح مین
دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کرکے شہر بیدر کو پہونچے
عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن معتقد ہوئے اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کرکے ہمراہ ہو لئے
پھر وہان سے شیخ چونپور گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے رخصت ہوکر قصبہ
کنپاک ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہوکر روانہ کعبۃ اللہ کے ہوئے
اور بعد طی منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے
درمیان بیعت کریگی اسواسطے آپنے بھی اوس مقام مین دعوی مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ کا کیا
اور میان نظام و قاضی علاء الدین نے آمنا و صدقنا بولکر جھپ بیعت کر لی تاکہ یہ ٹوٹکا بھی ہو جاوے
ہو جاوے اور بولے کہ دو گواہ بس ہین اور سن نو سو ایک ہجریہ مین دعوی ہوا پھر وہان سے حضرت آدم کی زیارت
کو گئے اور کہا کہ مین نے بابا آدم سے معانقہ کیا اونھون نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر
بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط مکے سے بعجلت تمام مراجعت کرکے جدے کو آکر
جہاز پر سوار ہوکر بندر دیو گھاٹ پر اُتر کر وہان سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان سالار

مین قریب دروازۂ جمال پور کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و
دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین خلیفۂ شیخ وہین مرید و تارک بنکر رفیق ہوئے اونکو خلیفۂ ثالث
جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفۂ چہارم ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی مسجد مین ایک روز
بمجمع عام شیخ نے سن نو سو تین مین دعوی مہدویت کا کیا یہ دعوی دوم ہی بعد اوسکے علما و مشائخ گجرات
نے حضور سلطان محمود مین شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت بیان
کرتے ہین سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اوٹھکر ایک گاؤن سولسانیج نام
مین نازل ہوئے میان نعمت کہ خلیفۂ کلان ہین بڑے راہ زن اور خونی تھے خون حبشی کے جرم سے
بھاگ کر وہان پہنچے اور مرید ہوکر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہروالہ پیران پٹن مین
کہ منجملۂ گجرات ہے آکر خان سرور کے لب حوض پر اوترے یہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا
ہوا اور میان خوندمیر یہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بخن برخوردار اور ملک الہداد اور ملک
حماد کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی
کہ فی الحال یہین رہو پھر جب خدا لاوے گا آنا اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امرائے گجرات نے بھی چھوڑا
بلکہ نظر بند کر کے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر شیخ
موصوف کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین کہ کسی ملک مین نہوئے ایک فرمان ثانی سلطان محمود
کا صادر کراکر پیران پٹن سے بھی اخراج کروایا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آیا تو کہتے
تھے کہ مجکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہی مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر تین
کوس کے فاصلے پر قصبۂ بدلی مین اوترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان
خوندمیر کہ بالفعل اپنے گھر مین محبوس تھے بعد چھہ مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس آ لئے یہان سب خاص و
عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعوی مہدویت کا کرو اور بار بار
اسکے خواہان تھے اور شیخ ہرچند ٹالتے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہین چھوڑتے تھے چنانچہ بایں خاطر
انکے دو بار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اوسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چندان اصرار
تھا اب سبنے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا
بلا واسطہ ہوتا ہی کہ دعوی کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجکو یہ حکم ہوا ہی کہ ای سید محمد دعوی مہدویت

دوسرا دعوی مہدویت کا اور اخراج دوسرا گجرات سے

اخراج سوم پیران پٹن سے

تیسرا دعوی مہدویت کا ... اور تفصیل ...

کہلاتا ہوئے تو کہلا نہیں تو ظالمان مین کا کرون گا اسواسطے مین بصحت عقل و حواس دعوی کرتا ہون
کہ اَنَا مَهدِیٌّ مُبِینٌ مُرَادُ اللهِ اور اپنا چمڑا دونو انگلیون سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے
منکر ہوئے وہ کافر ہی اور مین خدا سے بیواسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوتا
ہی کہ علم اولین و آخرین کا تجکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجکو دی ۔۔۔ تھے جو
قبول کرے وہ مومن ہی اور تیرا جو منکر ہووے وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین خدا پاک کی طرف نسبت
کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ امنا وصدقنا
یہ دعوی تیسرا ہی کہ سن نو سو پانچ پر ہوا اور مرنے دم تک اسپر اڑے رہے اسیواسطے اسکو
دعوی موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور
و غوغا ہوا کہ جبس سید کو یہان سے شہر بدر کیا تھا اوسنے قصبہ بدلی مین جاکر دعوی مہدویت کا
کیا ہی پس چند علما قصبۂ مذکور مین آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال جواب بیت مدود
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اسکی باب دلائل مین آوے گی القصہ جب کہ شیخ
اپنے دعوی سے باز نہ آئے علمانے مایوس ہوکر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمداباد مین تھا اطلاع دی
بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سندھ کے
روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا کیون قتل
نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاؤن گا خلق کو گمراہ کرون گا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرض کہ وہان سے
شہر جالور مین پہونچے وہان کے بہت لوگ مرید و معتقد ہوئے پھر وہان سے ناگور کو پہونچے
اور وہان بیان کیا کہ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا شد وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ شد وَاُوْذُوْا فِيْ
سَبِيْلِيْ شد وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا ماندہ ہست ماشاءاللہ خواہد شد بعد اسکے وہان سے روانہ ہوئے
اور ملک سندھ مین شہر نصیرپور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو رخصت گجرات
جانے کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس دین جدید کی سختیون سے بیزار ہوکر ترک صحبت
کرکے روانہ گجرات ہوئی ہرچند کہ شیخ جونپوری انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوئے جاتے ہو ایک
نے بھی نہ سنا اور سیدھا راستہ گجرات کا لیا بی بی شکر خاتون بھی انہیں مین تھی پھر وہان سے دار السلطنت
سندھ شہر ٹھٹھہ مین پہونچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق مہدویت کی

کی جب یہ حال و قال ان کا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہانتک کہ چوراسی آدمی
رفقا و اصحاب شیخ سے مارے فاقون کے مرگئے شیخ موصوف نے اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت
دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے القصہ آخرکار بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ
اس درویش کو مع تمام مریدین کے قتل کرو لیکن دریاخان میر بادشاہ موصوف نے اپنی عرض و معروض
سے حکم قتل کا ملتوی کروا کے مملکت سندھ سے اخراج کروا دیا پس شیخ مع مریدین روانہ خراسان
ہوئے کہتے ہین کہ قریب نوسو نفر کے ہمراہ شیخ کے تھے اوس مین سے تین سو ساٹھ اصحاب و مہاجرین
خاص کہلاتے تھے غرض کہ بعد از خرابی و بربادی افتان و خیزان یہ قافلۂ درویشان وارد قندھار
ہوا جب وہان بھی انکے اسی قیل و قال کا چرچا ہوا حاکم قندھار میرزا شاہ بیگ نے حکم کیا کہ سید ہندی کو
روز جمعہ کے مسجد جامع مین حضور علمای اسلام مین حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوسکے دوڑے
اور جبرًا و قہرًا کمربند شیخ کا پکڑ کر اس عجلت سے لیچلے کہ جوتا بھی پہننے نہ دیا اور مریدون نے جب ارادہ
ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پونہچی جب شیخ داخل مسجد ہوگئے علما وغیرہ نے ہجوم
کرکے سخت سست کہنا شروع کیا شیخ نے تحمل کرکے وعظ قرآن شروع کردیا شاہ بیگ کہ جوان
بست سالہ تھا انکے بیان پر فریفتہ ہوگیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہوگئی اور شیخ نے اونکے ہاتھ
سے نجات پاکر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پونہچے وہان بھی یہی بازپرس
پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر شیخ اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لیے اور گوشۂ
کمان سب کے سر پر رکھ کر ایک ایک کو شمار کرنے کہا کہ کل سب کو قید کرینگے بعد اسکے امیر ذوالنون
حاکم شہر بکمال دبدبہ واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا
ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدویت کا کرین چنانچہ علمای فراہ نے سوال و جواب شروع
کیے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھ کر
روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیے چنانچہ علمای مذکورین نے
آکر مباحثہ کیا کیفیت اس مباحثے کی آیندہ بحث دلائل مین تفصیل آوے گی انشاء اللہ تعالی
جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر پور سے اپنے وطن کو واپس
گئے تھے اور میان محمود فرزند شیخ جو نپور کہ شہر نہر والہ مین اپنے والد سے جدا ہوکر بارادۂ تلاش کرکے

شہر جاپانیر کو جاکر سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص
فراہ کو آئے اور رہا پاوند کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے
راہ مین میان محمود فرزند شیخ نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لاوا میان نعمت نے کہا کہ مین پرائی امانت
مین خیانت کرنے نہ دونگا فرزند رشید نے خفا ہوکر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار فرزند
نے اپنا خرچ راہ مع اون امانتون کے کہ اپنے ہمراہ تھین جب سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کے واسطے برآمد
ہوئے جبکہ فراہ پہنچے سب امانتین شیخ موصوف نے طرف داری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا
مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ ایک ٹکے کا حمق کیا تیرے باپ کا مال ہی بعد اوسکے شیخ نے امانتین مذکورہ
میان نعمت سے طلب کین میان مذکور نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا کہ آشنا راہ سے آپ کی طرف
روانہ ہوئے اون پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگون کو کسنے طالب اپنا بنایا مجرد اس کلام کے
طالبین مذکور بے ساختہ بھاگ گئے اور میان نعمت کہ جنکا لقب مقراض بدعت ہی جوش مین
آکر صحبت شیخ سے بیزار ہوکر مع اہل و عیال روانہ ہوئے پس شیخ نے اونکی لکھمیس کی ایک گجراتی
مثل بولے کہ تو مجھ لور نہ لور سہاگن ہون تجھ لور نہار یعنی تو مجکو چاہ نہ چاہ مین تیرا چاہنے والا
ہون اور بہت دلاسا کر کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اوسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہی
اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جبکا پوت پوت ہوکر آوے اوسسے کلسے ہی خوشی نہ ہوئے
غرض کہ ان لوگون کے آنیکے بعد چھ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہیں
اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدین کے فضائل مین اسی عرصے مین ہوئے ہین
القصہ بعد نو مہینے کے تریسٹھ برس کے سن مین شیخ نے مقام فراہ مین بروز پنجشنبہ سن نو سو دس
مین انتقال کیا کہتے ہین کہ آدھی پہلے جمعے کے روز بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی
کیونکہ حضرت رسالت نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعے کے وتر ادا کیے تھے واللہ اعلم بالصواب و دروغ گردن
مہدویون پر غرض کہ نماز جنازہ پیرانی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جا مین کہ درمیان فراہ اور بہیج کے ہے
ہی دفن کیا اور میان الہداد بن حمید بجنوماہ چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اوس مین یہ شعر بھی تھا
فضلش کہ بر جمیع ہمیشہ شد انخدا + باد ابر وز حشر شفاعت گر انخدا + اور سن نو سو تیس ہجری مین قاسم عراقی حاکم فراہ
نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن بحکم سلطان حاکم فراہ نے اوسکی تکمیل کی غرضکہ بعد کہنے میان خوندمیر ولد ... اوطن کو

گجرات کو ہوئے اور نہروالہ مین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا
تو قصبۂ سلطان پور مین آ کر رہے انھون نے اپنی اس تعجیل معاودت کا عذر یہ بیان کیا تھا
کہ میران کی روح نے مجکو کہا ہی کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے بکمال استقامت
ایک سال فراہ مین مہر کر کے کہا کہ مجکو بھی میران کی روح نے جانیکا حکم دیا اسواسطے وہ بھی
گجرات مین آ کر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوندمیر بھی انکے قرب جوار کے واسطے موضع
بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجھوارہ
مین آئے اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین انکے والد کے رجوع ہوئے اس سبب سے انکا
شہرہ زیادہ ہوا اور بعد خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو
معلوم ہوئی حکم قید کرنے کا فرمایا چنانچہ مبارز الملک نے حسب الحکم زنجیر گران پاؤن مین ڈالکر
ایک گاڑی پر سوار کر کے داخل قیدخانۂ احمداباد کیا چنانچہ اکتالیس روز اوس حبس مین رہے بعد اوسکے
بسفارش معتمد الخاص راجی سون راجی مرادی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تھین رہائی
پائی لیکن زخم زنجیر ایسا سخت تھا کہ پانوٴن سڑ گیا اور اسی رنج سے بعد اڑھائی مہینے کے بعمر پچاس برس کی
سن نوسو انیس مین بعد نو برس کے اپنے والد سے موضع بھلوٹ مین انتقال کیا اور احوال خلیفہ دوم
میان خوندمیر کا یہ ہی کہ بعد انتقال میان محمود مذکور کے ریاست مہدویت کی انھین پر قرار پائی اور انھون
نے دعوت اپنے مذہب کی شروع کی اور عوام الناس انکے مسخر ہونے لگے اول چند روز شہر پٹن مین
اقامت کی جب وہان سے اخراج ہوا ملک پیارے نے اپنی جاگیر موضع کھانبیل مین لاکر رکھا وہان سے بھی
چھٹی مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہین کیونکہ اہل اسلام
نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا ہی اور انجام کار یہ ہوا کہ ایک دن انکو خبر پہونچی کہ شہر احمداباد مین ایک
مہدوی ننگر نیز کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھون نے چار سوار واسطے انتقام کے روانہ کئے تاکہ
فتوی دینے والون کو قتل کرین سوار انکو جب بعضے علماے اہل سنت کو قتل کر کے انکے پاس موضع
بھولارہ مین واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ فوج ظفر موج انکی تنبیہ کے واسطے مقرر
کر کے ہمراہ عین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک حال ہو گئے
اول کھانبیل مین جاکر تمام مکانات اس قوم کو جلا دیا بعد اوسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ ادھر

یہ بھی مستعد و امیدوار کارزار بیٹھے تھے یہان تک کہ خلاف اس حدیث کے کہ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ
وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاوے گا اوس کا مونہہ مصری سے بھروان گا بموجب
دشمن کی آمد
اس وعدے کے جب انکے فرزند میان جلال نے خبر آمد فوج کی سنائی ہا وان سنتے ہی مصری کوٹ کر
انکے مونہہ مین بھر دی اور ساٹھہ سوار اور چالیس پیادے لیکر مقابلے کو برآمد ہوئے اوس روز
اکتالیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک آنکھہ مین تیر ایسا لگا کہ دوسری آنکھہ بھی کاسہ سر سے باہر
نکل آئی لشکر بادشاہی وس وقت اسی قدر کام کر کے پیچھے ہٹ گیا اور میان مذکور کی کمک کو ملک
شرف الدین مہدوی اسّی سوار لیکر پہونچا اور میان مذکور مع اصل و کمک کے موضع کھانبیل سے
موضع سدراسن کو کہ بارہ کوس ہے ہٹ گئے لیکن فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین
پہونچکر جنگ دم مین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ
چوّن آدمیون کو قتل کیا اور سات آدمیون کے سر اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر وغیرہ
نو آدمی کے سر لیکر واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ جاپانیر کو ہوئے اثناے راہ مین جب سر سڑ گئے
ہڈیان پٹن مین پھینک کر سر کی پوست مین بھس بھر کر لیگئے چنانچہ قبر جسد کی سدراسن مین اور ہڈیان سر کی
پٹن مین اور پوست سر کی جاپانیر مین ہی لیکن اوس کا نشان نامعلوم ہی یہ واقعہ سنہ نو سو تیس
مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے مونہہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور یہ کہتے ہین
کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ الآیہ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہی اور انسان سے
مراد میان خوندمیر ہین چنانچہ صاحب مطلع الولایت کہ بیان اس جنگ مین لکھتا ہی کہ آن حمل محمول
اِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا بر آمد ازاسپ بر خاستہ باز فرود آمدند الخ اسی طرف اشارہ
کرتا ہی تفصیل اسکی بحث تحریف مین آوے گی غرض کہ بعد اس واقعے کے دوسرے خلفا شیخ جونپوری اور اولاد
انکی جابجا متفرق ہو گئی ہر چند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن اپنے
ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سن نو سو باون مین شیخ علی متقی
رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ گجرات
کے بھجوائے متضمن اس امر کے کہ یہ مہدویہ بسبب اپنے ان عقائد باطلہ اور بسبب اسکے کہ تمام اہل اسلام کو کافر بولتے
ہین خود کافر ہو گئے ہین اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ کرین تو بہتر ورنہ امام و حاکم وقت پر واجب

ہی کہ انکو قتل کرے بادشاہ گجرات نے ان فتوون پر عمل کرکے گیارہ آدمیون کو پکڑ پکڑ کر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفہ شیخ کو گرفتار کرکے بحضور سلطان مظفر لیچلے راستے مین سید علی فرزند شیخ موصوف
نے کہا مان بھائی متی خادمہ کے بطن سے ہین پوچھا کہ اگر انکے معاوضے مین فرزند مہدی کا ہاتھہ
لگے انکو رہا کروگے مردم لشکری بولے البتہ رہا کرینگے کہا مین بیٹا مہدی کا ہون لوگون نے
شاہ نعمت کو چھوڑ کر انکو بجاے اونکے گاڑی پر ڈال کر بحضور بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو حبس مین رکھو چنانچہ ایک مدت تک حبس مین رہے یہان تک سلطان مظفر نے رحلت
کی اور سلطان بہادر تخت نشین ہوا جب بادشاہ نے مہم دکن سے خاطر خواہ فراغت پائی ملک پیر محمد مہدوی
نے بجلدوی اپنی خدمات کے کہ اس مہم مین اس سے ظہور ہوئی تھین یہ درخواست کی کہ ہمارا پیرزادہ کہ قید
بادشاہی مین ہی خلاص پاوے پادشاہ نے صدر خان کو فرمایا کہ پیرزادہ مذکور کو رہا کردو صدر خان نے
عرض کیا کہ وہ خرچ مین آچکا اور خفیہ اپنے لوگ دوڑا کر حکم کیا کہ سید علی کو فوراً خرچ مین لاؤ چنانچہ
ملازمین محبس نے اوسیوقت زیر و بالا تختے رکھہ کر ہلاک کیا آخر شاہ نعمت کہ اوس روز اس پیرزادے
کو اپنا فدیہ دیکر بچ گئے تھے اونکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز موضع لوہ گڑہ مین کچھہ مردم لشکری کہ
حرم نظام شاہ کو لیے ہوئے خوف فوج مغل سے بھاگ رہے تھے ان پر آکر اہتمام شروع کیے
اور فیمابین نزاع ہوکر نوبت جنگ کی پہونچی یہانتک کہ شاہ نعمت مع سولہ آدمی ہمراہی کے مارے گئے
اور ملک لعداد مرید شیخ جونپوری تربیت یافتہ خوندمیر کہ بعد واقعہ جنگ کے تجہیز و تکفین مقتولون اور
محافظت مجروحون کی انہین کے ہاتھہ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے الٹے کہا کہ تم لوگون نے
بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک مین رہنے کے قابل نہین ہو اسواسطے ملک نے گورکھی بکمال
اضطرار سدراھن سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک ٹھٹھہ مین پہونچکر موضع بارڑ کر مین ڈیرہ باندھہ کر رہے
وہان اسقدر سختی پیش آئی کہ انکے رفقا مارے فاقون کے مرنے لگے لیکن آپس مین ہر ہر شخص
اپنے اپنے احوال و مقامات باطنہ کا بیان و دعوی کرتا رہتا تھا یہانتک کہ ایک شخص سے حالت نزع
و سکرات مین پوچھا کہ تیرا کیا حال و مقام ہے اوس نے کہا کہ روح لی چنانچہ تذکرۃ الصالحین مین مسطور
ہے غرض کہ یہ لوگ اسی طرح ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دام زہد و ترک کا کہ مقبول
خاص و عام ہے بچھاکر خلق کو اپنی تسخیر مین لاکر اقسام کے تفرقے امت اسلامیہ مین ڈالتے رہے

اور انکے فتنون کا اختتام نہ ہوا کیونکہ اگر ایک ملک مین کچھ تدارک کیا گیا دوسرے ملک مین پھر علم فتنہ
و فساد کا برپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبر اباد کے حضور مین بھی پہنچا
باین طور کہ شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم چشتی سے تھا جب سفر مکہ
معظمہ سے پھرا راہ مین سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبہ بیانہ مین مقیم ہوا شیخ
علائی بن شیخ حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے کہ قصبہ مذکور مین بجای اپنے والد کے سجادہ شیخی پر تھا
اس مذہب کو اوس سے سیکھا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبد اللہ
نے انجام اس فتنے سے ڈر کر اوسکو دلالت سفر حج کی شیخ علائی تین سو ستر خانہ کے ساتھ ارادہ
حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ درمیان دھولپور مین واقع ہی پوہنچا خواص خان اوسکا معتقد ہوا لیکن
چند روز مین جب فساد مذہب مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہو گیا شیخ علائی اس بات کو
سمجھ کر اس بہانے سے نکل کھڑا ہوا کہ خان موصوف امر معروف مین بواجبی تن دہی نہین
کرتا ہی اور ارادہ حج کو فسخ کر کے پھر بیانہ مین آیا بعدہ سلیم شاہ بادشاہ ہندوستان نے اوسکو
آگرے مین طلب کر کے بر سر دربار علما اہل سنت سے مقابلہ کروایا شیخ علائی بحث مین کسی پر
غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہو کر جب جواب سے عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآنی کا شروع
کر دیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہو کر بولتا تھا کہ ای شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ کہ مین تجھکو
اپنے تمام قلمرو پر محتسب کر دونگا شیخ علائی نے کہ ہرچند سخن بادشاہ کا نمانا لیکن بادشاہ نے
رعایت کر کے بخلاف فتوی علماے عصر کے کہ قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا سرحد دکن کی طرف
اخراج کر دیا اتفاقا بہار خان حاکم اوس سرحد کا کہ امیر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے
دائرۂ اعتقاد شیخ علائی مین در آیا اسواسطے بار ثانی طلب شیخ علائی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے
شیخ علائی کو مع فتوے قتل کے نزدیک شیخ بڑہ کے کہ شیر شاہ باپ سلیم شاہ کا اونکی جوتیان
سیدھی کیا کرتا تھا بہار کو روانہ کیا تا کہ موافق حکم اونکے کے عمل کیا جاوے شیخ بڑہ نے
موافق فتوے مخدوم الملک وغیرہ علما بادشاہی کے حکم قتل کا لکھ کر حوالے ایلچی سلیم شاہ کے
کر دیا اس عرصے مین شیخ علائی مرض طاعون مین گرفتار ہوا کہ حلق مین بقدر ایک انگشت
کے جراحت ہو گئی تھی جب اس حال مین روبرو سلیم شاہ کے لائے طاقت گفتار کی نہ تھی

سلیم شاہ نے آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ کہو مین مہدوی نہین ہون او رمطلق العنان ہوجا شیخ علائی نے کچھ اس بات پر کان نہ لگایا سلیم شاہ نے فرمایا کہ کوڑے مار و چنانچہ تیسرے کوڑے مین مرگیا اور یہ قصہ سن نوسوچھپن ۹۵۶ مین واقع ہوا بعد اس قصے کے بقیۂ مہدویہ اطراف وجوانب مین روپوش ہوئے اور شیخ عبد اللہ مذکور خوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھاگا اور ایک مدت دراز تک یہ فتنہ دبا رہا لیکن چھپے چھپے پیرزادے مہدیون کے عوام الناس کو ورغلاتے رہے اور حکمت عملی سے در پردہ نے علم لوگون کو بہکاتے پھرتے تھے اور علاقہ جیپور کہ جسکو ڈھونڈار کہتے ہین وہان ابتدا آمد اس قوم کی یون ہوئی کہ امراے افاغنہ کہ اطراف دہلی مین سلاطین لودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین اکبر شاہ نے بعلت طرفداری شیر شاہ کے اونکا اخراج کیا چنانچہ بعد محاربات پیہم کے یہ لوگ نکل کر گجرات مین پونہچے اور وہان علماے مہدویہ زد و کشت اہل اسلام سے ہراسان ہو کر انکی پناہ مین آئے جب اختلاط بہم پونہچا کچھ افاغنہ داخل مذہب مہدویہ ہوئے اور کچھ اپنے نشمن پر باقی رہے جب افاغنہ مذکورین کی صفائی بادشاہ دہلی کے ساتھ بوساطت راجہ جیپور کے قرار پائی افاغنہ مراجعت کر کے اضلاع جیپور مین متوطن ہوئے لیکن مذہب مین ویسیئی دو رنگ رہے چنانچہ ابتک وہی رنگ ہی کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے کہ وہان سے وارد دکن ہوئے ہین سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم تینی وغیرہ سے مہدوی ہین اور بر آب ہندستان مین معدن مہدویہ کا وہی دیہات ہین فقط ورنہ جونپور وغیرہ بلاد کلان ہندستان مین کوئی اس مذہب کو پہچانتا بھی نہین ہی کہ کیا ہی اور نہ شیخ جونپور کو جانتا ہی کہ کون ہین البتہ بلاد دکن مین جابجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین اور سبب سکا یہ ہوا کہ جب اسلام ضعیف ہوا اور سلاطین اسلام مین طریقۂ احتساب اجراے احکام دین کا مفقود ہو گیا جو عداوت مذہبی کہ اس قوم کے ساتھ تھی حکام کے دلون مین باقی نرہی اور چونکہ یہ مذہب بعضے عوام افاغنہ مین شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سبکو اعتماد تھا حکام اسلامی نے انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گونہ عزت و حرمت ہاتھ لگی اور زیر سایۂ حمایت امراے اہل سنت وغیرہ کے بہ امن و امان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی مقتضاے

ابتدا اس مذہب کی علاقہ جیپور مین اور ابتدا افاغنہ [illegible]

شرارت کے کہ مقتضا اس مذہب کا ہی نافرمانی و آزار رسانی سے باز نہ آئے اس سبب سے جس جا پے
مقبول ہوئے آخر کار مقہور و مطرود ہوتے رہے چنانچہ سرنگ پٹن مین سرکار سلطان ٹیپو مین
نوکر ہوئے جب ستائیسوین رمضان کو روز ادائے دوگانہ کا آیا سپاہ اہل سنت اوسکے برملا
پڑھنے سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی
سے باہر جا کر پڑھو عدول حکمی کر کے اڑ گئے کہ ہمکو کون ہٹا سکتا ہی سلطان نے افواج
قاہرہ کو حکم کیا کہ اسی دم تمام کہ دمہ کا اخراج کردو یا توپون سے اوڑا دو جب کئی سو مارے
گئے سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے ایسی سردار خان غزلی زئی مہدوی پونے مین
باجے راؤ کا نوکر ہوا اوجب انگریزون اور باجے راؤ مین بابت حوالہ کرنے ترنبک ڈینگلہ
قاتل گنگادھر کے کشمکش شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفتگو کے واسطے رسیڈنٹ
انگریزی دربار مین آیا واپس جاتے وقت سر دربار غزلی زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے مہاراج
کیا کافر کو مارتے ہین رسیڈنٹ نے پھر کر جواب دیا کیا تم کافر مارتے ہو دیکھو ہم کافر مارتے ہین
چنانچہ اس کلام غزلی زئی سے مقدمہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی ابتر ہوگیا انگریز اول وقت
ترنبک کے طالب تھے اب غزلی زئی مہدوی کے بھی طالب ہوئے مہدوی مذکور نے خیال کیا کہ
مبادا باجی راؤ مجکو حوالہ انگریز کردیوے پندرہ سولہ سوار لیکر ہرچند باجی راؤ منع کرتا رہا
اور نمک کی قسم دیتا رہا تھا نکر چھاونی انگریزی پر جا گرا اودھر سے جوانان بار نے ایک توپ
ایسی ماری کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑ گئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے
دن اوسی زخم سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راؤ خود دستہ بار ہو
تینتیس ۳۳ ہجری مین قید فرنگ مین مبتلا ہو کر بٹھور مین قریب کانپور کے بعد چونتیس برس کے مر گیا
پس اوس سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جرار کا روزگار بگڑ گیا
کہ جس مین کئی ہزار سوار زری پٹکے کے تھے یہ ثمرہ انکی جہل کا اور نا عاقبت اندیشی اور
نافرمانی کا ہوا کہ ایسی دولت صدہا سالہ پامال ہوگئی سہ ۔ اژدہا گر بود یار غار + از آن
بہ کہ جاہل بود غمگسار + پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر
قدم مبارک اس قوم کے حیدرآباد دکن مین آئے اور وہان وہ کثرت اور عزت بدولت

اخراج مہدویوں کا سرنگ پٹن سے اور فساد و قتال غزلی زئی سردار خان کی مہدوی کا ریاست مرہٹہ مین

راجہ چندو لعل مدار المہام دولت آصفیہ کے پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بمشاہرات بیش قرار نوکر ہوئے یہانتک کہ بعضے بارگیر ہزار ہا روپیہ کی ماہوار پاتے تھے اور وہ کمندد انکے کروڑپتی تک تھے وہان ان قسام کی ظلم کاری اور رباخواری شروع کی اور اپنی کثرت اور ثروت کے غرور مین آکر مقدمات مذہب مین ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی اور غایت اس سرکشی اور شرارت کی یہانتک پونچی کہ سلخ ذیحجہ کامل سنہ بارہ سو ستائیس مین مولوی عبدالکریم صاحب کو بحث مذہب پر مسجد مین میر عالم بہادر کے شہید کیا اسوقت طرفین سے چند شخص مجروح و مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور دائم خان سندو خانی اسطرف سے شہید ہوگئے اور عنایت خان پروزنی وغیرہ چند مہدوی ادہر کے مارے گئے اور مولوی موصوف کو انکے طالبین بیباک نے تیغ بیدریغ سے عین مسجد مین ذبح کیا جو تھے روز اہل سنت نے مکہ مسجد مین جمع ہوکر واسطے قصاص خون شہید موصوف کے چنچل گوڑہ پر کہ انکے رہنے کی جا تھی یورش کی مہدویون نے بھی اپنے مکانون سے نکل کر تیغ زنی اختیار کی شام تک بہت سے ادنی و اعلی طرفین کے مارے گئے چنانچہ منصور خان اور نیاز بہادر خان دوسرا اسطرف کے شہید اور طوطی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اوسطرف کے نامورون سے سید نصرت اور مہتاب خان مارے گئے نواب سکندر جاہ مغفرت منزل نے سنکر افاغنہ مہدویہ کے اخراج کا حکم کیا انھون نے اس حکم پر عمل نکر کے عذر و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریزی پر کہ نوکر سرکار آصفی کی تھی حکم محاصرہ اور قتل عام کا صادر ہوا بمجرد اسکے رسیڈنٹ مارٹین وغیرہ سرداران انگریزی سے لیکے سپاہ عدو کوب مع دس ضرب توپ کے ساتھ لیکر محاصرہ کیا جب صورت گولہ اندازی اور آتشباری کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گم ہوگئی عاجزی شروع کی اور جو کچھ اسباب اوٹھہ سکا اوٹھاکر جورو بچون کے ہاتھ پکڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور باقی لکھا روپے کی املاک و اسباب بحسرت تمام چھوڑ گئے کہ سب منضبط سرکار آصفی ہوئے کم ترکوا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ صادق آیا اور اپنی خجالت مٹانے کو بولے کہ ہم اپنے خداوند نعمت کی عدول حکمی نہین کرتے ہین وہ خداوند نعمت انکے نواب سکندر جاہ تھے یا انگریزی سپاہ

اگر یہی لحاظ تھا تو خلاف مرضی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر اس قدر کشت و خون کیون کیا آخر
جب آتشخانہ انگریزی نظر آیا اور جرأت مقابلہ کی نہ رہی خیال اطاعت کا آیا غرض کہ بعد اس قصہ کے
جب مہدویون نے دیکھا کہ ہمنے اہل سنت کے ایک عالم کو مارا اور ہمارا دس ہزار آدمی خانہ ویران
ہوگیا اور بڑے بڑے دولتمند پامال ہوگئے کار اور صدہا پیر زادے اور علماء مہدویہ پریشان
دہشت ادبار ہوگئے چار آدمی اپنے مین سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کرین
کہ جتنے مہدویون کے آنسو پونچھے جاوین چنانچہ یہ چارون بدکار سر بازار چار سو کے
حوض پر کھڑے ہوئے جب سواری محی الدولہ عزت یار خان مرحوم صدر الصدور کی نکلی ایک
شخص بہ بہانہ نبض دکھلانے کے قریب میانے کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت قرآن مجید
مین مشغول تھے ایک ہاتھ مین قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے نبض دیکھنے مین مشغول ہوئے
ایسی ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خون سے رنگین ہوگیا شہادت کا شاہد ہوا اور یہ چارون
تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے کوٹلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامردی کا کمال بتلاتے ہوئے
بدحواس بھاگے مگر شامت اعمال کہان چھوڑتی ہے ایک خدمتگار شہید موصوف کا پکارتا ہوا
کہ عزت یار خان کو مارے جاتے ہین جانے نہ پاوین پیچھے دوڑا اوس وقت نواب مبارز الدولہ بہادر
بالائے بنگلہ برامدے تھے انھون نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاوین ایک لڑکا منصب دار کا جب
کود پڑا اور تیغ بہادرانہ کر کے ان بھگوڑون مین سے تین شخص کو مار کر خاک انداز کیا جب
حکم سرکار کے لاشین انکی باہر شہر کے دروازون پر آویزان کر دی گئین کہ درندہ و چرند نے کھا کر
تمام کیا غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ امید صفائی کی سرکار سے تھی منقطع ہوگئی بس مہدویہ
دربدر شہر بشہر باہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرتے تھے اور اگر کہین حیلہ تجارت
یا نوکری کا دستیاب ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدرآباد کی دلون سے نہین جاتی تھی اور اپنے
کردار پر ہاتھ حسرت سے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہین خواب مین بھی نظر نہ آتی
تھی القصہ ایک مدت دراز اس پہ گذری اور نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کا انتقال ہوا اور
نواب ناصر الدولہ غفران منزل مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد
اور بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض و طیش کم ہوگیا تب لالہ چندو لعل کے دربار مین

نذرانے اور رشوتین دیکر ایک ایک دو دو مہدوی آگھسنا شروع کیے اور راجہ موصوف کی نظر عنایت سے پھر انکو جاگیرات و تعلقات ملنا شروع ہوئے چنانچہ عرصۂ قلیل مین بیگم بازار اور چنچل گوڑہ اور چادر گھاٹ مین فی الجملہ آبادی و مجمع پیدا کیا پھر جب پاؤن جما اور قدر سے انکو تمکنت حاصل ہوئی اور زمانۂ دیوانی بار دوم نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک روز باغ سید آباد سے سوار ہوتے وقت بابت مطالبۂ تنخواہ کے بیس بائیس مہدویون نے سد راہ ہوکر شلک بندوقون کی چھوڑی یہان تک کہ جراحت ایک چھرے کی چہرۂ نواب موصوف پر لگی مجرد دیکھنے اس حال پر ملال کے فوج عرب نے ایسی شلک ماری کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدویہ مین واویلا برپا ہوا کہ دیکھیے اس کا کیا انتقام ہوتا ہی مگر اوسوقت حکام عصر نے اپنی عالی حوصلگی سے اغماض کیا اور فقط قتل بانیان فساد کو کافی سمجھا اس حسن کت پر بھی ایک زمانہ گذرا یہان تک کہ وقت حال آیا اور پھر مہدویون نے سر اوٹھایا لیکن بہ رنگ دیگر سر دکھایا کہ شمشیر و کمان سے گذر کر قلم و زبان کو کارفرما یا دہ بارہ اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور رسائل اپنے مذہب کی تائید اور رد دوسرے تمام مذاہب اہل سنت و شیعہ وغیرہ کے رد مین چھپوا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید عیسیٰ نام لقب عالم میان مہدوی نے اول استفتائے صغیر و استفتائے کبیر اس مقدمے مین لکھ کر در بدر اور شہر بشہر پھرایا اور اونکا سبب تالیف ایسا لکھا ہی کہ اول مجھسے اور مولوی یوسف علی خانصاحب مدارسی سے حیدرآباد مین مباحثۂ مذہب ہوا اسواسطے مین یہ استفتا تیار کرکے طالب جواب ہوا جب انھون نے جواب سے پہلوتہی کرکے حوالے دوسرے علما پر کیا مین نے علمائے آفاق پر دورہ کیا چنانچہ لکھا ہی کہ بعد ازان این بندہ این استفتا را بنظر بعض علمائے اطراف گذرانیدہ در حیدرآباد مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی و مولوی حسن زمان صاحب لکھمی و مولوی احمد علی صاحب رامپوری و مولوی الہ داد خان صاحب چھپروی و مولوی مؤید الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل رسول صاحب درویش و مولوی حیدر علی صاحب دہلوی و در مدراس دیوان صاحب و فرزند قاضی بدر الدولہ صاحب و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولوی وجیہ الدین صاحب و در ویلور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب و در ترچناپلی

مولوی مفتی غلام رسول صاحب مدراس و در بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب و در بندر بمبئی
مولوی عنایت اللہ صاحب و مدرس مدرسۂ مسجد جامع پس بعض ایشان بعد
مطالعۂ سوالش ساکت ماندند و بعض مجرد احوال استفتا از زبانی این بندہ شنیدہ ہرگز التفات
نکردند بلکہ استفتا را بدست خود مس نمودند بلکہ در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبا و اہل مسجد
بر سر این بندہ غوغا نمودہ شبا شب اخراج کنانیدند الخ انتہی عبارتہ غرض کہ جب علمائے مذکورین نے
جواب لکھنے سے پہلو تہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب نہ مطلع
ہونیکے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب انکے جہل کے مایوس اور نا امید ہو کر سخن
فہمی اور حق شنوی سے اس رنگ نے خیال کیا کہ یہ سب میرے کلام کے جواب سے عاجز ہین پس
قدم آگے بڑھایا اور ان دونو استفتون کو مع ترجمہ اور رسالہ کشف الحجب ثلاثیہ اور رد دلیل
ستین اور سبب تالیف کہ جس مین ان سب کے عجز کا بیان ہی ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی مین چھپوا کر
ملک بملک مشتہر کیا جب اس سے بھی کہین سے جواب نظر نہ آیا جامے مین نہ سماکر رسالہ شبہات التقوی
رد مین فتوی شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمۂ مذاہب اربعہ کے اور رسالہ معارضۃ الروایات
۱۲۸۳ھ بارہ سو تراسی مین چھاونی بنگلور مین چھپوا کر دہلی و لکھنؤ و بلاد دکن مین بھیجنا
شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات و عملیات مین تصنیف کیا جب دیکھا
کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہین آتا ہی اعتقاد ہمچو من دیگری نیست کا راسخ کر کے زیادہ تر بلا کی
شروع کی کہ رسالۂ مذکورہ مع ایک رقعے کے دار القضائے حیدرآباد مین بخدمت قاضی سعید
دلاور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقعے کا یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ محض واسطے تقویت دین
حق کے اطراف و بلاد مین منتشر کیے اور علمائے آفاق کے حضور مین بھجوا لئے اور ایک مدت تک
انتظار کیا لیکن اب تک علما جواب سے ساکت ہین اسواسطے آپ کی خدمت مین پیش کرتے
ہین کہ اگر کچھ خطا آپ کی نظر مین آوے حسبۃً للہ ہمکو مطلع کر دو تا کہ ہم رجوع بحق کرین ورنہ
اعانت و امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقعہ و رسائل مذکورہ
مع مصنف مسطور کے اس محرر اوراق کے پاس روانہ کیے بندہ با آنکہ تمام مناقشات و منازعات
سے ہمیشہ کنارہ گزین و زاویہ نشین رہتا ہی لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت دی

کہ تحریر جواب سے انکار و اعراض کر سکے اپنے مذہب حق کو اس قوم کے غیان عام مین عاجز بعذر لیل ورانکے کلام
باطل کو غالب باولیل ٹھیراوین اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب بموقوف مطالعہ
کتابون مہدویہ پر تھی مصنف مذکور سے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمہارے اصول عقائد اور فروع مسائل
اور سیرت و اخلاق مہدی متنازع فیہ کی کتابین تفصیل مطالعہ نکرین تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہین کر سکتے ہین وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار ہدایت کے ہو کر اسقدر خوش ہوے کہ کتب مطلوبہ
بلکہ غیر مطلوبہ بھی جس جا سے بہم پہونچین لاکر حاضر کرین جب خیر خواہ مسلمین نے انکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات و مخالفات عقائد و احکام اسلام کے اوسمین نظر آئے کہ قیاس سے باہر ہین تائید فضل الٰہی
پر توکل و اعتماد کر کے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے حوصلے کے آغاز کیا اس عرصے
مین بغیر درخواست اس احقر کے یہ کیفیت مفصلاً زبانی سید حبیب محض اجمعدار عرب کے پیشگاہ
نواب مختار الملک بہادر مین کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمان روا دکن نظام الملک
آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے
فوراً حکم اخراج مہدوی مذکور کا صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور
کتابین مستعار تمام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئین اگرچہ ابتدا مین یہ اخراج مجکو کچھ نہ ضرورت سا
نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ ہ امور مصلحت ملک خسروان دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا
مخروش بجز سکوت کچھ مناسب سمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ سیاست ملکی کے ایک فائدہ عظیم ذاتی
بھی نظر پڑا کہ بندہ اس عرصے مین چار پانچ مہینے علیل ہا اگر فقط معاملہ خانگی بلا توسط صاحب سرکاری
رہتا کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہتین اور اس فرصت مع اشغال معمولہ کے مطالعہ کا کچھ
ہو سکتا یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ ہو والحمد للہ علی ذلک القصہ بعد اس اخراج کے بسبیل پیام و وسائط
مصنف مذکور کہ عمل انگریزی مین جا گزین تھے طالب استرداد کتب کے ہوے مین نے جواب دیا
کہ تم نے کتابین اس غرض سے دین تھین کہ جو شبہات اس مین نظر آوین ہم سے پوچھ لینا اب
چونکہ شبہات بیشمار درپیش ہوے ہین بغیر اوسکے حل کے کتابین کیونکر واپس دی جاوین آخر یہ قرار
پایا کہ بواسطے خط و کتابت کے حل شبہات کیا جاوے چنانچہ بندے نے بموجب اس قرارداد کے اول ایک
خط مورخہ ۲۷ شوال ۱۲۸۳ ہجری کا مشتمل اوپر پانچ سوال کے بامید جواب ضلع مچھلی بندر مین روانہ کیا

که فرقه گالا مصنف مزبور کا تھا یہ وہانکیا خط یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم از طرف ابوسعید محمد محبت
کرمفرمائی احباب سید عیسی ملقب بعالم بیان صاحب اضح باد که بسبب روانگی ایشان ازین بلده
زبانی سید موسی صاحب مفصلا معلوم شده باشد که دران راقم را ہیچیک دخل نبود محض این بلا از
طرف بعض صاحب عرب برخاست که بنظیر استشاره من مبادرت نمودند و ہمانا که اگر وقت روانگی خود
شان اندکے ہم مرا مطلع می ساختند حتی الوسع برائے قیام آنکه نظر ماسعی نمودم چه دران مقصود بخوبی
بحصول می انجامید و آن استکشاف شبہات قلب ایشان بود چنانچه بعد استماع روانگی ایشان
خیلے متردد بودم که آن شبہات را از که پرسم لیکن از وقتیکه برادر ایشان سید موسی صاحب طرف
آن مشفق آمده باعث بران شدند که حالا بواسطه مکاتیب گفتگوی آن مطالب نموده شود خاطر
نگران و باطمینان آورده لهذا امتثالا للامر کم اول از چند مقام که خیلی موجب خلجان اند پرسیده می شود
امید که از راه انصاف بلا تکلف اعتساف بجواب آن پردازند سوال اول شواہد الولایت
اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی که نسب سید محمد صاحب کا سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم
کو پہونچتا ہی اور علم النسب کی معتبر کتابون سے ثابت ہوتا ہی که امام موسی کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہین ہی
پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکر فاطمی ہوا سوال دوم ایک دن بالمشافہہ آپ بولے تھے که بعضی
روایات مین ہمارے یہان یون آیا ہی که سید نعمت اللہ ابن سید اسمعیل ابن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو
نسب پہونچتا ہی سو بیان کیجیے که یہ روایت کس کتاب مین لکھی ہی اور بالفرض اگر لکھی ہی تو بھی کچھ
تمھارے کارآمد نہین ہی اسلیے که علم انساب کی کتابون مین مثل عمدة المطالب فی نسب آل
ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی که سید اسمعیل موصوف کے سب بیٹے لاولد مرے سوائے ایک بیٹے کے که
اونکا نام سید نعمت اللہ نہین ہی پس معلوم ہوا که مہدویون کی دونون روایتون سے اونکے مہدی کا
اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہین ہوتا پس مہدی ہونا بھی که بالاتفاق فاطمی ہونے پر
موقوف ہی ثابت نہ ہوا وہو المقصود سوال سوم شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی
که مہدی نے کہا که مجکو حق تعالی نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام سے
اور مسئلہ التصحیح سے اور قول الہداد حمید سے که یہ ہی مصرعہ ثنائش که بر جمیع ہمہ شد از انبیا ظاہر
ہوا که مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہین اور مؤید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا
مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث بے اصل بیان کرکے لکھا ہی کہ اول تمام
رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم ایسا ہوا تو نکا
امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
کہا کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا
مرتبہ اس سے بھی دورا ور آگے ہی اور اوسی کتاب مین ہی کہ ایک روز سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور
نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هُمْ اِخْوَانِي بِمَنْزِلَتِي
یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین او ر ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام مرسلین کے ہین لیکن بارہ
آدمی ان مین سے بھی فاضلتر ہین انتہی ان سب عاوی سے معلوم ہوا کہ دعوی تسویہ یعنی برابری مہدی کا
ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور ہر شق مین
مہدی سے خطا و غلط سرزد ہوتا کہ انکے اصول پر منافی مہدویت کے ہی لازم آتا ہی اور مہدویت کو باطل
کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ شیخ محی الدین
بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تر کیا ہی حالانکہ شیخ نے فتوحات
مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ
سے نہین ہی پس حضرت ابوبکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویے کا ساتھ حضرت رسالت کے
غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم تر کرتے تھے اور ہر شق مین
بطلان مہدویت کا لازم آیا اور اسی طرح شیخ نے فتوحات و عنقاء مغرب و دیگر تصانیف مین احوال
و علامات مہدی کے بیان کیے ہین کہ وہ تمھارے مہدی جونپوری مین سراسر مفقود ہین تو یہان بھی یہی
اشکال صدر لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت
کی کہ آدم علیہ السلام ناف کے نیچے سے بالکل سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالا
سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہ السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام
زیر ناف سے بالا سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہو جاوینگے آپ دم
مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران نے کہا ہی جو کہ خدا تعالی کو مقید کیے وہ

مشترک ہی انتہی اس کلام کا کچھ مطلب اہل اسلام کی سمجھ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان و اسلام حقیقی
کہ جس سے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہی نہ ناک و سر کی اور اگر مراد
قیاس و تخمین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان مین اہل سنت کے نزدیک
واسطہ نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھیرایا تو باقی حصے کا اوس صفت سے
متصف ہونا لازم آتا ہی کہ ہر مسلمان زبان پر لانے سے تھرّاتا ہی اس سوالات کا جواب
بطور واضح کہ سطاوی کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہجاوے خداے پاک سے ڈر کر موافق اصول اہل اسلام
کے تحریر کرنا اور تعصب و پیروی اپنے بزرگون کو کار نہ فرمانا اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا
اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّيْنِ اٰمِيْن
خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن ابتک کچھ جواب نہ آیا ما لغش خیر باد مگر ایک خط بطور
تجاہل عارفانہ کے فقط طلب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھکر چندے
پھر انتظار کیا چونکہ ابتک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل ابتک نہ ہوا
تو دوسرے صدہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اوسکے حل و جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی
اسواسطے کتب مذکورہ کہ ابتک واسطے تصحیح نقل و اتمام الزام کے رکھین تھین بتوسط **نواب**
وزارت مآب مختار الملک بہادر کے نزدیک جنید خان جمعدار مہدویون کے روانہ
کین اور سید حافظ میان برادر عالم میان کی موافق اجازت عالم میان کے منگوالی چنانچہ
نقول اون کاغذات کے ذیل مین مسطور ہین **نقل رقعہ ملفوف بنام نواب وزارت**
مآب مختار الملک بہادر کیفیت اینست کہ پیشتر ازین سید عیسیٰ مہدوی ملقب
بہ عالم میان ستہ تا رسالہ وہ بہ دو زمرہ اہل اسلام تصنیف ساختہ و دران کافہ مسلمین شیعہ
سنی را از شرق تا غرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا دہلی و لکھنؤ
ہم روانہ ساختہ و ہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ با وی متقابل شدہ باشد و درخواست تحریر
جواب آن نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضاے حیدرآباد حاضر شدہ رسائل مذکورہ مع رقعہ بغرض خدمت
تصدیق مذہب خود یا تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل را مع

مصنفت مذکور نیز دبنده فرستادند و مصنفت مذکور از بنده هم بکمال اصرار خواستند تا تحریر جواب نمود و بهمین غرض کتب مذهب خود از جاها فراهم آورده حاضر ساخت ناچار بتحریر جواب پرداختم و مجلدی ضخیم درین باب مرتب ساختم و دران التزام این امر نموده شد که با آنکه بجواب تکفیر تکفیر ایشان نزید لیکن زبان قلم خود را بآن نیالودم البته جائیکه از زبان مهدی ایشان القاب کفر و نفاق در حق ایشان منقول بود بطور پیام بگوش ایشان رسانیدم و خطبیات مهدی وغیره پیشوایان قوم که در کتب ایشان مرقوم بود مشروح و مدلل نموده هدیهٔ مهدویه ساختم دیگر از طرف خود هیچ نافزودم مع هذا هم شنیده میشود که این امر بر ایشان خیلی شاق و ناگوار ست حالانکه این تحریر جواب غایت تمنا و اصل مدعا عالم میان بود که ده بده و در بدر برای تحصیل آن سراسیمه میگردیدند آیا نمیدانستند که در جواب همین رد و تنقیض رد خواهد نمود یا مدح خوانی و ثنا گستری ایشان خواهد بود القصه حاصل التماس آنکه کتب مذکورة الصدر از مدتی بیکار نهاده هست لهذا امیدکه بجنید خان جمعدار که گاه گاه متقاضی میشوند فرمان شود که خط عالم میان بنامم باین مضمون ملتمس سازند که کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا کسان جمعدار موصوف رسید مهری گرفته ازاد این امانت هم سبکدوش شوم زیاده عمر و دولت با توفیق حمایت دین و ملت در تزاید باد

نقل رقعهٔ نواب وزارت مآب مختار الملک بهادر بنام مؤلف

رقعهٔ مرسله در باب صدور حکم بجنید خان جمعدار در باب رسانیدن خط عالم میان بنام آن مهربان جهت تفویض کتب امانتی تا که جمعدار مذکور بعد اخذ رسید مهری کتب مذکوره داده شود موصول گردید برطبق مسودهٔ مرسلهٔ آن مهربان قطعهٔ رسید بمهر حافظ میان که بلغ عرضی مهری جنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور ملفوف هذا ست کتب مندرجه رسید فرستاده شود تا که باستصواب جمعدار مزبور به حافظ میان مزبور رساند مگر معذ زیاده اشتیاق المرقوم ششم ماه ذیحجه ۱۲۸۵ هجری

نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض

میرساند

مرسلہ بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود افگندہ سرفراز فرمود حسب الحکم سرکار عالی مطابق نقل مبیضہ کنانیدہ و مہر حافظ میان برادر سید عیسی بران ثبت گردانیدہ ملف عریضۂ ہذا بنظر خداوندی گذرانیدہ امید کہ بموجب فہرست رسید از نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرمودہ بفدوی مرحمت گردد تا بہ برادر او شان رسانیدہ شود زیادہ حد ادب معروضۂ غرۂ ذیحجہ ۱۲۵۵ھ ہجری

شادی ۱۲۴۸
خان
جمشید ولد

نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان کتب مفصلہ الذیل کہ

سید عیسی صاحب مہدوی ملقب بہ عالم میان بعض از ذات خود و بعض از دیگران مستعار گرفتہ بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیدہ بودند حالا حسب اجازت میان موصوف بتمام و کمال از نزد مولوی صاحب موصوف و صول یافتہ بمالکان کتب مسطورہ رسانیدہ شد آیندہ میان وغیرہ مالکان مذکور را از مولوی صاحب موصوف بہیچ گونہ دعوی و تقاضا نیست لہذا این چند کلمہ بطریق لا دعوی و رسید نوشتہ شد کہ سند باشد

دفعہ ۱	دفعہ ۲	دفعہ ۳	دفعہ ۴
مجموعۂ پنج فضائل و شواہد الولایت و تذکرۃ الصالحین وغیرہا	مجموعۂ مقصد ثانی و مکتوب ملتانی و جوہر نامہ و بشارت نامہ و صراط المستقیم و رسالۂ ہفتاد و چہار فرقہ و درج الاسرار و چند مکتوبات و ام العقائد و رسالۂ بعض الآیات	مطلع الولایت	سراج الابصار

دفعہ ۵	دفعہ ۶	دفعہ ۷	دفعہ ۸
کنز الدلائل مسمی بہ دعز	مخزن الدلائل	رسالۂ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان	رسالۂ معارضۃ الروایات تصنیف ایضاً
دفعہ ۹	دفعہ ۱۰	دفعہ ۱۱	
مجموعۂ رسالۂ کشف المذہب و ثلاثہ رسائل تبلیغ و دلیل المتین تصنیف ایضاً	شبہات النصاری تصنیف ایضاً	ترجمۂ رسالۂ مہدی نامہ تصنیف ارتضا علیخان مرحوم	حافظ میان ۱۲۸۵

محررۂ تاریخ غرۂ ماہ ذیحجہ ۱۲۸۵ ہجریہ مقدسہ

باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپور مین حقیقت حال یہ ہی

کہ قاعدۂ مستمرہ اور کلیۂ مسلمہ ہی کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیوین کہ اوس چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہو وے تو بنا شناخت اوس چیز کی انھین علامات و آثار پر ہوتی ہی کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہووین یہانتک کہ ماہیت شرعیہ اوس چیز کی یہی مجموعۂ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہی فقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات اصطلاحیہ ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہی پس حقیقت مین مہدی وہی شخص ہی کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیۂ مرکبۂ ممیزہ کے جمع ہو دین کہ سائر الناس سے مابہ الامتیاز واقع ہووین اور شیخ جونپور مین چونکہ یہ ہیئت اجتماعی علامات کی مفقود تھی مہدویہ نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کر کے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام علامات ممیزۂ مخصصہ کو چھوڑ کر چند علامات مابہ الاشتراک کو دلائل مہدویت کی ٹھیرایا حالانکہ وہ تمام علامات بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص ممیز نہین ہو سکتی ہین چہ جائے واحد واحد کے کہ ہرگز دلیل براسہ مستقل نہین ہو سکتی ہی البتہ ان علامات متفقہ و مسلمۃ الفریقین مین سے انتفا ہر ہر کا دلیل مستقل واسطے ابطال مہدویت کے ہو سکتا ہی پس جن علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ہی چنانچہ فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہی اوسکا انتفا دلیل قطعی ہوگا بطلان مہدویت شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ ہین انکا انتفا دلائل ظنیہ ابطال ٹھیرے گا اور یہ غلط ہی کہ ظن باب

اعتقاد مین بالکل غیر معتبر ہو اسواسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات ہوتے ہین اوس مین
تو دلائل ظنیہ بخوبی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اوس مین اگر دلیل ظنی مفید
یقین نہین تو مفید ظن البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ وَمَا یُقَالُ اَنَّہٗ لَا عِبْرَۃَ بِالظَّنِّیَّاتِ
فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّہٗ لَا یَحْصُلُ مِنْہُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَا یَصِحُّ الْحُکْمُ
الْقَطْعِیُّ فَلَا نِزَاعَ فِیْہِ وَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّہٗ لَا یَحْصُلُ الظَّنُّ بِذٰلِکَ الْحُکْمِ فَظَاهِرُ الْبُطْلَانِ
اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات مہدویت کہ
ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر دال ہوگا سب سے
یہ قدر مشترک قطع وجزم کو پہونچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہی اب دلائل اثبات کہ حقیقت مین علامات
عامہ مشترکہ ہین اور انتفا انکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین بیان کی جاتی ہین

دلیل اول رسالہ معارضۃ الروایات مین عالم میان مہدوی نے لکھا ہی کہ کہا شیخ عبد الحق
نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے ولد فاطمہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی اور بعضون مین
اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی اور غیر متواتر
مقید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس مقدمے مین
مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ اولاد
امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہرحال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر
ہی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی اور
یقینی ہی بلکہ اپنے مہدی ادعائی کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکی مہدویت
کے واسطے اسی قدر اصل ٹھیراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہووے اور اخلاق مانند اخلاق انبیا
و اولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ نقل
کرتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْمَهْدِیِّ
فَتَوَقَّفَتْ جَمَاعَۃٌ وَاَحَالُوا الْعِلْمَ اِلٰی عَالِمِهٖ وَاعْتَقَدُوْا اَنَّہٗ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ
فَاطِمَۃَ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویا کہ قسم

ف دلیل اول مہدی کا سید ہونا متواتر و قطعی ہی

معتمات سے سمجھ کر نقل کیا کرتے ہین اور ابتدا اس نقل کی میان خوندمیر سے ہو کہ مکتوب ملتانی
مین اس قول کو نقل کیا اور انھین سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ان میان
کی نقل پر ہرگز اعتبار و اعتماد نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انکی عادت ہی کہ نقل مین نہایت تحریف
و تبدیل کیا کرتے ہین اگر اعتبار نہ آوے تو دلیل ہشتم اور دہم اس باب کو ملاحظہ کر لو اور نسخہ
شعب الایمان کہ اس شہر مین اسوقت ناقص دستیاب ہوا اوس مین یہ عبارت نہین ہی
اور نہ اوس کتاب کی وضع سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکے تتمہ مین یہ عبارت ہووے کیونکہ اوسمین
سوائے احادیث کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنا عادت مصنف کی نہین معلوم ہوتی ہی اور اگر
کسیکو سالم کتاب دستیاب ہووے چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کر لیوے علاوہ یہ کہ اوس مین
کوئی کلمہ حصر کا موجود بھی نہین ہی اور قطع نظر اس سب سے بالفرض و التقدیر اگر یہ قول منقول صحیح و مقبول
بھی ہووے تب بھی مہدویونکو کچھ مفید نہین ہی بلکہ سراسر مضر ہی کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہین ہو سکتا ہی اب ان سے سوال کیا جاتا ہی کہ اگر تمھارے مہدی صاحب
کی نسل و نسب مین بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہووے تب تو اس اعتقاد سے توبہ
کرینگے یا پھر بھی اپنے باپ دادونکی لکیر پر چلے جاوینگے اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَ
لَا يَهْتَدُونَ اب انکا نسب نامہ کھولا جاتا ہی کہ سب قلعی کھل جاوے و واضح ہو کتاب مطلع الولایت
تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہی
سنہ ایک ہزار سولہ مین اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہی سنہ ایکہزار باون
مین یہ دونو کتابین کتب معتبرۂ نقلیات سے ہین کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اصل اصول کے
کہتے ہین ان دونو کتابون مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم رضی اللہ
عنہ کے ہین اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہین فقط کہ تفصیل
اوسکی یہ ہی سید محمد مہدی بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن سید
قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین بن
سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم الخ انتہی اور شواہد الولایت کے باب دوم مین لکھا ہی

جونپوری مہدویون کا سید ہونا ہرگز ثابت نہین ہی

کہ ولادت مہدی جونپوری کی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ہی اور اس سنہ مین مہدیونکو
کچھ خلاف و شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ بلاخلاف ۹۱۰ھ نوسو دس مین انتقال ہی اور عمر کل تریسٹھ برس
کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال مین
۶۶۴ چھہ سو چوسٹھ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے ۱۸۳ھ ایک سو تراسی مین
پچپن برس کی عمر پاکر انتقال فرمایا جیسا کہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب
وغیرہ کتابون معتبر مین مذکور ہی اور معلوم نہین کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مہدی صاحب
کے وقت انتقال امام موسی کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت
مہدی مذکور مین ہر شخص تقریبا چھپن برس کے بعد معمر ہوکر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے ان مین
سے اس عمر سے کم مین جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرا پشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ مین جنے
مثلا اگر ایک شخص تیس برس مین صاحب ولد ہوا تو ضرور دوسرا بیاسی برس کا بوڑھا ہوکر بیٹا جنے تاکہ بارہ پشت
مہدی کی اس مدت چھہ سو چوسٹھ مین پوری ہو جاوین یہ مقدمہ نہایت غریب و نادر ہی کہ کسی دوسرے
کے نسب صحیح مین دنیا مین ایسا نہوا ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ سید خوندمیر داماد مہدی کا نسب بھی انھین
سید نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان مین ہین حالانکہ سید خوندمیر
مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہین چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ
خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر مین مرید ہوئے اور پانچ برس میران کی صحبت مین رہے اور بعد وفات
میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس برس کی عمر مین نہایت لشکر سفید ہوکر مارے گئے
انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی ادعائی کے مرنے کے وقت تئیس برس کے تھے
اور مہدی مذکور چونکہ تریسٹھ برس کی عمر مین مرے ہین یہ اونسے چالیس برس کم ہوئے
پس انکے تولد اور امام موسی کاظم کے انتقال مین سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب مین
انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوئین چنانچہ نسبنامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل مین مسطور ہی سید خوندمیر
بن سید موسی عرف چھجو بن خوند سعید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سعید بن عبید اللہ
بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیسی بن سید نعمت اللہ بن سید حمید بن نجم الدین
بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما آگے یہان اگر سید نعمت اللہ

کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص
ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم مین جنے مثلاً تیئس برس مین تو بیٹا اوسکا نوے برس مین جنے
تاکہ یہ بارہ بطن اس مدت دراز مین برابر آترین وھل ھذا الا عجاب شاید کہ خاندان سید نعمت اللہ
مین یہ آیین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیرزادہ بنانے کے واسطے جبتک کہ پیر شصت سالہ نہوتا تھا
بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید خوندمیر نے اس آیین کو نہ نباہا چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ مہدی نے
بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور خوندمیر نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ
بیٹیان دو جوروون سے جنین اسواسطے کہ یہ لوگ بالذات پیر ہین انکی اولاد خود بخود پیرزادے کہلاوینگے
اونکو پیر عمری بنکر پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہی یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو
خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑہا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات
و امارات تکذیب اس نسب کی تھین کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہی کہ اس نسب مین خلل ہی اب دلیل
تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہ نسل سراسر نے اصل ہی بیان کی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ سید نعمت اللہ
کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے ہین عنقا صفت معلوم الاسم و معدوم الذات ہین اور انکو امام
موسی کاظم کا بیٹا بنانا سراسر بہتان و افترا ہی حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین ہین
کہ جس کا دل چاہے اونکا بیٹا بن جاے بلکہ اونکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین بتفصیل تمام
مذکور ہی اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہی اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب و عرف ہی چنانچہ تفصیل
اوسکی یہ ہی کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد صلبی
ساٹھ عدد ہین سینتیس بیٹیان اور تیئیس بیٹے بیٹونکے یہ نام ہین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی
و داود یہ پانچون صاحب بلاخلاف لاولد فوت ہوئے ہین اور سلیمان و فضل و احمد انسے لڑکیان
پیدا ہوئی ہین اور لڑکے نہین ہوئے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن انکے
صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہی اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور
عبد اللہ اور عبید اللہ اور جعفر یہ دس اخیر کے بلاخلاف صاحب اولاد ہین انتہی اور کتاب لطائف اشرفی
مین کہ شش سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدایش سے بھی پہلے تالیف ہوئی ہی لکھا ہی
کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے اور فرزند مین بعضے لاولد ہیں اور بعضے صاحب

اولاد مین او راب اہل علم نسب کا مدار اس پر ہی کہ اونکے تیرہ لڑکے صاحب اولاد ہین اونمین سے چار کثیر الاولاد ہین امام
علی رضا اور ابراہیم المرتضی اور محمد العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہین عباس و ہارون و اسحق و اسمعیل
و حسن اور چار متوسط الاولاد ہین زید النار اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور حمزہ انتہی اور اسی موافق عمدۃ المطالب
مین بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب مین حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن موسی کو بھی صاحب اولاد
لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب انکی اولاد باقی نہین ہی اور صاحب عمدۃ المطالب مین بھی اپنے شیوخ سے ایسی
نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان مین سید نعمت اللہ تمھارے مہدی کے دادا صاحب کہان ہین
پس ثابت ہوا کہ تمھارے مہدی کا قصر سیادت اصل سے بے بنیاد ہی اور اس پر بالاخانہ مہدویت جو بنایا ہی
وہ برباد ہی والحمد للہ علی ذلک اب مہدویون کو لازم ہی کہ اوس بزرگ کو ناحق داخل النسب کر کے گنہگار ہوون
اور انکی روح کو زیادہ آزار نہ دیوین کہ اوس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ مین سید خان کا بیٹا ہون اور یہ نہین کہا
کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو انکے علم انساب کی کتابون سے ثابت کر دو کہ مَنِ ادَّعٰی
فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ ورنہ یہ دعوی کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد مین ہین اور سید نعمت اللہ بیٹے امام موسی کاظم کے
ہین بجا اس بات کے ہی کہ کوئی کہے کہ ہین نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد مین ہون جب اوس سے پوچھین
کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد مین ہین تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی اولاد مین ہی
سننے والے کو نہایت ہنسی آوے گی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہین ایک **نواب افضل الدولہ
بہادر** فرمان روای حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہان سے اونکے تیسرے بیٹے نکلے
کہ تمھاری نسل کا پتا لگے پس بلا شبہہ واقفین حال انساب اس نسب مہدی کو بھی سنکر ایسی استعجاب
و استہزا کرینگے این گل دیگر شگفت ایک وزعالم میان مصنف رسائل جدیدۂ مہدویہ سے راقم الحروف نے پوچھا کہ
یہ نسب مہدی کہ تمھاری کتابون مین مسطور ہی اس مین کچھ شبہہ و شک تو نہین بولے درین چہ شک مین نے کہا
کہ اس سند مین کہین انقطاع تو نہین بولے ہرگز نہین مگر اتنا ہی کہ ایک جا پر اسمین انقلاب ہی کہ اسمعیل بن نعمت اللہ
جو لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمعیل ہی شاید کہ میان مذکور کو بھی کچھ سراغ اس بات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی
بیٹا امام کاظم کا نہین ہی اسواسطے انھون نے اپنے بزرگونکی ذات پات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ بنالی
اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دوم تمھاری کسی کتاب قدیم مین بھی موجود ہی یا نہین اگر نہین ہی تو یہ سخن
غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دوسرے نام بنا سکتے ہو جب کہ تمھارے پیشوا ان

پہلو نے یہ نسب نامہ اپنے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ دادون کے نام اور ترتیب
موافق واقع اور موجود کے بنقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہی یا آج کل کے نیچے سیکڑون برس کے گذرے
ہوئے دادون پردادون کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو
باپ و باپ کو بیٹا ٹھیرا لیتے ہین اور کیا عجب ہی کہ مہدوی اس عاجز کی اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پورانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامۂ مذکور کو درست کر لیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہی اور اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہی تو اوسکو بتاؤ اور اوسکے
تقویت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور ہم تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابونکی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونو کتابین تمھارے مذہب کے اصول سے
ہین ان مین جو کچھ لکھا ہی سب صحیح و معتبر ہی بلا خلاف اور سواے اسکے پنج فضائل بھی نہایت معتبر ہی خود عالم میان
کی زبانی ہی کہ جب وہ تصنیف ہوئی اوس عصر کے میون و مشائخ و علماء مہدویونکو دکھائی گئی سب نے اجماع کیا
کہ جو کچھ اس مین مسطور ہی سب صحیح و معتبر ہی سواے ایک نقل کے کہ اوس مین لکھا ہی کہ جب خوندمیر اور اونکے رفقا کو لشکر
اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور اونکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر جانپانیر کے واسطے ملاحظے
سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین یہ سب سر سڑ گئے تب اونکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا اور
ہڈیان سرونکی پٹن مین پھینک دین اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہی اور سرونکا پٹن مین اور پوست
سر کا مدفن جانپانیر مین ہی لیکن اب نشان اوسکا نامعلوم ہی غرض کہ سواے اس نقل کے وہ کتاب بالاجماع
صحیح ٹھیری اب دیکھیے اوس کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اوس مین بھی یہی لکھا
ہی کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہی معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہی اور بالفرض التسلیم اگر ثابت بھی ہو کہ مہدویونکے نسب نامے
مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہی تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ سید اسمعیل
بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدۃ المطالب مین ہی منقطع اونکے ایک بیٹے سے کہ نام اونکا موسی بن اسمعیل بن
موسی کاظم ہی جاری ہوئی اور عمدۃ المطالب و لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہی کہ ان موسی بن اسمعیل کا ایک
بیٹا تھا جعفر نام کہ اونکا عرف ابن کلثوم تھا اونکی اولاد کو کلثمیون بولتے ہین وہ لوگ مصر مین ہین اونھین
مین سے بنی السمسار اور بنی ابی العساف اور بنی النسیب لدولۃ اور بنی الوراق ہین اور وہ لوگ مصر و شام مین

ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بے اصل محض

آجتک موجود مین انتی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویون کو مانند نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کرکے پیچھے اونکے اپنے مہدی کو بھی
داخل کر دیتے ہین اور وہان بقول کہ پیر خود درماندہ شفاعت کسکی میان کو جا نہین ترکش کمان
کمان کہ کہون میان نعمت اللہ کو خود ٹھکانا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہی سینہ زوری سے پرائی نسل مین
گھسنا نہایت گناہ ہی کہ ہر ادنی و اعلی اس وعید سے خبر رکھتا ہی خدا تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نافہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال اٹکاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونہون نے پوچھا کہ تمھاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہو سکتے ہو
کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونھین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑے گا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
یہ شخص اسقدر بد فہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم مذکور
نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب بعد فراغ
کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر وہی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا نمانا
اور کہا کہ کوئی کچھ ہی کہو بندہ دامن اس نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم آج
مہدویون سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا
مہدی ہونا کہان سے یقینی ہو گیا یا تمھارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا
بھی ضرور نہین بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کاملہ حالانکہ حال اونکا بھی
دلیل مفقود ہمین معلوم ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک
یا تاجک یا افغان یا کوئی شیخ پھالی یا مغل چغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات
فاطمیت مین ہمکو قول مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق
و بالاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا
پتا نہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

فائدہ [illegible]

فائدہ [illegible]

کافی ہی اور متعصب کو تمام کتاب بھی کارگر نہین ہوتی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ
وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ دلیل دوم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیْ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ
اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ
وَالطَّبْرَانِیْ فِی الْاَفْرَادِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہان تک کہ قائم کرے گا اللہ تعالی ایک مرد میرے اہلبیت
سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے
بس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی غرض کہ یہ حدیث
مہدویون اور اونکے مہدیکے نزدیک مسلم اور صحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہین پڑھتا تھا
اوس سے لوگون نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن مین آیا ہی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ لوگون نے کہا
کہ اوسکے آگے تو پڑھو کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسی یہان مہدوی
پچھلے فقرے کو دیکھکر گھبرائے اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو
عدل سے بھر دیتا اون پر صادق آوے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی سے لیکر
یہان تک اوسمین طرح طرح کی تاویلین اور تحریفین کرتے ہین کہ تفصیل اونکی انکی کتابون مین
مذکور ہی مگر فقرہ اول کو سبنے بلا تحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھیرایا
کہ سب متاخرین اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہمارے میران کے باپکا نام بھی حضرت رسالت
کے والد کے نام کے موافق عبداللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے
میران کے باپکا نام سیدخان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابین کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے
ہین اوسمین سیدخان فقط مذکور ہی اور چونکہ اوسوقت مین یہ بات چھپ سکتی تھی متقدمین مہدویہ
نے بھی یہ دعوی نکیا چنانچہ عبدالملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃً اور عبدالغفور
سجاوندی صاحب ایجاز الدلائل نے متابعۃً جس جگہ کہ احادیث موافقہ اپنے میران کی تائید
مین نقل کین ہین اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور انکے باپ دادا کے
پہچاننے والے مر گئے نرے دھڑک میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایۃ نے

ف دلیل دوم مہدیکے والد کا ہمنام والد رسول کے ہونا مسلم الفریقین ہی
حالانکہ خود شیخ جونپوری ناطق ہین کہ انکے والد کا نام عبداللہ نہ تھا

ماں کا نام بھی آمنہ ٹھیرا دیا حال آنکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہی اونکی ماں کا نام بی بی آغا
لکھتا ہی اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہی کتاب انصاف نامے کے
باب اول مین لکھا ہی کہ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہی یُوَاطِیُٔ اِسْمُہٗ
اِسْمِیْ وَ اِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ اور تمہارے باپ کا نام سید خان ہی تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ
کیا خداے تعالی اس بات پر قادر نہین ہی کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی اوسمین لکھا ہی کہ
ملا معین کی طرف سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہی جواب دیا کہ بندے کے
باپ کا نام سید خان ہی علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا
نام بھی محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے
کیون مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہی ورنہ سیدھا جواب یہی تھا
کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس ٹیڑھے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ و شک تھا تو وہ
بیان کرنا تھا سیدھی گفتگو مین بگڑ گئے اور بھکنے کی کیا جا تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلما رکھا تھا اور سب پر طرہ ایک اور جواب ہی کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو
قبول نہ کرے گا کہ اوسی انصاف نامے کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے
سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یُوَاطِیُٔ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَ اِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یعنی مہدی کا
نام میرے نام سے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمہارے
باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مردکا فر تھے اونکا
نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد عبد اللہ ہی اور ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھدیا ہی انتہی سبحان اللہ عجیب
کلام ہی کہ آجتک کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو با وجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا
خیال مین نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی

شریک ٹھیراتے تھے اسواسطے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط
اللہ کو پکارتے تھے چنانچہ جابجا نصوص قرآنی اس مقدمہ پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین
کہ اوس بزرگ کو اپنے جوش مین ایک بھی یاد نہ آئی اور صحابۂ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ اونکے
باپ اونکا نام عبداللہ تھا حالانکہ وہ زمانۂ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبداللہ
اور اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی اور اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ اور ارقم بن عبدمناف بن اسد
بن عبداللہ اور بشر بن عاصم بن عبداللہ اور استیعاب مین حافظ ابن عبدالبر نے سوا انکے اور
بہت ایسے صحابہ کا ذکر کیا ہی کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبداللہ نام ہوکر گذرے ہین
اگر شیخ جونپوری کو ان مین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر عربی کا نام عبداللہ کیونکر
ہوگا اور طرفہ یہ کہ اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل سکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبداللہ
ہونے سے انکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھیرایا اور یہ خیال نکیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہی اور تمام امت
کا صحابۂ کرام سے لیکر آج تک اجماع ہی کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہین کوئی دو
آدمی بھی اس امر مین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہی سب کے نزدیک بلکہ
خود مہدی کا قول اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہوجاتا
ہی باوجود اس اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے
اولٹی پڑی اسواسطے کہ مہدویون کے اصول پر مہدی معصوم چاہیے خطا سے اور طرہ یہ کہ اسقدر
الٹ پلٹ کرنے مین بھی ابھی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب چاہیے
کہ ثابت کرین کہ عجب کہ حضرت رسالت کا نام محمد عبداللہ ہی اونکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہی جب
تک یہ ثابت نکیجیے کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا اب
مہدویون پر یہ ہمارا قرض ہی کہ ثابت کردیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا
اور اس اجماع کو اوٹھا دیوین در نہ ع باطل ست آنچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ انکے
مہدی کی نسل کی طرف اعلی نعمت اللہ ولی بیٹے امام کاظم کے نہین ہین طرف اصل مین عبداللہ بھی
انکے باپ نہین ہین اور یہ نسب از سرتا پا ہبا ہوا ہی اور مہدی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ بنائے ہین

اور اگر تو پوچھے ان سے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ

دست تصرف دراز کر رہے ہین اور سید خان کو اوڑا کر سید عبد اللہ کو باپ ٹھیرا رہے ہین نسب کے
مقدمے مین تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہی
وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے
پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے
ایمان کے بھی قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین
حضرت مین تصنیف فرمائے ہین **دلیل سوم** عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوها
فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان
کے پس آؤ انھین اسلیے کہ ان نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے
ہین موافق محاورہ زبان اور روایت ودرایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے
واسطے شاہد ودلیل ٹھیراتے ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی
کے ساتھ سوا چند مرید مفلوک الحال کے کچھ فوج وسپاہ نہتی کہ انھین کالے نشان ہوتے دوسرے
یہ کہ انکے مہدی ہندستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فراہ مین مر گئے
خراسان کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہوین مگر مہدوی لوگ
فقط لفظ خراسان کا دیکھ کر اپنے واسطے سند ٹھیراتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کر کے
اپنے پر جماتے ہین چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالۂ معارضۃ الروایات
مطبوعہ ۱۲۸۳ ہجری کے صفحہ ۴۲ مین معنی حدیث مذکورہ کے یون لکھے ہین کہ جب ہونگے تم کہ
نشانیان سیاوت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان سے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اس مین
خلیفۃ اللہ مہدی ہی موافق اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہونا
ہین طرف خراسان کے پھر پایا ہمنے کہ مقرر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے
موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے
احوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابو نعیم کی

نقل کی ہی کہ تجئ الرایات السود من قبل المشرق کان وجوہہم ذبر الحدید الخ اوسکے
بھی اسیطرح غلط معنی سکیے کہ آوینگے نشانین سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل
اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند
کنزکم ثلثۃ کلہم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منہم ثم تطلع الرایات السود من
قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا احفظہ فقال
اذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی الحدیث اسکے
بھی معنے غلط کیے کہ قتل ہوینگے نزدیک خزانے تمھارے یعنی امر خلافت کے لیے تین تمامی یہ
ابن خلیفہ ہین پھر نہوگا یہ کنز طرف کسی ایک کے انسے تسپر نمود ہوینگے نشانین سیادت کے
آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمکو ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر فرمائے
جبکہ دیکھوگے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہان خلیفہ اللہ تعالی
کا مہدی ہی یہان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کے تسپر نمود ہوئین نشانیان سیادت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض تسلیم رضا
فقر وفاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند وخراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصًا شرقی القب جو جونپور کے
بادشاہ تھے انکی تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہی پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ اس
حدیث شریف کے اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے مائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام
کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا ہمنے اسکو تو بیعت کرلیا ہمنے اسکو کہ وہ جنگ خلیفۃ اللہ
مہدی موعود کا ہی انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہووے تو جیسا چاہے ویسا خدا اور رسول
کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہی اسیطرح اس فرقے کے سلف
وخلف کی عادت ہی کہ معنی انکے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث
اول مین اتیتم کہ معنی رویت بصر یا رویت قلب کے ہی اوسکو بمعنی سماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ تمام
روایات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہی اوسکو ترکیب اضافی کردیا تیسری خطا یہ کہ لفظ
سود کو جمع سودا کی صفت رایات کی ہی اوسکو مصدر سمجھ کر بمعنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی خطا یہ کہ جاد
کہ زبان عرب مین بمعنی آنیکے ہی اوسکے معنی جلانے کے سمجھے شاید خیال کیا کہ جارت ہندی بمعنی آبیت ہی

اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت جاوت اونھین کی بولی ہی پانچوین خطا یہ
کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ شرح مائۃ عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکریگا
وہ بھی سمجھیگا کہ من واسطے ابتداء مسافت کے ہی نہ واسطے انتہاء مسافت کے جاءت من قبل خراسان
کے معنی یہ ہین کہ آئے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوئے طرف خراسان کے تمہارے
شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھ
پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہرین مگر خدائے مقتدر نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے
عرصے مین وہین اونکو تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھ جانب خراسان
سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ سراسر مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ
تائید اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعدہ انکے بیٹے سید محمود کہ فقرا و
مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے
کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے
نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوس مین بجائے
من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات
کو آئے اور گجرات سے خراسان شمال یا مابین مغرب شمال واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی
لوگ بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والون کو نہین ٹھہراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین
بنتا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی
کہ قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہاڑ سونے کا کھل جائیگا کہ اوس پر خلق بشمار لڑمریگی
اور ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک بنون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی
رہجاینگے و اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہو وہ اوسکے نزدیک نہ جاوے و حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا بعد اسکے کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے ہاتھ
ان لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل
و ابن ماجہ و طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کہ کسی مین سونے کا پہاڑ اور
کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین سونے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی روایت مین صاف لفظ

ابطال حدیث کو بزعم خود

یوشک والفرات ان یحسر عن کنز من ذهب کا مسطور ہی چنانچہ رسالۂ برہان مین منقول ہی
اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محمل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن فراتی ہی یا خلافت گجراتی
ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کرکے مراد معلوم کرتے
ہین یا یہ کہ اپنے دل مین جو آیا سو بول اوٹھتے ہین اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز بمعنی خلافت
کے لینے پر بھی تمہارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمہارے ترجمے کا حاصل یہ ہوا کہ
اس خلافت کے لیے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور ہر عاقل اسکا مطلب یہی سمجھیگا کہ یہ تینون دعوے
خلافت کے واسطے لڑینگے اور تمنے محمل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھیرایا کہ موضع کھانبھیل مین وہ اور
اونکے بھائی میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
دعوی خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
انکے مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت کرتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
جونپوری ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ
یہ ہی کہ ابن خلیفہ سے ظاہر دستیاب نبوت بلا واسطہ تھی اوسکو اتنا دور لے جاکر اولاد علی مرتضی
ٹھیراکر ابن خلیفہ بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہوئے چنانچہ تحقیق اسکی ماقبل
مین ہو چکی ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ یقتتل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور
تقاتل دونو بمعنی باہم لڑنیکے ہین مارے جانیکے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرۂ ثم لا یصیر الی واحد
منہم سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانیکے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنیکا کیا
احتمال تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون ابن خلیفہ آپس مین لڑینگے
اب یہان تمہارے تینون ابن خلیفہ فرضی آپس مین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا
ہووین آٹھوین خطا یہ کہ سیادت کو بمعنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بناء الفاسد
علی الفاسد ہی اسواسطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سود بمعنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت
بمعنی فقر و قناعت وغیرہ کے بنے ثبت العرش ثم انقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
ثم ذکر شیئا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا تعرض کیا
حال انکہ کتاب منقول عنہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوس مین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالتمآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہین ہی
انتہی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابونعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور اونکے
راویون کو وہ بات برابر یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثة کلہم ابن خلیفة لا یصیر الی واحد
منہم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقتله قوم ثم
یجیء خلیفة اللہ المہدی فاذا سمعتم به فاتوه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج
فانه خلیفة اللہ المہدی اب مابعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدہ مقررہ علماے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
حیرت ہی کہ مصنف رسالہ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان ٹھہرائے ہین اسقدر بھی نہین
سمجھے ہین کہ اگر یہان کچھ رہ نہین گیا ہی تو اذا سمعتموہ اور بایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کسطرف راجع
ہین اس فہم و فراست پر معارضہ روایات پر بجانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصۂ حدیث یہ ہوا کہ
پہلی اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے
آوینگے پس جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفۃ اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی
اسلیے کہ حرف ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول
مین مبرہن ہی اب اگر ابناے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کے جنگ پر محمول کرین تو چاہیے
کہ بعد اوسکے اہل رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفۃ اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان
دونون امر مفقود ہین اسواسطے کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مر چکے ہین اور
اگر طلوع رایات شرقی سے ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ تایید تاریخ فرشتہ میان
مصنف نے ارادہ کیا ہی تو چاہیے کہ ابناے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر اونسے
ہو چکے اب اگر حال اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر
مہدی سے پہلے ایام طفولیت مین یا مانکے پیٹ مین مع دونو خلیفہ زادون کے مر کر گئے ہون
بالجملہ کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی خطاؤن کا شمار ہو سکتا

جس طرف خیال کیجیے مانند صحرا اخطاء کے نا نہایا اغلاط و خطاء کے مہلک ہے ہین کہ آدمی دیکھتے دیکھتے و بیزار ہو جاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہ اسی قدر پر اختصار کیا دلیل چہارم عبد الملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ منہا ما روی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجوان لا تذہب الایام واللیالی حتی یبعث اللہ منا اہل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسہ الفتن ولم یلبسہا یقیم امر ہذہ الامۃ کما فتح ہذا الامر بنا ارجوان یختمہ اللہ بنا اخرجہ الحافظ ابو بکر البیہقی فی البعث والنشور ومنہا ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی اللہ عنہما قال سئل امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن صفۃ المہدی فقال ہو شاب مربوع من الوجہ یسیل شعرہ علی منکبیہ یعلو نور وجہہ سواد شعرہ ولحیتہ وراسہ ومنہا ما روی عن ابی عبد اللہ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لو قام المہدی لانکرہ الناس لانہ یرجع الیہم شابا موفقا وان من اعظم البلیۃ ان یخرج الیہم شابا وہم یحسبونہ شیخا کبیرا انتہی القصہ سوا صاحب سراج الابصار کے اور مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حال آنکہ یہی روایات مذکورہ مسلمہ انکے انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جسوقت اٹھاون سال انکی عمر کا شروع ہوا تب مہدویت کا دعوی کامل کیا اور ترسٹھ برس کی عمر پاکر انتقال کیا پس یہ روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ رات و دن تمام نہو نگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے ایک لڑکا جوان نو عمر اوٹھاوے گا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ رو کہ بال اوسکے دونون کندھون تک پہنچتے ہین اور نور چہرے کا بالونکی سیاہی پر اور داڑھی اور سر پر تابان اور

دلیل چہارم روایات مذکورہ سراج الابصار از عبد الملک سجاوندی
[illegible] روایات سے [illegible] مہدی کا

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور
بڑی بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان برامد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ
کبیر ہونگے انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی
اور مہدی شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی و خیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت
رسالت اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ
ہین شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفولیت یہ
اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے سن صبی یا وسوقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت و مضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع
یہ اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیہ
اور راہق کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک
یہی نام ہی اور یہان تک جسم آدمی کا نشو و نما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو بولتے
ہین بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسے سن وقوف کہتے ہین
یعنی جسم ٹھیرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کہولت ہی اور وہ چالیس برس سے
قریب ساٹھ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہی اب
غور کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعا مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھوین
برس مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی اور ابتدا شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ ہوئے
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوسوقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہو کہ حضرت
رسالت اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے ہین
معنی اونکے کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہووین ورنہ امان لغت سے اوٹھ جاوے
اور ہر شخص کے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے اب بموجب تمھاری روایات کے انکا شیخ کبیر

انکار اور مہدی شاب حدث کا انتظار چاہیے کہ یعلو نورہ وجهه سواد شعرہ اوسپر صادق
آوے اسواسطے کہ تمھارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ بال
ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہون یا اکثر اور اگر
آدھے سفید ہون تو اوسکو عربی مین کہل فارسی مین دوموبہ ہندی مین کھچڑی بال الا یا ادھیڑ کہتے ہین
سیاہ ریش اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپور دوموبہ تھے جیسا کہ پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی
نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دوموبہ سپید ہو گئے ہین حال آنکہ اول
سیاہی زیادہ تھی لیکن اوسوقت دوموبہ ہو گئے تا کہ مہدی کے حلیہ سے مشابہت ہو جاوے
اوسیوقت سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دوموبہ تھے اور جب کہ
بیٹے سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور بھی
مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی تریپن برس کی
عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ ایسے
دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدائش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت کے
چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے ہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اوسکے
بھی کبھی کبھی یہ سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکی
بی بی اور بیٹی نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند اونھین دعاوی بیہودہ
کے ہوئے اور قطع نظر اس سے ان دو دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے
موافق شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل تھے شاب کسی کے قول پر نہین بن سکتے ہین یا
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود ایک خیال خام ہی شعر شتیان بینہما
ہمہ ابرو من تحت شیخ تصبی و صبی تشیخ + غرض کہ یہ روایات کہ تمھاری لائی ہوئی ہین ہماری
ہو گئی ہین و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حیرت ہی کہ انکے سب مصنفین ان روایات پر نازان
ہین یہان تک کہ سجاوندی بھی کہ علما باللہ کہلاتے ہین بولتے ہین کہ ای منصف بقول
حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھو کہ اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار مویدات ہمارے مہدی سے ہی منصف

کہتا ہی کہ تمھاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہی قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہی کہ بسبب شباب کے انکار مہدویت کا مؤیدات سے ہی نہ بسبب شیخوخت کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسین ؑ بھی کرتے ہین غرض کہ ایک کو بھی اسقدر استعداد نصیب نہین ہی کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ **دلیل پنجم** مشکوۃ مین سنن ابی داؤد سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی اوٹھاوے گا واسطے فائدے اس امت کے انتہا ہر سو برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کر دیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی سراج الابصار مین لکھا ہی کہ احادیث کی شرح مین مذکور ہی کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین جیسا کہ تنبیۃ الحرز وغیرہ کتب مین مذکور ہی اور جیساکہ نووی نے ذکر کیا اور ایسے ولی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ مین کہا ہی اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نو سو پانچ پر ظاہر ہونگے اور اس ذات کا ظہور بھی اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین اونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین یہ عبارت بڑھادی کہ وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ لا یکون سوی المھدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث مستقل بنادی کہ سیخرج من امتی مھدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منھم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین مذکور ہی پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدردانی کی کہ جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل آئمہ اہلبیت تک پونہچا دی اس حدیث کی سند اہل آئمہ حدیث تک لگادی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلف سن بارہ سو تینتیس مین لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ ہست در سنن ابی داؤد وصحیح ترمذی ومشارق وحاشیہ شرح مقاصد وملفوظ میران محی الدین وغیر آن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مھدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منھم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجۂ حدیث متواتر رسید قابل تعیین گشت زیرا کہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ تا زیست مصر ماند واسم آن نہ کس اینست قال الشارحون ھؤلاء التسعۃ فاولھا خواجہ حسن بصری

پنجروز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والثالث خواجہ عثمان مغربی دہ روز والرابع خواجہ حسن نوری پنجروز والخامس خواجہ حسن عبداللہ جنید یازدہ روز والسادس شیخ عیسی بانیزدہ روز والسابع امیر سید عبدالقادر گیلانی یکماہ والثامن شیخ محی الدین عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد گیسو دراز دوماہ دعوی کردند عاشر سید محمد مہدی موعود دعوی مہدویت کردہ تا زیست مصر ماند حدیث مذکور از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلاط **جواب** غرض کہ مہدویون کے خزانے مین جھوٹ کی کمبھی کمی نہین اور طوفان کذب وبہتان کا انکی کتابون مین موج زن ہی اور روایت کشی اور بیان کا سلیقہ انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات کو دیکھکر یہی شعر انکے حسب حال یاد آتا ہی ؎ چہ خوش گفت سعدی در زلیخا؛ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا؛ داب مناظر کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی اول چاہیے کہ ثابت کر دیوین اور جن کتابون سے کے حوالے دیے ہین اونمین اپنے مضامین منقولہ کو دکھا دیوین کہ طبری سے کیا لکھا ہی اور بغوی نے کس جا اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی اور دوسری حدیث نہانہ ساز صحاح ستہ مین کس جا پر ہی اور راون نو مہدی لغوی کا دعوی کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب کہ جیسا کہ یہ دوسری حدیث بے اصل ہی ویسی نقول سابقہ بھی صحت کو نہ پونہچین گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پونہچے تو اوس منقول عنہ کی تجویز تخمین ہووے گی اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعین سن وسال مین ثابت نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسا کہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی پوچھتے ہین تم سے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا کہ نہین ہی علم ودریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا ہی کہ دال ہی اس بات پر کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری حال آنکہ قیامت کے آنے پر سب انسانون کو یقین ہی لیکن وقت وتاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم ایسئی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور دجال کا نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا اور یاجوج وماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہا اس مین سے کسی کی تاریخ سوے خدا تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے بعضے بزرگون نے کہ اس مقدمے مین اٹکل دوڑائی اور تخمین وقیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین کہ لوگون کی زبان پر ایک
حدیث مشتہر ہوئی ہی کہ النبی علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام
اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھہرینگے اور مین اسکا جواب دیچکا ہون کہ یہ حدیث باطل ہی کہ نہین
اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہی اس پر عجب ماجرا یہ ہی کہ امسال سنہ آٹھ سو اٹھانوے مین ایک
شخص ایک بڑے عالم ہم عصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا زادادب کی راہ سے مجکو مکروہ معلوم ہوتا ہی
اوسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہی کہ دسوین صدی مین خروج
مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسی علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظہور پاکر صور پھونکا
جاوے گا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے حشر قائم ہو جاویگا
مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین فقط ایک سو دو برس
باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہی اسواسطے کہ روایات کثیرہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہین گے اور دجال بھی تمامی صدی پر نکلے گا اور
کچھ کم دو برس رہے گا اور عیسی علیہ السلام اترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس زمین مین زندہ رہینگے
پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایک سو بیس برس دنیا مین بسینگے اور درمیان دونفخون کے
چالیس برس کا فاصلہ ہی یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور مابین خروج دجال و طلوع شمس کے
معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور ابتک مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے
پہلے بہت سی علامتین ہین کہ سالہا دراز اوسکے واسطے چاہیے اونمین سے کوئی واقع نہوئی
پس کسطرح ممکن ہی کہ سن ہزار کے اندر سب کچھ ہوجاوے یہ محال ہی بلکہ اگر راس ہزار پر خروج دجال
ہووے جیساکہ بعضے علمانے احتمال اسقدر کیا ہی جب بھی بعد اوسکے دوسو سے زیادہ دنیا رہے گی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلا ممکن
نہین کہ پندرہ سو تک مدت کھنچے انتہی ملخصا اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
خاتم الحفاظ والمحدثین ہا اوسکا مقابلہ کرنا بے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث بے اصل کو سنکر اتنا بڑا
دعوی کیا کہ قیامت بپا کردی اب ہم لوگ دو سو چھیاسی برس سے اوس بزرگ کے
خیال مین میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز

نادم ہوتے ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج
دجال کو کہ اونکے نزدیک مستلزم ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالاہی اسی سبب سے غلط نکلی
بلکہ کیا عجیب ہی کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پندرہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل
آگے آوے گی انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سبب سے تعجب کر سنیے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے
علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنو عباس یہان تک کہ مایوس ہونگے
آدمی خیر سے پھر پراگندہ ہوجاوےگا کام اونکا سن پچانوے مین یا ننانوے مین اور مہدی
سن دو سو مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دو سو مین قائم
ہونگے اور ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
روایات رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے انسے مراد یہ لی کہ
ایک ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حالانکہ نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی پانسو
برس سے طول پکڑ ہلاکو خان کے ہاتھ پر زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر کرام
کو کشف اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور نووی اور طبری سے بشرط صحت
نقول اسکے کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ ائمہ اور تابعین
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو اوسی کی تعلیم وحی
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہی وہ بلا شبہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آجتک حضرت رسالت سے کوئی روایت ایسی
ثبوت کو نہ پونہچی کہ اوس مین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما نے کہ وضاعی مین بڑی
دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایۃ اور مطلع الولایۃ اور انصاف نامہ وغیرہ کتابین جاویث
موضوعہ باطلہ سے مالامال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب دلخواہ بنا لی کہ
سابق مین مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین نو مہدی لغوی کا بیان بسط و اہیات کے ساتھ
کیا کہ اپنی سفاہت انتہا کو پونہچادی اول یہ کہ ان نو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہان سے
ثابت ہوا یہ کہ جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث نے اصل کی نسبت حضرت کی طرف
کر دی بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگا دی ویسے ہی ان بزرگون پر بھی اتہام کیا دوسرے یہ کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے ائمین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی
وغیرہ یہ لوگ کیونکر خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا ایسون کو
مہدی ٹھیرایا کہ اونکا وجود اوس صدی مین تھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کا تولد سنہ چارسو اکھتر مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھ مین ہی اور یہ مہدوی مذکور نے
اونکو مہدی ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو
ساٹھ مین ہی اور وفات سنہ چھہ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور مہدوی
صاحب تصنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھیراتے ہین وقس علی ذلک سبحان اللہ کیا
معلومات ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسیہی علم تاریخ مین بھی بے بدل ہوتے
ہین اور پھر کشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست
یہان ایک نقل حسب حال یاد آئی **حکایت** دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور
داراشکوہ نے اپنے باپ شاہجہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثناخوانی کی اور چہار
اسباب کے ہوئے کہ بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض
کی کہ بعد تحقیقات کے جانا چاہیے داراشکوہ رنجیدہ ہوئے شاہجہان اونکی خاطر سے
سوار ہوئے جب بادشاہ مع داراشکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پہونچے
اونھون نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیے اول بولے کہ سکندر ذوالقرنین اچھے
شخص تھے کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہجہان متحیر ہوئے
کہ یہ کیا گپ ہی کجا سکندر اور کجا تیمور کہ دونو مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن عالی حوصلگی سے
چپکے ہو رہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن
یہ برا کیا کہ امام حسین کو شہید کروا دیا شاہجہان سے یہ سخن سنکر چپ نہ رہا گیا بولے کہ یہ کیا کلام
ہی امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور تو صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا ہوئے
اور امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو
معلوم نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب وسنے ایسا کام کیا شاہجہان نے حیران
ہو کر نواب سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دانی مین بھی لاثانی ہین آپ یہان سے تشریف لیچلیے انتہی تحقیقات میان سید مصطفی کی تھین کہ جنھون نے
اڑھائی سیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکھی ہو اب میان عبدالملک کہ جنکا لقب علماے باسہی انکی تحریر
فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لھا دینھا کو اپنی دلیل ٹھیراتے ہین اسواسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی
کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور نووی اور خواجہ گیسو دراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی
کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم
نہین ہی کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہی اور انکے پیر نوسو پانچ پر ہوئے پس دسوین صدی کے راس پر
کس طرح مجدد ہوئے اگر بالفرض امام نووی اور سید گیسو دراز سے نقل صحت کو پونہچے تو وہی تمھاری تکذیب
کرے گی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہا دسوین صدی کے مجدد مہدی ہین اور تمھارے پیر انتہا نوین صدی پر ہوئے
پس مہدی موعود نہوئے بلکہ تمھارے لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہونگے اور تمام دعوی لغو
ہوگیا اور راس صدی سے معنے ابتدا صدی کے ہرگز نہین بن سکتے ہین اسواسطے کہ تمھاری دوسری حدیث کے
موافق پہلی صدی کی ابتدا مین مہدی لغوی کون ہو اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھیراؤ تو قطع نظر
اس گستاخی کے تمھاری حدیث مین سیخرج من امتی مہدی کا لفظ ہو حضرت آپ اپنی امت مین
سے کس طرح ہوسکتے ہین اور میان مصطفی مہدوی جھوٹے ہوجاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ
علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھیرایا ہی وہ ابتدا صدی اول مین کہان تھے اور محاورۂ عرب و
عجم کے خلاف ہوجائے گا کہ شائع و رائج معنی انتہا مین ہین چنانچہ بولتے ہین کہ راس ستین
اور راس سبعین اور راس حمل اور رؤس جبال اور رؤس نخل اور فارسی مین سر درخت اور
سر کوہ سب بمعنی انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی راس بمعنی انتہا کے ہی کہ ارایتکم
لیلتکم ھذہ علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو برس
کی تمامی پر کوئی شخص اہلِ لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہے گا زمین کے
اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہی کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر نرہ سکتے ہون
بلکہ پابند رہوے زمین کے ہون اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکۂ زمینی اور جن

عبدالملک سجاوندی از [illegible]

وشیاطین و ابلیس اور سکان زیرزمین خارج ہو گئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت
صادق مصدوق کے تمامی صدی تک تمام ہو گئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین
ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث
کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا
وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داؤد
مین لفظ کل مائۃ سنۃ کا عام ہی کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہی کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہی
اگر اس کو معنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کے نسبت ماضی ہی معنی یبعث مضارع کے بگڑ جاتے ہین
پس متحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مہدوی
اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہی کہ نو سو پانچ پر مہدی ہونگے اور نہین سمجھتے
ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی ابتک ثابت نہین
کہ طبری نے کہان لکھا ہی اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری غیب دان نتھے اگر کوئی سند
رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہی علاوہ یہ ہی کہ ابتک یہ بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے
طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہی متعدد ہین
ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین
لکھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہی علماے شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملا کہتے
ہین کہ طبری مین یون لکھا ہی اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری
شافعی کی ہی کہ مشہور بتاریخ کبیر ہی اور اصح التواریخ ہی اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہی
کم کسیکو اوسکا نسخہ میسر آیا ہی اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہی وہ اصل تاریخ طبری نہین ہی بلکہ
اوسکا مختصر ہی کہ محرفات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سمساطی شیعی سے ہی کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر
کرکے اوس مین اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہی اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہو گئی
اور مترجمین اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین پس تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی
پس ناقلین اس مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہی حالانکہ اصل تاریخ
مین اون روایات کا نام و نشان بھی نہین ہی اور اس مختصر نے بہت سے مورخین اہل سنت کی

راہ ماری ہی کہ جو کچھ اوس مختصر مین دیکھتے ہین اصل کی طرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصراً من المقامین
من باب المکائد اب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویونکے علما باسد عبد الملک سجاوندی کی راہ بھی اسی مختصر نے
ماری ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہی تو ثابت کرین کہ ناقل پر تصحیح نقل کا
ذمہ ہی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالۂ کشف مین کہ
اس قسم کے روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوس مین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
مین ہوتی تو ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ
ابن اثیر کا مطالعہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فرو گذاشت
نہوا ہی اور سوا اوسکے دوسرے تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
نہین بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس روایت
نو سو پانچ کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
نووی نے کہان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدویون نے کتابون مین
لکھا ہی کہ نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
نسخے اوسکے موجود ہین بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
مین کشف و قیاس کی دلیل نہین ہو سکتا ہی اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئاً فائدہ جلیلہ
بیان عمر دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کا تخمینہ
قیامت کا کیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے
ہین کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگونکے واسطے ہی کہ
گناہ کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے
سیاہ نہونگے اور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جائینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ
زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین
ڈالے جائینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہ کر نکلینگے اور بعضے ایک دن اور بعضے
ایک مہینا اور بعضے ایک سال رہ کر نکلینگے وَاَطْوَلُهُمْ فِيْهَا مُكْثاً مَنْ مَكَثَ فِيْهَا مِثْلَ الدُّنْيَا

فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا مین [illegible]

مُنْذُ يَوْمِ خُلِقَتْ اِلَى يَوْمِ اُفْنِيَتْ وَذٰلِكَ سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ وَذَكَرَ بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ
یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہے کہ دنیا کے برابر وہان
ٹھیرے گا ابتداے پیدائش دنیا سے انتہا فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ اور ابن عساکر
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی
حاجت ادا کرتا ہے اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دلون کے
روزے اور راتون کا قیام لکھدیتا ہے اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہے ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے
رب کے مانند ہزار برس کے ہے تمہاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے
روایت کی کہ کہا مین نے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا
الحدیث اوس مین یہ بھی تھا کہ مین نے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے
اعلی درجے مین دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہے اور مین پچھلے
ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث
اگرچہ ضعیف الاسناد ہے لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفتہ وغیرہ
ہے ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھیرایا اور آثار سے اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہے سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہے آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمہارے ہزار برس کے
برابر ہے اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھیرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے تھے

کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب مین ہین گے پس کل
سات دن ہم پر عذاب ہو کر منقطع ہو جاوے گا اسواسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قالوا
لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید
نے مجاہد سے بھی ایسی ہی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ کنز عبادت مین بہت مشقت کرتے تھے
لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہنچی ہی بولے سات ہزار برس
کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہی بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا تاکہ اوس دن امن پاوے
کیا مشکل ہی انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہی اور حضرت رسالت
مآب کا وجود باوجود ساتوین ہزار مین ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس رسالے کے سنہ ۹۸
آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہو گئے اور دنیا تمام
نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون یہ ہی کہ اکثر
امت میری ساتوین ہزار مین ہی ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین اسواسطے کہ امام احمد بن
حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہین
اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور
مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار گذر چکے ہین انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی
نہین ہی اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انھون نے کوئی حدیث اس باب مین روایت
نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی نہین اسلیے کہ
مورخون کا اس مین اختلاف ہی دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین چنانچہ صاحب تقویم التواریخ
اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم سے چھ ہزار
اور ایک سو تریسٹھ برس کے بعد ہوئی ہی اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے مطابق ہی کہ مین پچھلے ہزار
یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہو چکا بخلاف حساب وہب کے کہ اسکے
خلاف ہی اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہی کہ بعد حضرت رسالت کے
چھ ہزار گذر چکے تاکہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اوس سے یہی ہی کہ حضرت سے
پیشتر چھ ہزار گذر چکے ہین تاکہ مطابق ہو وے صریح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ اَلدُّنیَا سَبعَۃُ اٰلٰافِ سَنَۃٍ اَنَا فِیۡ اٰخِرِھَا اَلفًا
یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین اونمین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
کی اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی
سات ہزار ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونیکے قریب آئے اور علامات
قیامت کہ اونکی مدت قریب دو سو برس کے چاہیے ابتک وجود مین نہ آئے اسواسطے توجیہ
بالا سے حضرت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی
مین فرض کرنا تاکہ چودہ سو برس مدت امت کی ٹھیرے کہ اوس مین سب علامات قبل سات ہزار کے
بفراغت ہو سکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کا پہونچنا ممکن نہین
ہی کہ سات ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو
چھٹی صدی مین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی
اسواسطے کہ موت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی
اور ظاہر ہی کہ اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریباً پندرہ
سو برس تھے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی و دجال وغیرہ کا ظہور انتہائے
صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے
فرمایا کہ جب سے دنیا ہی تب سے اس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس اس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہین گے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسی
علیہ السلام چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے
عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند
جانورون کے بسینگے کہ کچھ دین و سنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس
حساب سے اول مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد
طلوع شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر
اسی کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہو سکتے ہین لیکن

اگر ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اونکے ملنے مین چھہ ہزار
برس گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریبا دو سو برس ہو چکے ہین غرض کہ
توجیہ مذکور اگرچہ خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن ورنہ لا ممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر
تیرھوین صدی پر بالفرض پچاس ساٹھ برس اور گذرین اور کچھ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ
سے توجیہ مذکور کے غلط ہو جاوے گا ہان اگر وجود باوجود آنحضرت ابتدا کے چھہ ہزار برس مین فرض کرین
تو گنجایش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مؤرخین دیگر کے خلاف ہی
وہب بن منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم ملت اور اکثر
امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا بھی نادرست ہو جاتا ہی کیونکہ جب
حضرت ابتدا کے چھٹے ہزار مین ہوئے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا توجیہ کی جا باقی نہ رہی
اب بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین نہین گذرا اور اسمین کچھ مضایقہ نہین
ہی کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ وَكَمْ تَرَكَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ یعنی بابت متاخرین کے ذہن
مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے لطیف وے غبار آئے کہ اسمین کچھ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حاجت
نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورے لوگونکے
ہی کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے ہین پیدایش سے موت تک کا حساب
نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو استعمال ہوتے ہین مثلا ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کر کے
ساتوین مین داخل ہوا کبھی اسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ
کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت آدم سے اس وقت تک
چھہ ہزار پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہی کہ مین ساتوین ہزار مین ہون پس موافق استعمال دوسرے کے
دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر کہین کہ ہم لوگون کو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین ہوتی ہی
اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہا دنیا کے وقت قیامت تک
معلوم ہووے اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہی کہ

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید میں واقع ہی کہ علم قیامت کا سوا اللہ تعالی کے کسی کو خلائق علوی وسفلی میں سے حاصل نہیں چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ پس اس معنے میں حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْہَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اس بلاد سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو ستھہ برس کے ہی اب سات ہزار برس سے متجاوز ہو گئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ لَا یُجَلِّیْہَا لِوَقْتِہَا اِلَّا ہُوَ انتہی اب معلوم ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم افنیت کا مدرج فی الحدیث ہی کہ کسی راوی نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی کی عبارت مین یہ عبارت کہ قیامت ساتوین دن مین مقرر کی اوسی مسلم کتابی کی رائے ہی کسی کتاب آسمانی یا کسی پیغمبر سے منقول نہین ہی اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور درج کلام راوی اور کمی بیشی الفاظ کی اس حدیث مین کچھ عجب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط وغیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعۃ ایام من ایام الآخرۃ اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ انا فی آخرہا الفا کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور مناوی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھ شک نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اسکی حقیقت سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی

فائدہ بیان اس امر مین کہ ریلوی یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی کہ اوس مین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے متعین ہون گے کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار آدمی اوسکے ہمراہ ہونگے اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیون کا اور پانی اور آگ ہوگی کہ موافقین کو روٹی اور پانی سے نوازے گا اور مخالفین کو آگ مین ڈال دے گا لیکن آگ اسکی مومنین کے حق مین پانی ہو جاوے گی الی غیر ذلک اور مسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

کہ یارسول اللہ دجال کا قیام زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور
ایک دن بقدر ایک مہینے کے اور ایک دن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام
متعارفہ تمہارے کے ہونگے صحابہ نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن مین ہمکو نماز ایک روز کی
کفایت کریگی فرمایا نہین بلکہ پانچ نماز دن کے واسطے ایک دن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر
صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے
پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلاوے الحدیث غرض کہ خلاصۂ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ
لشکر انبوہ اور انبار روپیون وغیرہ کا رخانونکے ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ روز
زمانۂ دولت ہی تمام بلاد دنیا کو سوائے حرمین شریفین کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہے کہ جبتک
دجال سواری کی باد رفتار ہووے اسیواسطے فرمایا کہ جیساکہ ہوا ابر کو اوڑاتی لیجاتی ہے ایسی اوسکی
سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ وہ گدھا
بھی مانند دجال کے عجائب المخلوقات مین سے ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانونکے فاصلہ ستر باع کا
ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہے لیکن
تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہے کہ کسی سواری پر اوس شیطانی دوڑ کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ
ملعون بذات خود دوڑ مار کر بیک بینی و دو گوش کسی ملک مخالف پر پہونچا کیا کر سکتا ہے بلکہ وہ مع گدھا
کتے کی مار مارا جاوے اور نقلاً بھی یہ بات غلط ہے اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ مع خدم و حشم و ساز و سامان پھرا کریگا اب ایسا مرکب دنیا مین کونسا ہے کہ اس سامان فرعونی اور
لشکر شیطانی کو کہ فقط فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود مین سوا دوسری افواج و معتقدین کے اوسکے
ہمرکاب پہنچا وے مگر گاڑی دخانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور اوسکے کارندو
ہاتھ سے پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چلے جاتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے
اغلب کہ ایک صدی برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہے کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جسوقت
فاصلہ راہ تمام کر چکین یہود کو لیلو مین سے لیکر برآمد ہووین اور ابر پر باد سے اسکو مشابہت
صوری بھی بدرجہ ہے کہ پچاس ساٹھ گاڑی کلان ایک جسم ہو کر مانند بادلون کے دوڑتی ہین
اور یہ بھی معلوم رہے کہ موافق فرمانے حضرت صادق و مصدوق کے دجال اس گاڑی کی ہوگی ہوا

کے نہایت مطابق ہی اسواسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہین چلائی جاتی ہی
بلا توقف معمولہ ایک ساعت مین تیس میل چلتی ہی اور ولایت مین ساٹھہ میل چنانچہ مصر و سکندریہ
کی گاڑی کو بھی راقم سطور نے ملاحظہ کیا کہ نہایت تیز رو ہی بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا
کہ بعضی کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے بھی تیز تر ہو جاوے گی پس حساب چال ولایت سے
صبح سے دوپہر تک چھہ ساعت مین تین سو ساٹھہ میل چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط
چال سفر کی ہی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور
بحساب کل جدید کے منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی ہوا کی بھی چال ہی چنانچہ قرآن مجید
مین حضرت سلیمان کی چال سواری مین مذکور ہی کہ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّرَوَاحُھَا
شَھْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو کہ صبح کی منزل وسکی ایک مہینے
کی راہ اور شام کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر
بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اڑاتی لیجاتی تھی امام محی السنہ تفسیر معالم مین
نقل فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار ہوتے تھے اور قیلولہ مقام
اصطخر مین کہ ایک مہینے کی راہ ہی کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے چلتے تھے اور کابل کو کہ ایکماہ
راہ ہی پہونچتے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ رے مین طعام چاشت تناول فرماتے تھے اور سمرقند مین طعام
شام یہان کچھہ کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور لوہا بچھانے اور آگ سلگانے اور اقسام کے مصالح
اوٹھانے کی حاجت نتھی یہ امر دیگر ہی شعر کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
یہان امر الٰہی سے ہوا اور جن و انس اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے
اور بلا تنگ آتشین کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سر مو تجاوز کرین تو سزائے سخت
پاوین زیادہ تفصیل اسکی بستان الجن مین لکھی گئی ہی یہ جو ماقبل اسکے مذکور ہوا احوال بڑے
دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہین اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور برا دنیا مین نہین ہی یہ دجال پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اوسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوا اسکے اور تیس دجال کہ اسکے کوچک ابدال ہین ہونگے اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی مین مذکور ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلٰثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی قیامت قائم نہوگی یہان تک کہ اوٹھینگے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے کہ ہر ایک کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی پیش از قیامت میری امت مین تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہی اور حالانکہ مین خاتم النبیین ہون کہ کوئی نبی بعد میرے نہین ہی ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون سے کہ صیغۂ استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو اس امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر بعض اقوال پر خارج ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہو چکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت بھی پاچکے ہین البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ اس امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہوئے اور دعوی نبوت کا کرے وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھیرے گا اب افسوس ہی کہ مہدوی لوگ نہایت غفلت و نادانی سے ان وعیدات سے نہ ڈر کر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین اگرچہ زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہی چنانچہ باب اول کے عقیدۂ شانزدہم مین گذر چکا اور باب تصوف مین بھی آوے گا انشاء اللہ تعالی یہ نادانی انکی محبت کا ثمرہ ہی ورنہ وہ بزرگ اغلب کہ دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی خدائی بعضے وقت زبان سے کیے ہین مگر یہ بھی بول دیے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہی اور جاننا ایمان ہی یہ سب باتین بشرح و بسط آگے آوینگی انشاء اللہ تعالی **دلیل ششم** نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قال یُبَایَعُ الْمَهْدِیُّ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ لَا یُوْقِظُ نَائِمًا وَلَا یُهْرِیْقُ دَمًا یعنی فرمایا کہ بیعت کیا جاوے گا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگائیگا کسی سوتے کو نہ بہائیگا خون کو انتہی عالم میان مہدی نے رسالۂ معارضہ مین اسیقدر بیان کیا لیکن اونکے بزرگون نے اسکا قصہ تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ محمد جونپوری نے سنہ نو سو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اوسوقت شاہ نظام و قاضی علاؤ الدین اونکے دونون مریدون نے آمنا صدقنا کہکر بیعت کی ہرچند کہ دوسرے یارون نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کردیا بعد وعظ کے

بعضے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یارون نے پوچھا کہ میران جی دوسرے یارونکو کیون نہ بیعت کرنے دیا
فرمایا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہین اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
کرتے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قَالَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ سے تاریخ
نو سو ایک کی عیان ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ دو شنبے کے روز سنہ مذکور مین درمیان رکن و مقام کے
ہی کھڑے ہو کر دعوی مہدویت کا کر کے تین بار باواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ شاہ نظام
اور قاضی علاء الدین نے کھڑے ہو کر کہا کہ اَنَا مُتَّبِعُکَ اور دو لوگون نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
بچند گواہ راضی قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بدو گواہ راضی پس لوگ بولے کہ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا
جواب معمول ایسا ہی کہ ایک مقدمہ کئی حدیثون مین مذکور ہوتا ہی لیکن بعض مین باختصار اور
بعض مین بتفصیل اور اتفاق محدثین کا ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
چنانچہ صحیح بخاری مین بھی یہ قاعدہ مذکور ہی اسی قسم سے ہی بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد
نے ابی ہریرہ سے مختصر روایت کیا اور عالم میان نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی
کتاب مین انھین نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسرون سے بتفصیل روایت کیا میان مذکور نے
اون سب کو چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے یَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلَی مَکَّةَ فَیَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ
بَیْنِهِمْ فَیُبَایِعُوْنَهُ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ کَارِهٌ یعنی نکلین گے مہدی مدینے سے
طرف مکے کے پس چن کر نکال لین گے اونکو لوگ اپنے مین سے پھر بیعت کرینگے اونکے
ہاتھ پر درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث
شیخ جونپوری کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے مین نہین آئے بلکہ مدینہ طیبہ
اونھون نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوگئے کہ مہدی وقت
بیعت کے سوتون کو نہ جگاوینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی کشت و خون
کر کے اپنی بیعت نہ لین گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبراً اونکے ہاتھ پر
بیعت کرین گے یا یہ کہ اوسوقت مین ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے
سبب سے وہ خونریزی موقوف ہو جاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ پہنچا ئے

اِلَی الْمَھْدِیِّ فِیْ بَیْتِہٖ وَالنَّاسُ فِیْ فِتْنَۃٍ تُھْرَاقُ فِیْھَا الدِّمَاءُ فَیُقَالُ لَہٗ قُمْ عَلَیْنَا فَیَاْبٰی حَتّٰی یُخَوَّفَ بِالْقَتْلِ فَاِذَا خُوِّفَ بِالْقَتْلِ قَامَ عَلَیْھِمْ فَلَا تُھْرَاقُ بِسَبَبِہٖ مِحْجَمَۃُ دَمٍ یعنی لوگ مہدی کے گھر مین آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے مین مبتلا ہونگے کہ اوس مین خون ریزی کی جاتی ہوگی کہا جاویگا اونسے کہ ہمارے پر امیر ہنو وہ انکار کرینگے یہانتک کہ جب قتل سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہیگی بسبب اونکے ایک سنگھی خون کی انتہی سنگھی خون کی نہ بہنے جانا محاورہ ہی جیسا کہ بولتے ہین کہ نکسیر نہ پھوٹیگی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب کرتی ہی کیونکہ انکی مسند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے ہوئی ہو وجود مین نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ برہان مین مذکور ہین کہ اونمین قصۂ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہی اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمین مسطور ہین کہ اون وقائع کا نام ونشان شیخ جونپوری مین پایا نہین جاتا اب اس تمام قصے کی ابتدا وانتہا چھوڑ کر اعتقاد یہ رکھنا کہ جو فقیر دو مرید لیکر رکن و مقام کے بیچ مین بیعت کرے وہ مہدی ہی اگرچہ نہ سیادت اوسکی ثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام والدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت وجود مین آوین نہایت غلطی ہی **خطائے دوم** یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھکر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ خود انہین نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہی کہ بیعت کرنے والے بقدر اصحاب بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد نا امیدی کے کہ لوگ بولنے لگینگے کہ مہدی نہین ہی مبعوث کریگا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے تین سو پندرہ آدمی بقدر اصحاب بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اونکے مین ایک مکان سے کہ نزدیک صفا کے ہی اونکو نکال کر کرہا بیعت کرینگے پس وہ دوگانہ انکو مقام کے پاس پڑھا کر منبر پر چڑھینگے اور حاکم کی روایت مین بھی ایسی ہی کہ یُبَایِعُہٗ عِدَّۃُ اَھْلِ بَدْرٍ یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام بشمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے اور سوائے اسکے اسیقدر انصار لیکر ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ ایسی سات سردار جمع ہوکر مہدی کو ڈھونڈھینگے اور مکے مین سب جمع ہوکر مہدی کو پہچانینگے اور مہدی اونکے ہاتھ سے نکل کر مدینے کو چلے جاوینگے وہ تعاقب کرینگے تب پھر مکے کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر طلب کرتے ہوئے مدینے کو جاوینگے حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھ کر رکن و مقام کے درمیان باصرار تمام بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے ساتھ ہونگے کہ دن میں مانند شیر و بہادر اور رات میں مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گزار ہونگے یہ مختصر ہی روایت نعیم بن حماد کا ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جونپوری مین مفقود ہین اور یہ سب روایات رسالہ برہان وغیرہ مین موجود ہین خطا سوم[۳] یہ کہ لکھا ہی کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ بیان قال من اتبعنی فھو مومن جس سے تاریخ نوسو ایک کی عیان ہی انتہی سبحان اللہ عیان را چہ بیان یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گویم بر روی تو عبارت من اتبعنی فھو مومن ابھی موجود ہی مانند دوسرے خوارق تمھارے مہدی کے رفت و گذشت نہین ہوگئی کہ اوسکا اور اک مشکل ہوا ور تم جو چاہو سو بنا کر اوسمین نسبت لگاؤ عدد اس عبارت کے موافق قاعدۂ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہی نہ ملفوظہ کا آٹھ سو پچاس ہین اور اگر قال کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیے جاوین نوسو اکیاسی ہوجاوینگے نوسو ایک کسی طرح سے درست نہین ہوتے ہین یا ایک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف نے تیرھوین[۱۳] باب شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دوسرا دعوی سن نوسو تین ہجری مین بایں عبارت ہوا انہ قال بامر اللہ عز و جل انا المھدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہی بلکہ حق تبارک و تعالی نے یہان بھی تمھارا جھوٹ و افترا ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو پچانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اسی کتاب کے سترھوین[۱۷] باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبہ بدلی مین سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ مین بایں عبارت واقع ہوا فقال بامر اللہ انا المھدی یہ مین مراد اللہ اور انھی الفاظ متبرکہ مین حق سبحانہ و تعالی نے تاریخ دعوے آنحضرت کی ظاہر فرمائی یہ بھی غلط ہی بلکہ یہان بھی حق تبارک و تعالی نے تمھارا دروغ بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے نوسو چونسٹھ عدد ہوتے ہین اور اگر قال کو علیحدہ کرین جیسا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہی آٹھ سو تینتیس ہوتے ہین غرض کہ تینون

دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے کے پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست محک امتحان کو پونہچا اب خیال کیا چاہیے کہ اس فہم و عقل پر دینی مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے یہ ایک نمونہ ہی انکے اغلاط کا اگر انکی کتابون کا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہوئے کہ کسقدر بالا بال مزخرفات ہین خطاے چہارم صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ دو شنبے کے روز منبر کہ درمیان رکن و مقام کے ہی کھڑے ہو کر بعد دعوے مہدویت کے تین بار باواز بلند کہا کہ من تبعنی فہو مؤمن انتہی معلوم ہوتا ہی کہ اس رکن نے نہ کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہی نہ کبھی اوسکے نقشے مین غور کیا منبر مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہی درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہی کیونکہ وہ جائے مطاف ہی کہ طواف کرنیوالونکا رستہ ہی وہان منبر کیونکر بن سکتا ہی اور منبر پر کھڑے ہو کر ایسا دعوی باواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوصاً اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا بادشاہان ہند نے بسبب اسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل کیسے ہرگز نہ چھوڑتے خطاے پنجم انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی جنید گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی بد و گواہ راضی یہان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود کے خیال مین آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک دونون گواہ کہ مرید خاص اور الوش خوار مدعی کے ہین کہ پیر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی گواہی مین نامقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمۂ قاضی شریح مین رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرمائے محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن ؑ اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن ؑ آپکے فرزند ہین اونکی گواہی مین قبول نہین کرتا اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی اونکی مقبول ہی لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس دعوی آپ کا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھاوے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت

حکایت مناقشہ جناب مرتضوی کی یہودی کیساتھ قاضی شریح کے محکمہ مین

کرکے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے جب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المومنین میرے واسطے اپنے تابع قاضی کے پاس چل کر گئے اور کچھہ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی جانا کہ دین انہین کا حق ہی اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المومنین کی ہی وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دیکھیے جب قاضی امیر المومنین کے دعوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمہارے دعوے مہدویت مین تمہارے خاص تلمیذ و نکی گواہی پر کب راضی ہوگا خطاے ششم یہ کہ مدعی کی سمجھہ مین یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوئے ہین مدعی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا وہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہوسکتے ہین یہ دونون اس بات پر گواہ ہین کہ تم نے من اتبعنی فہو مؤمن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہی تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا اونکو اسکے باذن اللہ و من عند اللہ ہونے کا انکار ہی اور گواہان مذکور سے اسکی گواہی غیر متصور ہی اگر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمہاری طرح مدعی کشف و الہام کے ہوگئے گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اون مین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دو نے ولایت بتائی اور یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہوئے

گر ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو سے بجاب تینون قدر مشترک مین شریک الدعوی ہین اور مدعی علیہم تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے کیونکہ یہ من وجہ شہادت لنفسہ ہی کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوئی تو انکی ولایت بھی ثابت ہوئی علاوہ یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہی اور صحت اعتقاد صحت مہدویت پر اگر صحت مہدویت انکی ولایت پر موقوف ہووے دور محال لازم آویگا ++

دلیل ہفتم شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہی کہ عن ارطاۃ انہ قال بلغنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان المہدی من ولد فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشہ ثم یخرج رجل من ولد فاطمۃ بنت رسول اللہ علی سیرۃ المہدی بقاؤہ عشرین سنۃ ثم یموت قتیلا بالسلاح اور یہ حدیث خوندمیر پر صادق ہی اور بعضے مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر
بعد بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث ان پر
صادق آئی جواب اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بددیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب ماجاء فی المهدی مین اس حدیث کا نام نشان نہین ہی البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہی چنانچہ رسالۂ مہدی مؤلفۂ مولانا علی القاری اور رسالۂ برہان شیخ علی متقی
مین موجود ہی لیکن چونکہ وہ روایت سراسر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف و
تبدیل کرکے عبارت مذکورالصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ
حضرت رسالت مآب نے فرمایا ہی کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی
جو شخص کہ مجھپر عمداً جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھیرا لے یہ حدیث محدثین کے
نزدیک متواتر المعنی ہی روایات نعیم بن حماد یہ ہی عن ارطاة قال بلغني ان المهدي يعيش
اربعين عاما ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنين
على سيرة المهدي بقاؤه عشرين سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح ثم يخرج رجل
من اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مهدي حسن السيرة يغزو مدينة قيصر
وهو اخر امير من امة محمد صلى الله عليه وسلم ثم يخرج في زمانه الدجال وينزل
في زمانه عيسى بن مريم عليه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پونہچی ہی یہ بات کہ مہدی
رہین گے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلے گا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونو
کانون مین اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر چلے گا اوسکو بیس برس بقا ہی پھر ہتھیار سے
مقتول ہوکر مرے گا پھر نکلے گا ایک مرد اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ
نیک سیرت ہوگا غزا کرے گا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین
پھر اوسی کے زمانے مین دجال بھی نکلے گا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی اب اس روایت کو مہدویون کی
روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کہ کسقدر تحریف اور خیانت کی ہی فقط اتنی بات پر کہ اس قحطانی
مہدوی کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا
کہ بعد بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اوسکا کہ اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کرکے اپنے میان پر جمادیا حالانکہ یہ شخص قحطان عامر
بن شالخ کہ ابو الیمن ہی اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوندمیر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت اونپر جمانے کی ضرورت سے قحطانی بناؤگے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہوجاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوندمیر حسینی
سید ہین ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سب سے میان خوندمیر کے بعد موافق اس
روایت کے وہ دوسرے میان کونسے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھ کم چارسو برس مین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پہونچے اور مصداق اس وعدے کے نہوئے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ
الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ دیا اللہ نے
جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کرے گا اونکو ملک مین
جیسا کہ حاکم کیا تھا اونسے اگلونکو اور جمادے گا اونکو دین اونکا جو پسند کردیا اونکو اور دیگا
اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمکخوار اونکے خیرات خوار
رہے اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ جاکر
اونکو کر برابر ہی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسیکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ
الْمَسْكَنَةُ تم مین ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے
وقت مین دجال کب نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک وہ مع گدھا ایسا
گم ہی جیسا کہ گدھے کے سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰؑ نے کیسا نزول فرمایا انصاف
کرنا چاہیے کہ فقط بیس برس مطابق ہوئے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہووین کچھ ضرور نہین ہی
جیسا کہ ایک شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکاؤ ہی اگر خریدنا منظور ہووے
خرید کیجیے اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر
دکھلایا اور کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہی بہت عمدہ ہاتی ہی اور خلیفہ موصوف کی قحطانیت
سوا ارطاۃ کے اوروں نے بھی روایت کی ہی چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

صدقی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے قیس بن جابر عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے کم نہوگا دلیل ہشتم میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق مہدی وارد شدہ ہست اکثر صاحب فتوحات درکتاب خود آوردہ ہست کقولہ الا ان للہ خلیفۃ یخرج وقد املأت الارض جورا وظلما فیملؤھا قسطا وعدلا یشبہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء اجلی الجبہۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویۃ ویعدل فی الرعیۃ ویفصل فی القضیۃ یخرج علی فترۃ من الدین یزع اللہ بہ ما لا یزع بالقران یاتیہ الرجل یعسی جاملا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر بین یدیہ یعیش خمسا اوسبعا اوتسعا یقفو اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطی لہ ملک یسددہ من حیث لا یراہ یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشہد یصلح اللہ فی لیلۃ یعز الاسلام بہ بعد ذلہ ویحیی بعد موتہ یظہر من الدین ما ھو الدین فی نفسہ ویرفع المذاہب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصہم یبایعہ العارفون باللہ من اہل الحقائق عن شہود وکشف وتعریف الہی لہ رجال الہیون یقیمون دعوتہ وینصرونہ ہم الوزراء یحملون اثقال المملکۃ ویعینونہ علی ما قلدہ اللہ تعالی شعر

الا ان ختم الاولیاء شہید ٭ وعین امام العالمین فقید ٭ ھو السید المہدی من آل احمد ٭ ھو الصارم الہندی حین یبید ٭ ھو الشمس یجلو کل غم وظلمۃ ٭ ھو الوابل الوسمی حین یجود ٭ وقد جاء زمانہ اظلکم وانہ ظہر فی القرن الرابع اللاحق بالقرون الثلثۃ الماضیۃ قرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم الذی یلیہ ثم الذی یلی الثانی ثم جاء بینہما فترات وحدثت امور جواب معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات کے نقل کرنے سے کیا غرض ہی شاید یہ ہی کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مذکور نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہی یعنی عبارت فتوحات مین اقسام کی تحریف وتبدیل کو کار فرمایا کہ کسی جا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

میان خوندمیر نے فتوحات کی عبارت مذکورہ مین کمی بیشی کی اور ترجمہ بار ہواں فتوحات کا لکھا

شعر وسمی مطر ربیع الاول ۱۲ قاموس

بڑھا دیے اور کہین عبارات و فقرات کہ مخالف اپنے دیکھے اوڑا دیے اور کسی جا معنی غلط سمجھے چنانچہ
تفصیل اسکی یہی **تحریف اول** یہ کہ قسطاً و عدلاً کی یہ عبارت اوڑا دی لو لم یبق من الدنیا
الا یوم واحد لطول الله ذلک الیوم حتی یلی ھذا الخلیفۃ من عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من ولد فاطمۃ یواطی اسمہ اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبایع بین الرکن والمقام یعنی اگر نہ باقی
رہے دنیا مگر ایک دن دراز کریگا اللہ تعالی اس دن کو تا آنکہ والی ہووے یہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا قضا متحتم ہی عترت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اس خلیفہ کا نام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی
اس عبارت سے میان مذکور کو کیا خوف تھا کہ صاف کر دیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن و مقام
کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہین آتی ہی اسواسطے اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے
یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور ہوچکا تراش متاخرین
مہدویہ کی ہی کہ انھون نے بمنطوق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند سے یہ حکایت افترا کر کے اپنے مہدی کی
خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی نہ تھی ورنہ خندمیر سے خلیفہ خاص کیونکر مخفی رہتا
اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین سے ہین نقل نکیا
تحریف دوم یہ کہ لکھتے ہین یشبہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات
مین عبارت اسطرح ہی یشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخلق بفتح الخاء
وینزل عنہ فی الخلق بضم الخاء لانہ لا یکون احد مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی اخلاقہ یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا
آنحضرت سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہین ہوتا ہی انتہی اس تحریف سے میان محرف کی غرض یہ ہی کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی
اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی
و برابر سمجھتے ہین برباد ہوجاتا ہی اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہی کہ یہ بھی
مدنظر ہو کہ شیخ اکبر مہدی کو ہمشکل پیغمبر لکھتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور ان
ایام مین بسبب قرب زمانیکے کہ ہزارہا آدمی انکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف مذکور ضرور تھی اور جبکہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نرسے متاخرین مہدویہ نے
اپنی کتابون مین دعوی ہمشکلی سے بھر دین حالانکہ اب بھی انھین کتابون سے مستنبط ہوتا ہی کہ ہمشکل نہ تھے
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہوا کہ انکے مہدی دو موئیہ تھے حالانکہ حضرت رسالت کے
تمام سر مبارک اور لحیۂ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اوسپر شاہد ہین اور اگر اختلاف
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل جسمی بھی انکی کتابون مین موجود ہی چنانچہ
ولی یوسف رسالۂ حجت المنصفی مین لکھتے ہین کہ انکے میران جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیۂ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہی البتہ ایک
صحابی کہ نام اونکا خرباق یا عمیر تھا اونکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے اونکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوٰۃ مین اونکا ذکر صحاح مین موجود ہی تحریف سوم یہ کہ اقنی الانف کے بعد لفظ
مقرون الحاجبین کا کہ وہان نہ تھا بڑھا دیا اور فقرہ اسعد الناس بہ اہل الکوفۃ کا کہ وہان تھا اوڑا دیا
اس فقرے کا کچھہ قصور نہین ہی کہ قابل نکال ڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب
کرتا تھا اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے بڑھکر
سعادت مند ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہی کہ مہدی جونپور سے
اہل کوفہ کہان سعادت اندوز ہوئے تحریف چہارم یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکال ڈالی یاتیہ الرجل فیقول لہ یا مہدی اعطنی و بین یدیہ المال فیحثی لہ فی ثوبہ
ما استطاع ان یحملہ یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہے گا کہ اے مہدی دو مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے مین اوسقدر بھر دیوینگے کہ اوٹھا سکے انتہی
چونکہ یہ شان مہدی خوندمیری کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ انکے مہدی مالک
ملک و مال نہ تھے کہ یہ داد و دہش اونپر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کریگا
مال کو برابر اسکو رہنے دیا اسلیئے کہ انکے مہدی اس مضمون کو بکشاکشی ادا کر لیتے تھے کہ جو کچھہ
بطور خیرات کے اجاتا تھا اوسکو ریزہ ریزہ کر کے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور ہر حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن یہ بھی ایک خلل رہجاتا تھا کہ مصاحبین بعضون کی سفارش کر کے کئی سویہ
دلا دیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھی جیسا کہ ولی یوسف نے لکھا ہی

اور پنج فضائل مین لکھا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین نو سو
دیتے تھے با این ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالہ معارضہ
حدیث فیجئ الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ کی شرح
مین لکھا ہی کہ آیا طرف آپکے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص عطا ہاے
باطنیہ کا پھر بیٹا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتہی
یہ وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خوندمیر اس
کلام کا محمل نپا کر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود انھین کو اسکا
مصداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی سالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین ساٹھ قنطار
اشرفیون کے ایکبار سائلون کو خیرات کر دیے اور ایک وقت بجلانے والے کے وقت مین
ایک تسبیح سو موتی کی ڈالدی کہ ہر دانہ لاکھہ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپیہ یا سواد و روپیہ
کی ہوتی ہی انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر کچھ بھی اسکی اصل ہوتی تم سے
پہلے خوندمیر کو معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی
ہوتی کہ عبارت کے نکالڈالنے کی نوبت پہونچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکھدینا
تھا دوسرے یہ کہ اگر سو اکرور یا سواد و کرور روپیہ کی تسبیح کسی نے تمہارے مہدی کو خیرات
مین نذر کی ہوتی تو اس عجیب غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمھاری کتب نقلیات کا کیا
اعتبار ہی کہ اکاذیب سے مالامال ہین سلاطین و حکام وقت ماننے کے تمہارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دی ملک بملک اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین مانڈو حکام مالوہ
کو کہان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین اور وہ ایک
وفالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا
کہ تین سلطنت یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت
قیمتی پچاس لاکھہ روپیہ کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادرشاہ کے ہاتھہ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت
مین لکھا ہی کہ ساٹھہ قنطار زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی درحالیکہ
اپنے بیٹے نصیر الدین کے حکم سے پابجولانہ طلا مقید تھا یہ کسکی عقل مین آتا ہی کہ مقید مسلسل کو

اسقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ یہ قصہ تینون دعوون مہدویت سے پہلے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دہم سے ظاہر ہی پس یہ داوو ہش بر تقدیر ثبوت بھی علامت مہدویت سے
کچھ علاقہ نہین رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہی کہ اگر یہ نقل سچ ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی
اسواسطے کہ مال بیت المال مین تمام مسلمانون کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے
زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہی اسیواسطے خلفائے راشدین اپنی ذات و اقربا کے واسطے
بھی زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا
سلطان موصوف کی خطا ہی پھر شیخ موصوف کا ایک فی فالی کو کہ بیت المال مین اوسکا حق نہایت
قلیل ہی تسبیح کر و ورد و کرور کی حوالہ کردینا خطائے اول سے بھی بدتر ہی تحریف پنجم یہ کہ
مالا یوزع بالقرآن کے بعد یا تیہ الرجل اپنی طرف سے بڑھا دیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے
کے عبارت مابعد انکے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہی
یمسی جاھلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو بیان
شب اسد تعالی مہدی بناوے گا اوسکی شام تک علم بخیل نے جرأت ہونگے اور صبح کو
سب آدمیون سے زیادہ علم مین اور کرم مین اور شجاعت مین ہوجاوینگے یہ موافق ہی حدیث
امام احمد و ابن ماجہ کے کہ المھدی من اھل البیت یصلحہ اللہ فی لیلۃ یعنی مہدی اہل بیت سے
ہین درست کردے گا اونکو اسد تعالی ایک شب مین چونکہ یہ بات انکے مہدی او عالی کی حال
کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب مین مرقوم ہی کہ انکے مہدی ما در زاد
ولی تھے او شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس مین حافظ قرآن ہوکر بارہ برس کی عمر تک
تمام علوم سے فارغ ہوکر باتفاق علما نواحی داناپور کے ملقب یا سد العلما ہوچکے تھے اور
ہمراہ سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھ راجہ دلپت راؤ کے جنگ سخت کرکے اوسکو مع فیل
سوار کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کردیا تھا پس ان پر یہ حدیث صادق
آتی ہی نہ عبارت مذکورۂ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ الرجل
کو عبارت فتوحات کے اول مین لگا دیا تا کہ معنی یہ ہوجاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس
آوے گا اوسکا یہ حال ہووے گا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

اشجع ہوجاوے گا انصاف کیجیے کہ کیسا بڑا کذب و افترا ہی کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات بنا کر دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا با اینہمہ انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین استغفر اللہ العظیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے چلے آتے ہین اور ایسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین **تحریف ششم** یہ کہ بعد من حیث لا یسراہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل و یقوی الضعیف فی الحق او یقری الضیف و یعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور قوت دیگا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب حق پر انتہی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرونکا بار اوٹھانا صاحبان ثروت و حکومت کا کام ہی اور مہدی اعائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین انپر انواع و اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت سے کنارہ کشی مناسب سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پر نہین صادق ہی یعنی چلے گی نصر سامنے اس خلیفہ کے کہ جدھر متوجہ ہوگا منصور ہوگا اگر منصور ہی اسی کا نام ہی کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہی انھین کو مبارک ہو **تحریف ہفتم** یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مادبۃ اللہ بمرج عکاء یبید الظلم واہلہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام یعنی فتح کرے گا یہ خلیفہ مدینۂ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحق کے حاضر ہوگا جنگ کلان مین بمقام مادبۂ الٰہی چراگاہ شہر عکا کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو اور پھونکے گا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکالنے کی وجہ ظاہر ہی کہ سراسر انکے مہدی کی تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینۂ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار مسلمان اولاد آدم کے جمع ہو گئے چہ جائے اولاد اسحق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکا مین واقع ہوا کہ وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ بشکل مظلومون کے ہمیشہ پھرتے رہے **تحریف ہشتم** یہ کہ بعد لفظ بعد موتہ کے یہ عبارت

نکالڈالی یضع الجزیۃ ویدعو الی اللہ بالسیف فمن ابی قتل ومن نازعہ خذل
یعنی موقوف کریگا جزیے کو یعنی جزیہ لیکر کفر پر کافرون کو نچھوڑدیگا جیسا کہ اب معمول
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسی علیہ السلام کے جاری کریگا اور دعوت کریگا طرف اللہ تعالی
کے بزور شمشیر پس جسنے انکار کیا مارا جاویگا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہی اس
عبارت کے حذف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو جھٹلاتی ہی کیونکہ اونکو کافرون سے قدرت
جزیہ لینے کی کہان ہوئی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانون سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے تھے
مگر اللہ تعالی نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دست رس نہ دی حال تمنا کا انصاف نامے
کے باب چہارم مین مسطور ہی کہ میران ٹھٹھہ مین دعوت کر رہے تھے کہ ایک ملا نے اپنے فرزند کو
سامنے کرکے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالی قوت دیگا تو ہم اسسے جزیہ لیوینگے
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہان تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول کہان
ہوا بلکہ انھین کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول و مخذول ہوتے رہے بلکہ
خود میان تحریف باز مع رفقا و اقربا گجرات مین مقتول ہوے تحریف نہم یہ کہ یرفع المذاہب
او ولا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان مین لفظ من الارض کا تھا اوسکو
نکالڈالا اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھاوینگے سب مذہبون کو روے زمین
پس باقی نرہیگا مگر دین خالص اور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہین ہی کیونکہ انھون نے
روے زمین سے مذاہب کہان اوٹھاے مذاہب مختلفہ اب تک روے زمین پر موجود ہین چنانچہ
ایک مذہب مہدویون کا انکے سبب بڑھ گیا البتہ اپنے مریدون مین سے سب مذہب
اوٹھا ڈالے اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسپر ہم ہین یہ ہر ایک سے ہوسکتا ہی اور ایسا
سمجھ لیتے ہین کہ کل حزب بما لدیہم فرحون ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد یہ معنی
رفع خانگی کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوئے نہین درست تھے اسواسطے اوسکو حذف
کردیا تحریف دہم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت نکالڈالی اعداءہ
مقلدۃ العلماء اہل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما ذہبت
الیہ ائمتہم فیدخلون کرہا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطوتہ ورغبۃ

فیما لدیہ یعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علمائے مجتہدین کے کیونکہ حکم اس امام کا اپنے
ایمۂ مجتہدین کے خلاف دیکھین گے پھر داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے بخوف شمشیر و غلبہ
امام کے اور بسبب رغبت و طمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال و دولت وغیرہ انتہی اسی سبب سے بعد اوسکے
فرمایا کہ یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصہم یعنی خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر
خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین متعصب ہین بالجملہ یہ عبارت بھی خوندمیر کے مہدی کی تکذیب
کرتی ہے اسواسطے اوسکا حذف کرنا مصلحت تھا کیونکہ نہ انکے مہدی کے پاس شمشیر تھی او نہ علمائے مخالف
بخوف شمشیر اونکے زیر فرمان ہوئے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف بازدہم
یہ کہ بعد یعینونہ علی ما قلدہ اللہ تعالی کے اس قدر عبارت حذف کردی ینزل علیہ عیسی ابن مریم
بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مہروذتین متکئا علی ملکین ملک عن یمینہ
وملک عن یسارہ یقطر رأسہ ماء مثل الجمان یتحدر کانما خرج من دیماس والناس
فی صلوۃ العصر یتنحی لہ الامام فیتقدم فیصلی بالناس یؤم الناس بسنۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المہدی الیہ طاہرا
مطہرا وفی زمانہ یقتل السفیانی عند شجرۃ بغوطۃ دمشق ویخسف بجیشہ
فی البیداء بین المدینۃ ومکۃ حتی لا یبقی من الجیش الا رجل واحد من
جہینۃ یستبیح ہذا الجیش مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ثلثہ
ایام ثم یرحل یطلب مکۃ فیخسف اللہ بہ فمن کان مجبورا من ذلک
الجیش مکرہا یحشر علی نیتہ القرآن حاکم والسیف مبسل
ولذلک ورد ان اللہ یزع بالسلطان ما لا یزع بالقرآن یعنی نازل ہونگے
امام مہدی پر عیسی ابن مریم منارۂ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل بزردی پہنے ہوئے
تکیہ دیے ہوئے دو فرشتون پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائین طرف سے سر سے
قطرات عرق مانند چاندی کے موتیون کے ٹپکتے ہوئے کہ بہتے بھی ہون گے یعنی سر جھکانیکے وقت سر کے
بالون سے قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرنیکے وقت جسم پر بہنے لگین گے گویا کہ حمام سے
برآمد ہوئے ہین اور لوگ نماز عصر کی تیاری مین ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام کے

واسطے ہٹجاوینگے پیچھے کو اور آگے بڑھ کر لوگون کو نماز پڑھاوینگے حضرت عیسیٰ آدمیون کی امامت کرینگے طریقۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑ دینگے شکل صلیب کو کہ جسکو نصاری گلے مین ڈالتے ہین اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا اللہ تعالیٰ امام مہدی کو اپنی طرف طاہر مطہر اور اونکے زمانے مین مارا جاوے گا سفیانی نزدیک ایک درخت کے مقام غوطۂ دمشق مین اور زمین مین دھنسا دیا جاویگا لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہان تک کہ نہ باقی رہیگا لشکر مین سے مگر ایک آدمی قبیلۂ جہینہ کا اور یہ لشکر تین روز تک مدینۂ رسول مین لوٹ مار مباح کریگا پھر چلیگا ملک کے ارادے پر پس دھسا دیگا اللہ تعالیٰ اوسکو پس جو شخص کہ بطور مجبوری کے اس لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار بلند کرنیوالی ہوگی دین کو اور اسیواسطے وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے اوسقدر باز رکھتا ہی کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہی انتہی یعنی بسبب خوف شمشیر سلطانی کے اکثر خلق شریعت پر ہموار ہو جاتی ہی اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور نیز یہی معلوم ہے کہ منارۂ بیضا شرقی دمشق کہ جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اوترینگے وہین ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہی اور حالا اوس مسجد کا منارہ اذان ہی اور پچھتر مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز پچیس مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت اوسپر اذان کہتے ہین دوسرا حارة النصاری یعنی محلۂ نصاری مین جانب شرقی دمشق واقع ہی یہ بھی نہایت کلان اور سفید رنگ ہی راقم السطور نے اوسپر چڑھ کر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مد نظر مین تھا اور غوطۂ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فرودگاہ عیسوی جانتے ہین اور غوطۂ دمشق ایک زمین ہی فناے دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات و زراعات سے معمور ہی کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہی اور دمشق اور غوطۂ دمشق کی تعریف حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہی مذکور ہی بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر سبب تخریب و تکذیب مہدی جونپوری کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کر دیا تحریف دوازدہم تحریف معنوی ہی کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور اپنے مطلب کے موافق کچھ معنی غلط تجویز کر کے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تائید مین نقل کیا

ذکر منارۂ بیضا و غوطۂ دمشق

بارھوین تحریف معنوی اشعار فتوحات

ورنہ اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
کر دیتے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین کہ اگر میان نہ سمجھے
کاش میان کے معتقدین سمجھ جاوین الا ان ختم الاولیاء شهید ٭ وعین امام
العالمین فقید ٭ یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہونگے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ہوگی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
کہ وہ شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین اور امام مہدی
شیخ کے نزدیک نہ خاتم الولایت المطلقہ ہین اور نہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
وغیرہ تصانیف شیخ مین جابجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھ ۳۶۶ مین کہ جہان سے
یہ عبارت خوندمیر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
خدا کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص نہ انکے زمانے مین ہوگا نہ اون کے بعد ہوگا پس
وہ اور قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور شمشیر اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
اور ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین بخوبی آوے گی
انشاء اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
کہ هو السید المهدي من آل احمد ٭ پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
حاضر و زندہ رہینگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرما کر مفقود ہو جاوینگے اور یہی مضمون
شیخ نے ماقبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ یؤم الناس بسنة محمد ~~ی~~ یکسر
الصليب ويقتل الخنزير ويقبض الله المهدي اليه یعنی عیسی آدمیون کے
امام ہون گے طریقہ محمدی پر توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کر لیوے گا
اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
ہین ٭ هو السيد المهدي من آل احمد ٭ هو الصارم الهندي حين يبيد
یعنی وہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ٭ وہ تیغ ہندی ہی جسوقت
کہ ہلاک کرتا ہی یہ اگرچہ بڑے میان کے علم و فہم کا ذکر ہی لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
میان کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان رسالہ معارضہ مین

اسی مصرع سے ثابت کرتے ہین کہ مہدی کی جا تولد مہند ہی اور معنی یہ کہتے ہین کہ مہدی تلوار مہند
کی ہی جبکہ ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے اوستاد پر کہ جسنے انکو لغت و صیغہ دانی مین ایسا چالاک
کردیا ہی کہ مُہَنَّد اور مُہَنِّد مین کچھ فرق نہین جانتے ہین کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے
ہین اور مادہ بید اور بدو کو ایک جانتے ہین یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی مین یہ کمال ہی
کہ تیغ ہندی مہدی کو بطور تشبیہ کے کہا ہی اوس سے سمجھے کہ مہدی حقیقت مین ہندی ہین عربی
نہین ہین تو لازم ہوا کہ اپنے مہدی کو تیغ بھی حقیقۃً سمجھین انسان کہین اور یہ خبر نہین ہی کہ کعب بن
زہیر نے قصیدۂ بانت سعاد مین رسول خدا کو تیغ ہندی باندھ کر روبرو سنایا شعر اِنَّ الرَّسُوْلَ
لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ ٭ مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ الْہِنْدِ مَسْلُوْلٌ ٭ اور حضرت نے اسمین بسبب
تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ اور مہند کہ معنی تیغ ہندی کے ہی
اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی ہین شعر ہُوَ الشَّمْسُ یَجْلُوْ کُلَّ غَیْمٍ وَظُلْمَۃٍ ٭ ہُوَ الْوَابِلُ
الْوَسْمِیُّ حِیْنَ یَجُوْدُ ٭ یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو وہ باران بہار ہی جس وقت
کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے مین اتنی خیانت نکریگا جیساکہ
میان کی ہی جب کسی کا کلام نقل کرتے ہین اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہین تو بلا خیانت
و تحریف اوسکو نقل کرتے ہین نہ یہ کہ اسقدر انتخاب بیجا کرین کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود ہوجاوے
اور بلا ذکر و اشارہ انتخاب اوسکی طرف نسبت کردین کہ اوس کتاب مین اوسکے مصنف نے ایسا
لکھا ہی تاکہ لوگ سمجھین کہ اوسکی راے بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کہلاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے
ہین تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کرسکتا ہی کہ مین قطب ہون یا غوث ہون یا مہدی ہون اور
فلانی کتاب سے میرے دعوی کا ثبوت ہوسکتا ہی پس صفات منافیہ کو حذف کرکے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کردیا کرے
اس قسم کی نقل کا سواے کذب و افترا کے کچھ نام نہین ہی پس اس تحریفات کے نقل کرنیسے دو مقدمے محقق ہوے
مقدمۂ اول دروغگوئی میان خوندمیر کی خصوصاً تحریف دوم مین کہ سراسر جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات
کہتے ہین کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہونگے خلق بضم الخا مین حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ خلق بضم الخاء
مین حضرت سے مہدی کم ہونگے اور خلق بفتح الخا مین مشابہ ہونگے اور اسیطرح تحریف پنجم مین ہاتیہ الرجل کا لفظ اپنے
دل سے بنا کر صاحب فتوحات کی طرف نسبت کردیا اسکے سوا انکے نقل کلام مین اس قسم کی بہت کذب بیانی مثل مہدی موعود وغیرہ مین ہین

کہ استیعاب اسکا موجب تطویل ہی پس معلوم ہوا کہ باوجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکبر دینا جیسا کہ انکے حق مین مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور سید انجی بن سید سلام اللہ وغیرہ مہدویون نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمے مین مطلوب ہی تو فرمان امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت کیا کہ امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُو رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ اللہ تعالی کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نہ کہے گا بعد میرے کوئی اس کلمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک صدیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہی بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے ہونگے اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت مین ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر ہین اور حقیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ **مقدمۂ دوم** بطلان مہدویت انکے مہدی ادعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ یہ مہدی نہین ہین اور انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو یہ لوح محفوظ مین مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین ہوسکتے ہین کہ لا یخطی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نہ کرے گا **دلیل نہم** وہی میان سید اوسی مکتوب ملتانی مین اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ در صفت وزرائے مہدی علیہ السلام می گوید وھم علی اقدام رجال من الصحابۃ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ وھم من الاعاجم ما فیھم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربیۃ لھم حافظ لیس من جنسھم ما عصی اللہ قط ھو اخص الوزراء وافضل الامناء یعنی وزرائے مہدی صحابۂ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان میں اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اونھون نے سچ کر دکھایا جسپر قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا قوم عجم سے ہین کہ اونمین کوئی نہین ہی عربی لیکن بات نکرتے ہونگے مگر زبان عربی مین اونکا ایک نگہبان ہی کہ اونکی جنس سے نہین ہی اوسنے کبھی خدا کی نافرمانی نہین کی وہ خاص تر وزرا کا ہی اور افضل امینونکا ہی انتہی بیان مذکور کی غرض یہان اگرچہ بظاہر یہی کہ وزرائے مہدی کے صفات

مذکورہ بالا سب وزراے مہدی جونپور مین موجود ہین پس مہدویت اونکی بخیتہ ہوئی لیکن حقیقت مین
اپنی تعریف و مدح خوانی منظور ہو کہ آپ اخص الوزرا ہین مگر اس کلام کا صادق آنا ان بزرگ کے
وزرا پر عموما اور میان مذکور پر خصوصا محال ہی اسواسطے کہ لا یتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر
کرتا ہی کہ کبھی بات سواے عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفاے مہدی جونپور اسکے بالعکس تھے کہ ہمیشہ زبان
گجراتی اور پوربی مین بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین اس عبارت کی
ایسی توجیہ کی ہی کہ کچھ انکی سمجھ مین بھی نہ آوے گی یعنی لا یتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت
اظہارہ اسواسطے کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہی نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار
قرآن سے اگر مراد تلاوت قرآن ہی تخصیص کسی وزراے مہدی کی لغو ہی کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی مین
پڑھتا ہی نہ عجمی مین علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہین کہتے ہین تکلم بول چال محاورے کا نام ہی اور اگر مراد
وعظ قرآن ہی تو خلفاے مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان مین کیا کرتے تھے نہ
عربی مین اور طرفہ یہ ہی کہ یہان سب عجم بن گئے اور جہان حدیث یملک العرب کی توجیہ کرتے
ہین تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے
مراد زمین عرب نہین ہی بلکہ قوم عرب ہی اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہین عرب
ٹھیرے مہدی جونپور مالک عرب ٹھیرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہین ہی اب باقی یہ
رہا کہ اخص الوزرا کہ کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہی اگر میان محمود بیٹے مہدی کے ہین اونکی
نسبت گناہی کیونکر ثابت ہو سکتی ہی کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ
باب دوم مین گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ لعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے کے
باب نہم مین مذکور ہی اور اخص الوزرا کی شان یہ ہی کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہوا ہو نہ یہ
کہ مدت تک فعل ملعون کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہو جاوے اور اگر خود میان خوندمیر
وزیر کبیر ہین جیسا کہ یلقب انکی کتابون مین بھی موجود ہی تو قطع نظر اون معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے
سرزد ہوئے ہونگے منجملہ اونکے جانور لڑانا ہی کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوہ بازی اور مینڈھا بازی
وغیرہ مین مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین لکھا ہی بعد بیعت بھی ان سے گناہ
سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ بھی دلیل ہشتم مین جو دکذب صریح کہ جمیع ادیان و مذاہب مین گناہ بدہی

بیان گناہون میان محمود و میان خوندمیر وغیرہ کا

مذکور ہو چکے ہین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جب سید حمید فرزند مہدی کی شادی غالب خان
کی لڑکی سے ہوئی میان خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھڑوائی کہ لوگون کو گھر جلنے کا
خوف ہوا اور سوا اسکے کوئی ایسے اعلی مہدی جونپوری کے مریدون مین نہین ہی کہ وزیر اعظم
ٹھیرے حالانکہ دوسرے خلفانے بھی اقسام کے خون وفساد کرنیکے بعد ملازمت شیخ کی اختیار
کی ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خلیفہ با اختصاص میان نعمت ساتھ اکابر گجرات ایک
حبشی کو قتل کرکے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہوئے ہین
ایسے لوگ مہدی کے اخص الوزرا نہین ہوسکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شعر وزیری چنین شہریارے
چنان ✤ جہان چون نگیرد قرار چنان ✤ علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ وزرا
مہدی عجم ہین اور حافظ الوزرا اونکی جنس سے نہین ہی اور یہان شیخ جونپوری کے تمام وزرا
ہم جنس وعجم ہین غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہین کرتی ہی بلکہ تکذیب کرتی ہی اور
اگر سیاق عبارت پر نظر کی جاوے تکذیب زیادہ تر ہو جاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ یہی وزرا
مہدی صدق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ روم کی
گرا دینگے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی بس بغیر
تلوار کے فتح کرینگے انتہی اور ظاہر ہی کہ یہ شہر زمانہ مہدی موضوع نے کبھی خواب مین بھی
فتح نکیا پس شیخ اکبر ان وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدویت کے منکر ہین دلیل دہم
میان خوندمیر اوسی مکتوب مین ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیر ومرشد کے بیان ختمیت
اور اثبات خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہی الختم ختمان ختم یختم اللہ بہ الولایۃ
مطلقا وختم یختم اللہ بہ الولایۃ المحمدیۃ فاما ختم الولایۃ علی الاطلاق فهو عیسی علیہ السلام فهو الولی
بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان هذہ الامۃ وقد حیل بینہ وبین نبوۃ التشریع والرسالۃ
فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعدہ فکان اول هذا الامر نبی وهو ادم
واخرہ نبی وهو عیسی اعنی نبوۃ الارث فیکون لہ یوم القیمۃ حشران حشر
معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولایۃ المحمدیۃ فهی لرجل یجیء من المهند فی اخر
الزمان فهو رجل اجل الجبهۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یشبہ فی الخلق بضم الخاء

مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم لا یشبہہ فی الخلق بفتح الخاء یصلحہ الله فی لیلۃ
او فی یومین ویکون لہ العلامات الکثیرۃ کما اخبر رسول الله صلی الله علیہ وسلم
فی بعض الاحادیث وقد رایت العلامۃ التی اشار بہا الرسول علیہ السلام
اخفاہا الحق فی ذات المہدی عن عیون الناس وکشفہا لی حتی رایت خاتم الولایۃ
منہ وہو المہدی الذی یختم بہ الولایۃ المقیدۃ المحمدیۃ یخرج فی اخر الزمان
مع العلامات التی اخبر بہا النبی صلی الله علیہ وسلم لا یعرفہا کثیر من الناس
ولا یؤمن اکثرہم بہ وقد ابتلاہ الله تعالی باہل الانکار علیہ فیما یتحقق بہ
من الحق فی سترہ وکما ان الله ختم بمحمد صلی الله علیہ وسلم نبوۃ التشایع کذلک ختم
الله بالمہدی الولایۃ التی تحصل من الارث المحمدی لا التی تحصل من سائر الانبیاء
فان من الاولیاء من یرث ابراہیم وموسی وعیسی فہولاء یوجدون بعد ہذا
الختم المحمدی ولا یوجد ولی بنسبۃ الولایۃ المحمدیۃ ہذا معنی ختم الولایۃ المحمدیۃ
واما ختم الولایۃ العامۃ الذی لا یوجد ولی بعدہ فہو عیسی علیہ السلام
انتہی یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھویں فصل میں مسطور ہی
لیکن میاں مذکور نے یہاں نہایت تحریف وتبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کام سے خود بخود
منفعل ہوکر کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ راز ایک نہ ایک روز فاش ہوجاویگا
اب عبارت فتوحات لکھی جاتی ہی تاکہ عقلاے انصاف پسند دونوں کو مطابق کرکے دیکھیں کہ
کسقدر خیانت کی گئی ہی شیخ اکبر مقام مذکور میں فرماتے ہیں الختم ختمان ختم یختم الله
بہ الولایۃ وختم یختم الله بہ الولایۃ المحمدیۃ فاما ختم الولایۃ علی الاطلاق فہو
عیسی علیہ السلام فہو الولی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ہذہ الامۃ وقد
حیل بینہ وبین نبوتہ التشایع والرسالۃ فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی
بعدہ بنبوۃ المطلقۃ کما ان محمدا صلی الله علیہ وسلم خاتم النبوۃ لا نبوۃ
تشایع بعدہ وان کان بعدہ عیسی من اولی العزم من الرسل وخواص الانبیاء
ولکن زال حکمہ من ہذا المقام بحکم الزمان علیہ الذی ہو لغیرہ فینزل ولیا

ذا نبوة مطلقة يشركه فيها الاولياء المحمديون فهو منا وهو سيدنا فكان اول هذا الامر نبي وهو آدم وآخره نبي وهو عيسى اعني نبوة الاختصاص فيكون له يوم القيمة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية المحمدية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلاً ويداً وهو في زماننا اليوم موجود عرفت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ورايت العلامة التي له قد اخفاها الحق فيه عن عيون عباده وكشفها الي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه وهو خاتم النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل الانكار عليه فيما يحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا الختم المحمدي وبعده فلا يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا معنى خاتم الولاية المحمدية واما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى عليه السلام انتهى یعنی ختم دو ہین ایک ختم ہی کہ بسبب اوسکے اللہ تعالی ولایت مطلق کو ختم کریگا اور ایک ختم ہی کہ ختم کریگا اللہ تعالی بسبب اوسکے ولایت محمدیہ کو پس لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہین پس وہ ولی ہین بنبوت مطلقہ زمانہ اس امت مین اور تحقیق حائل کیا گیا ہی درمیان اونکے اور درمیان نبوت تشریع اور رسالت کے پس اوترینگے آخر زمانے مین وارث محمدی وخاتم ہوکر کہ کوئی ولی بعد اونکے بہ نبوت مطلقہ نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد اونکے نبوت تشریع نہین ہی اگرچہ بعد آنحضرت کے عیسی سولون اولی العزم اور خاص انبیا سے ہین لیکن زائل ہوگیا ہی حکم اونکا اس مقام سے بسبب حکم کرنے زمانے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے کے ہی یعنی انقطاع نبوت تشریع کا زمانہ دولت محمدی مین پس اوترینگے ولی ہوکر صاحب نبوت مطلقہ کہ شریک ہوئے ہین اونکے اس میں تمہین اولیاء محمدیہ پس وہم مین سے ہوئے اور ہمارے سردار ہین

پس ہوئے اول اس امر مین یعنی ابتداے سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر مین
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر بہ نبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے
نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقۂ مذکورۃ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک
قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی
انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسی کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے
ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس یہ مرتبہ ایک مرد کو ہی
قوم عرب سے کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آ چکے دن موجود
ہی مینے پہچانا اوسکو سنہ ۵۹۵ پانسو پچانوے مین اور دیکھی مینے اوسکی وہ علامت کہ چھپایا ہی
اوسکو اللہ تعالی نے اوس ہین بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شہر فاس مین یہانتک کہ دیکھی مین نے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقہ
ہی نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ اوپر
انکار رکھتے ہین اوس چیز مین کہ اوسکو تحقق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الہی
کی قسم سے اور جیساکہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریع کو ایسی
ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی
دوسرے انبیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام
کے پس یہ اولیا پائے جاوینگے سواے اس ختم محمدی کے اوس ملنے مین اور بعد اوسکے پس
نہ پایا جاوے گا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہووے یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے
اور لیکن ختم الولایت کہ جنکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اب
ملاحظہ کیجیے کہ بعدکا ولی بعدہ کے جو عبارت کہ حذف کردی اختصار ہی کچھ مضایقہ نہین
ہی لیکن نبوۃ الاختصاص کی جاے پر کہ نبوۃ الارث کردیا سبب اوسکا بیخبری ہی اصطلاح
فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص بمعنی نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اصطلاحاً اور اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم و عیسی کی شرح کی کہ اعنی نبوۃ الاختصاص اور بہتر اس سے یہ تھی کہ نفی اول کے بعد

عبارت شیخ کو اوڑا کر اپنی طرف سے یجیئ من الھند الخ بڑھا دیا کہ افترا محض ہوا اسواسطے کہ شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مرتبہ خاتمیت ایک شخص عرب کو حاصل ہی کہ وہ آج اس عصر مین موجود ہی اور مین فلانے سن مین اوس سے شہر فاس مین ملا ہون اور علامات اوسکی پہچانا ہون اور میان نے مہدی کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک شخص کے واسطے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین و چنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہی کہ اخفاھا الحق کے بعد لفظ فیہ کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کی طرف راجع تھی وہان فی ذات المھدی اتار دیا حالانکہ اصل سخن مین مہدی کا نام بھی نہین ہی اور کشفھا لی کے بعد بمدینۃ فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وھو خاتم النبوۃ المطلقۃ کی جاے پر وھو المھدی الذی الخ لکھدیا اور بالخلق المھدی کی جاے پر بالمھدی کر دیا اسکے سوا اور بھی کئی جاے پر افراط و تفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہی یہ سب تحریفات بالالبتہ نہایت خدع و کذب کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا تو طریقہ دیانت و راستبازی کا یہ تھا کہ مسئلہ کم و کاست نقل کر دیتے کہ لوگ دہوکا نکھاتے اور اگر اپنی رای اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان فارسی سے کہ جس مین تصنیف کتاب ہی اپنی راے اور کشف بیان کر دینا تھا تاکہ لوگ سند و دلیل نہ سمجھتے کیونکہ اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہو سکتا ہی سواے اسکے اور عبارات بھی اس بزرگ نے اوسی رسالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جاوے کلام طویل ہوتا ہی اسواسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خرواری باشد و اندکی دلیل بسیاری جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین بے موقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھہ خاک اوڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین اس قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعۂ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے بیجا جو زبان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین اشعار

سیاہان کہ تاراج رہ می کنند ✤ بہ زردی جہان را سیہ می کنند ✤ بروز آتشی بر نیارند گرم ✤ کہ دارد ہمی دیدہ از دیدہ شرم ✤ بپیران نگر تا بروز سپید ✤ قلم چون تراشند از مشک بید ✤

دلیل یازدہم وہی میان اوسی مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین کہ حق تعالی در کلام خویش بحوالہ
یعنی اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ ندای بلسان المہدی و آیات دیگر ہم حجت فرمودہ ہست کما قال سبحانہ تعالی
اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ تا اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ و دیگر قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ
عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ و دیگر قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ
شَھَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَھِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ
بَلَغَ و دیگر فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ و دیگر وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ
اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ
نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ و دیگر
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ جَنّٰتُ
عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُھُمْ فِیْھَا
حَرِیْرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرُ الَّذِیْٓ
اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَۃِ مِنْ فَضْلِہٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْھَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْھَا لُغُوْبٌ و دیگر
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ
الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ
لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا
تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا
وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ و دیگر ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ

دلیل یازدہم آیات کثیرہ مین تحریف معنوی کرکے اپنے دلائل صدق جانتا حالانکہ دعوی سے اصل نے دلیل کی قسم سے ہے

رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ
قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ و آیات دیگر بسیارست بر صدق
وی دلالت می کنند و اقوال صحابه رضوان الله علیهم اجمعین نیز بی شمارست که بر صحت ثبوت
آن گواهی میدهند چنانچه قول امیر المومنین علی کرم الله وجهه بر همین معنی وارد شده **اشعار**

بني اذا ماجاشت الترك فانتظر + ولاية مهدي يقوم فيعدل + وذل ملوك
الظلم من آل هاشم + وبويع منهم من يلذ ويهزل + صبي من الصبيان لا رأي
عنده + ولا عنده جد ولا هو يعقل + فثم يقوم قائم الحق منكم + وبالحق يأتيكم
وبالحق يعمل + سمي رسول الله نفسي فداؤه + فلا تخذلوه يا بني وعجلوا + اور عالم میان

نے استفتائے کبیر میں لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم اللہ تعالی
کا اس بندہ کو ہوتا ہی کہ آیت اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ آخر تک خاص تیری ذات کے
حق میں فرمائی ہی یعنے مراد لفظ مَنْ سے اَفَمَنْ كَانَ میں خاص ذات تیری ہی اور یہ بھی
دعوی کیا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا آخر تک تیری قوم کے حق میں ہی اور کہا کہ مراد ظالم لنفسہ سے اندک فنا رکھنے والے
ہین اور مقتصد سے نیم فنا رکھنے والے اور سابق بالخیرات سے تمام فنا رکھنے والے مراد ہین
اور جو شخص کہ اس تین مرتبے سے باہر ہی گروہ اس بندہ سے نہین ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی
کہ آیت قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ میں مراد من سے
خاص ذات تیری ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ میں مراد ہماری یہ ہی
کہ تیری زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کرین اور شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین
لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ فَاِنْ حَاجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ
وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ اور يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ
مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ
اتَّبَعَنِيْ یہ تمام من کہ ان آیات مین وارد ہوئے ہین مراد ذات تیری ہی فقط لا غیر اور باب اکتیسوین

لکھا ہی کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی
جنوبھم الآیہ ای سید محمد یہ آیت فقط تیرے گروہ کی شان مین ہی پھر کہا میران نے جیسا کہ قوم
موسی کا خطاب یہود اور قوم عیسی کا خطاب نصاری اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان ہی
ہماری قوم کا خطاب اولو الالباب ہی انتہی اور سترھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے خوندمیر کو کہا
کہ تمھاری خبر حقتعالی نے اپنے کلام مین دی ہی کہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ سینہ خوندمیر
فیھا مصباح تجلی حق تعالی المصباح فی زجاجۃ دل خوندمیر الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد
من شجرۃ مبارکۃ شجرہ ذات بندہ کہ جو تھے آسمان پر نام بندے کا سید مبارک نام ہی زیتونۃ
لاشرقیۃ ولا غربیۃ یعنی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار یعنی
ذات تمھاری بسبب قابلیت فیض الہی کے چاہتی تھی کہ بلا واسطہ روشن ہو جاوے لیکن بواسطے
مہدی کے نور علی نور ہو گئی یھدی اللہ لنورہ من یشاء مراد من سے خاص ذات بندے کی
ہی فقط لاغیر اور سترھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے دعوی کیا کہ حق تعالی سے مین نے معلوم کیا کہ
اسی قسم کے اٹھارہ آیات بعضے حق ذات مہدی مین اور بعضے انکے گروہ کے حق مین ہین اور
وہ مہدی یمین ہون اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز وعظ مین ملا علی
فیاضی سے پوچھا کہ مفسران سلف آیت ثم ان علینا بیانہ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا نے کہا
بعضون نے یہ بیان زبان صدیق پر حمل کیا اور بعضون نے زبان فاروق یا عثمان یا علی پر
پھر اختلاف کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تھے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہی
درست نہین ہوتے ہین پھر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا
لیکن معنی اضافت علینا کے کہ مانند ید اللہ کے ہی سوا مصطفی کے کسی پر درست نہین ہوتے
ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہو کر کہا کہ ما یعلم تاویلہ الا اللہ اور
بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالی عرش پر تجلی فرما کر بیان فرماوے گا میران نے کہا
کہ یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن اوس دن بیان سے کیا فائدہ ملا علی نے کہا
کہ آپ فرمائیے میران نے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا نے کہا کہ یہ معنی مبرا ہین سب
اعتراضات سے اور حق ہین انتہی ملخصًا جواب مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ

رنگ پکڑتا ہی اس ملا کی عقل بھی بدولت تصدیق ان بزرگ کے چکر مین آگئی ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اسکو
مشکل ہو گیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھیرا دیا کہ مَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگا اور آیت مین ثم ملانے
غور کیا نہ اوسکے معنی تامل کرکے دیکھا کہ اوس مین کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہی
آیت یہ ہی کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ؕ یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو
سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمھارے دل مین قرآن کو جمع کر دینا اور تم اوسکو پڑھ دینا پھر جب
ہم پڑھنے لگین یعنی جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو
کھول بتانا یعنی معنی بیان کر دینا شان نزول اسکی یہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے
بھولنے کے خوف سے اوسکے پڑھنے کے ساتھ حضرت جی ہی مین پڑھنے جاتے اور کہین یہ
معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جبتک پہلا لفظ کہین اگلا سننے مین نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہین سننا ہی چاہیے پھر جی مین یاد رکھوانا پھر زبان سے
پڑھوانا لوگون مین ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہین یہ بی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت
پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہان ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ بعد ذکر قرأت کے وارد ہی پس اوسی سے
مؤخر چاہیے یعنی قرأت سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا مذکور آیت
مین ہرگز نہین ہی پس یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے مین درست نہین ہوتے ہین سراسر
نادرست وغلط فہمی ہی ثم کو سیکڑون برس کی تاخیر درکار نہین ہی اور نہ اوسین یہ شرط ہی کہ بعد
انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم
چنانچہ شواہد اسکے بے شمار ہین چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہین اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى الآیہ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا
تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا الآیہ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ
ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ الآیہ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ الآیہ فَتَوَلّٰى
فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ۝ كُنْتُمْ تَسْعَوْنَهَا

مَنَافِعُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۝ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُهَدَآءَ الایہ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ الایہ فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓی اِلَی الظِّلِّ الایہ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَۃً الایہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا الایہ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ الایہ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ الایہ اسکے سوائے اور بہت نظائر اور شواہد قرآن و حدیث وکلام عرب مین موجود ہین کہ نہ اوس ملا کو یاد آئے نہ میران کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کرلیا اور یہ انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کب انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضرور ہی بلکہ ثم بعضے وقت ایک لحظہ کی تاخیر کے واسطے بھی آتا ہی جیسا کہ اس آیت مین فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ ۝ کہ یہ ایک ہی مجلس کا ذکر ہی کہ پہلے قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلون مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تمھین ظالم ہو پھر سرنگون ہوکر خجالت سے حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو توجانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیت مین بھی ایسی ہی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا الآیہ یعنی تونے نہ دیکھا کہ اللہ ہانکلاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ پرتہ یہ بات ہر عام وخاص کے معائنے مین ہی کہ ابر آنا اور مرکب ہوکر تہ بر تہ ہوجانا کبھی ایک لمحے مین ہوجاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی بعضی مہلت قلیلہ پر دال ہین اور سوا اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ بھی اسی قبیل سے ہی پس معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسیواسطے ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس نے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا کے معنی یون کہے کہ اِنَّ عَلَیْنَا تَبْیِیْنَهٗ بِلِسَانِكَ یعنی بیان کرادینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہی اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین بھی اسکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی کہ جو

اوس قرآن منزل مین مشکل ہی اوسکو تمھین سمجھا کر بیان کرا دینا تمھاری زبان سے ہمارا کلام ہی
اور یہی معنی نظم قرآنی سے متبادر ہین نہ یہ کہ جیسا میران سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ ای
محمد تم قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نو سو برس کے بعد کر دینگے اور نو سو
برس تک تمام امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے
کا امام مہدی کے پاس غار مین ہی جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
جبتک تمام امت قرآن سے محروم رہے گی فرق اتنا ہی کہ اونھون نے قرآن سے
محروم ٹھیرایا تمنے بیان سے اور ظاہر ہی کہ قرآن بلے بیان معنی بیکار ہی پس انکا اعتقاد
یہ ہوا کہ نو سو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطاے
معنوی مین کیا کہ خلاف مراد الہی بیان کرتے رہے اور اب نو سو برس کے بعد جب بیان
اوتارا اوسکو لاکھ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسیوقت بیان
ہوا ہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سواے خراب و
گمراہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہی اللہ تعالی باقی
ماندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہی لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرایت سے فارغ ہونے تک تاخیر
کی گئی پس اگر معانی جونپوری کچھ بکار آمدنی ہین تو سیکڑو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا وجہ
اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہی البتہ تاویل قرآن یعنی مآل و مصداق آیات
قرآنی کا کبھی بعد عرصہ دراز کے ظہور ہوتا ہی چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہو چکا اور بعضے کا آیندہ
ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت اور ایسی تاویل یعنی معانی
محتملہ قرآن کے بھی حد نہین ہی کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد الہی بالکل اختتام ہوا اوسکا مدار روایت پر ہوا اور حضرت اور صحابۂ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد الہی سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہی کہ جسپر قرآن
اوترا وہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الہی وہی ہین نہ سمجھاوے
بلکہ اوسکا بیان نو سو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگرچہ پوربیون و گجراتیون

کو سمجھادے اور اونکے چند بار اوڑاڑی و دکھنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا اور خلفا محروم رہے
بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہی اور ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآنی کے
خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ یعنی اور اوتارا ہمنے طرف تمھارے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تاکہ بیان کرو
تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہی طرف اونکے امام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہی
اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے
ہوتا ہی انتہی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ الآیہ یعنی اور نہین
اوتاری ہمنے تم پر ای محمد یہ کتاب مگر اسیواسطے کہ بیان کرو تم اون سے وہ شی کہ جسمین جھگڑ رہے
ہین بیان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہی فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کا منصب رسالت کا ہی پس
کہنا شیخ جونپوری کا کہ بیان قرآن میرا کام ہی مخالف قرآن کے ہی بلکہ یہ امر حضرت کا خاصہ نہین ہی بلکہ تمام پیغمبرون کو
بیان کا عہدہ تھا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ
لِيُبَيِّنَ لَهُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان قوم اوسکی کے تاکہ بیان کرے واسطے
اونکے انتہی اب انصاف کرنا چاہیے کہ یہ شیخ مدعی مہدویت کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے
معنی کرتے ہین جسپر یہ دعوی ہی کہ بندہ مُبَیِّن مراد اللہ ہی اور اسی طرح دوسرے آیات کے معنی
بھی مخالف احادیث صحیح اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے بیان کیے چنانچہ سورۂ جمعہ مین
وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کو خاص اپنے فرقۂ مہدویہ پر حمل کیا حالانکہ صحیح بخاری مین
ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نازل ہوئی
سورۂ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ مین نے عرض کیا کہ یہ کون
لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نہ فرمایا یہان تک کہ تین بار سوال ہوا اور اوس
مجلس مین سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ
اگر ہووے ایمان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوین اوسکو رجال ان لوگون سے انتہی اس آیت کے
محل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھنا ساتھ اسقدر ثنا وصفت کے بتا ناصاف
دلالت کرتا ہی کہ مراد آخرین منہم سے آیت مذکور مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

اسیواسطے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ بعد صحابہ کے قیامت تک ہونگے اسواسطے
کہ حضرت کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہی اور آخرین یا امیین پر معطوف ہی یا ضمیر یعلمہم
اور بعد صحابہ کی قید اسواسطے کہ لما یلحقوا بہم فرمایا یعنی ابھی انکے ساتھ لاحق نہین ہوئے ہین
بلکہ آیندہ کو لاحق ہووینگے اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین فرمایا کہ منہم اسواسطے فرمایا
کہ جب مسلمان ہوئے تو رشتۂ دینی کے سبب انھین مین ہوگئے اور مراد انسے قوم عجم ہین بدلیل حدیث
ابی ہریرہ رض کے اور یہی قول ہی ابن عمر واور سعید بن جبیر اور مجاہد کا اور عکرمہ ومقاتل نے کہا کہ انسے
تابعین مراد ہین اور ابن زید نے کہا کہ جمیع مسلمان بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک مراد
ہین اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہی اب دیکھیے کہ نہ حدیث سے تخصیص مریدین شیخ جونپور
کی نکلتی ہی نہ اقوال ائمۂ تفسیر سے ہان البتہ عمومات مین قوم مہدی شریک ہی مگر شمار اچہ آپ اپنی
مہدویت او ثابت کیجیے جب اس بشارات پر خوش ہوجیے ورنہ ایسا فرمانا چاہیے کہ این مژدہ
مرا نیست بلکہ دشمنانم راست اور اکثر آیات مذکورۃ الصدر عام ہین اور عام اپنے کل افراد مین حکم
واجب کرتا ہی لیکن نزدیک امام شافعی کے ظنی الشمول ہی پس تخصیص بخبر واحد اور قیاس صحیح ہوتی ہی
اور نزدیک ہمارے قطعی الشمول ہی اسواسطے ابتدا تخصیص کے واسطے دلیل قطعی چاہیے اور ظاہر ہی
کہ آیات مذکورہ مین مخصص ظنی یا قطعی موافق مطلب خانزادہ جونپور کے موجود نہین ہی پس تخصیص آیات
قرآنی کی حکم نفسانی ہی اور دعوی امر الہی کا کرنا بلا دلیل محض ہی او اشعار کہ جناب مرتضوی کی
طرف منسوب کیے ہین بعد اثبات صحت سند کے بھی مفید مقصود نہین ہین اسواسطے کہ دلالت
اسپر کرتے ہین کہ امام مہدی وقت ابتری دولت اسلامیہ کے قائم ہوکر انتظام ملک و ملت کردینگے
نہ یہ کہ تمہارے مہدی کی طرح آحاد رعایا ہوکر آپ تفرقۂ اخراج ومغلوبی مین مبتلا او مطعون ومستہزء خلائق
ہوکر در وادی طرد و اخراج مین بکمال بیکسی جیسے آئے تھے ویسیہی چلے جاوین گے العیاذ باللہ
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم
مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے تم مین سے اون لوگون کے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے یہ کہ خلیفہ وحاکم کرے گا اونکو زمین مین جیسا کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جماد یگا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کیا ہی
اونکے واسطے اور البتہ بدل دیگا اونکے خوف کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہل سنت
کے خلفا اور امرا کے ساتھ وفا فرمایا اور اونکے مخالفین کو آج تک ذلیل و رعیت بنا کر رکھا اور
قریب قیامت تک ایسی رہینگے یہانتک کہ امام مہدی بھی اس وعدے کے موافق سریر
عزت و خلافت پر جلوہ فرماوینگے اور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت رسالت سے وعدہ کیا ہی اللہ
تعالی نے کہ آپکی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہوگا چنانچہ آجتک اسکا ظہور ہی کہ تمام امت کبھی مخالفین
کی مسخر و رعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ اگر پہلی سنت محمدی
ہوتے تین سو پچاسی برس سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاہے کو گرفتار رہتے ذلیل و خوار و مہم
اخرج نعیم بن حماد عن محمد بن الحنفیة قال کنا عند علیؓ فسالہ رجل عن المھدی
فقال ھیھات ثم عقد بیدہ تسعا فقال ذلک یخرج فی اٰخر الزمان اذا قیل للرجل اللہ
اللہ قال فیجمع اللہ لہ قوما قزعا کقزع السحاب یولف بین قلوبھم لا یستوحشون علی احد
منھم ولا یفرحون باحد دخل فیھم علی عدۃ اصحاب بدر لم یسبقھم الاولون ولا
یدرکھم الاخرون وعلی عدۃ اصحاب طالوت الذین جاوزوا معہ النھر یعنی
نعیم بن حماد نے حضرت ابن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے
پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہی پھر عقد کیا اپنے ہاتھ مین
نو کا پھر فرمایا یہ نکلیگا آخر زمانے مین جسوقت کہ کہا جاویگا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے
ڈر اللہ سے یعنی بجبر و اکراہ خدا کے واسطے دیکر ڈر بنا کر اونکے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا
پس جمع کریگا اللہ تعالی اونکے واسطے ایک قوم اشک پیرہ مانند ریزش ابر کے کہ انکے دلون مین
الفت ہوگی نہ وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہونگے کسیکے آنے پر شمار مین
اصحاب بدر کے برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اونپر اول والے اور نہ اونکے مقام کو پاوینگے
پچھلے لوگ اور بشمار اصحاب طالوت ہونگے جو کہ اونکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے انتہی
عالم سیان مہدوی رسالۂ معارضہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
سن نو سو ہجری مین جمع کیا اللہ تعالی آپ کے لیے قوم کو گریہ زاری کرتی ہی طالب

اوسکے بعد اوسکے بروایت عبدالملک
اللہ تعالیٰ ہین اور عشق و محبت مین اوسکے مانند زاری بادل کے بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے
سجاوند ہی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے
رونیکا احوال نقل کیا پھر کہا کہ ای برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ ابتک بھی موجود ہین شاید یہ
اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا **جواب** حاصل کلام دو امر ہین ایک یہ کہ صفات منقولۂ روایت
مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب مین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار
محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کبھی دوسری جانب پائی جاوین
بل تمام کاملین و طالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین
یہ صفات بدرجۂ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے پیش قدم اور متقدمین کے
ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے مجانسین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق تفضیل
راجع طرف ہمجنس و ہمچشموں کے ہوا کرتی ہو نہ انبیا و صحابۂ کرام کہ بقرینۂ نصوص صحیحہ کہ اونکی
تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنیٰ ہین اور اس کمال نفسانی کا اثبات رفقائے شیخ جونپور
مین مشکل ہی کہ دعوی بلا دلیل ہی اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشواؤنکے تئین کامل و افضل
سمجھتا ہی یہ کچھ کام نہین آتا ہی کہان سے ثابت ہوا کہ اونکے نفوس کمالات باطنیہ کر متصف تھے
یا بریا و حب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ شق
ثانی متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادت کا صحت اعتقادات پر ہی اور مدار صحت اعتقادات کا بطابقت
کتاب و سنت و اجماع امت پر ہی اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود اونکے مرشد و مہتدا نے
ان تینون کو پس پشت ڈال دیا کتاب و اجماع کی مخالفت بجا اس رسالے سے ثابت ہی اور سنت کی
مخالفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی اس
بندہ کے حال کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوائے نفس
کی ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھ کر رد کر دین مسلمانی اسکا نام ہی کہ اپنے
احوال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے
افعال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنوان پیاسے
کے پاس آتا ہی یہان سے یاست صادق آئی کہ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ یعنی آیا

پس دیکھا تو نے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نظم فروکوش در زہد وصدق وصفا ✽ ولیکن میفزاے بر مصطفی ✽ خلاف پیمبر کسی رہ گزید ✽ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ✽ اور ظاہر ہو کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی رونا پیٹنا کیا کام آتا ہی شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال ✽ صد سال می توان بہ تمنا گریستن ✽ اور ریاضات بھی سب بیکار ہو جاتے ہین کیا تمکو معلوم نہین ہی کہ خوارج کسقدر عبادات و ریاضات شاقہ کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تمھارا نماز و روزہ اونکے نماز و روزے کے سامنے حقیر معلوم ہوگا لیکن قرآن اونکے حلقوم سے تجاوز کرکے مصعد قبول کو نہ پونہچے گا اور دین سے ایسے خارج ہونگے جیسا کہ تیر نشان سے باہر پار ہو جاتا ہی کہ کچھ اثر اوس مین آلودگی نشان کا نہین رہتا ہی مختصرا اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے کہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی عاید حال ہوئی اور ریاضات سب تباہ ہوئین اسیطرح جوگی و بیراگی واتیت وگسائین کسقدر صدمات ریاضات اوٹھاتے ہین کہ مہدویون سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہوسکتا ہی حالانکہ وہ سب ہباء منثورا ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا دوسرا امر یہ ہی کہ جناب لایت مآبؑ نے درمیان اس کلام کے نو کا عقد کیا اس سے مہدوی اشارہ نو سو برس کا سمجھتے ہین اور اوسی سے اپنے شیخ نو صدی کی حقیت مہدویت پر استدلال کرتے ہین لیکن یہ استدلال ممنوع ہی اسواسطے کہ نو سو کی کوئی روایت وارد نہین ہوئی البتہ نو برس مدت سلطنت مہدی کے روایات وارد ہوئے ہین پس وہ روایات دلیل ہین اسبات پر کہ اس روایت مین عقد نو نو برس خلافت کی طرف اشارت ہی اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایات کے ہی موافق درایت کے بھی ہی کہ ہر عاقل کہے گا کہ نو سے نو برس ہون یا نو مہینے ہون یا نو روز ہون سمجھنا برابر ہی نہ یہ کہ نو سے نو سو برس سمجھنا کہ مخالف دلالت وضعیہ عقود کے ہی اسواسطے کہ واضع عقود نے نو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرات کے وضع کیے ہین اب جیسا کہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہی ویسا ہی مئات یعنی سیکڑے مراد لینا غلط بلکہ اغلط ہی اور علاوہ یہ ہی کہ اہل البیت ادری بما فیہ من الغیر حضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے ہین اور اسوقت حاضر مجلس تھے اور ظاہر ہی کہ حاضرین بسبب مطلع ہونیکے قراین حالیہ و مقالیہ

کلام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہین چہ جائیکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب و رضاع صحبت فضل و ربے اعتبار
ہوے جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا
ہوگا غائبین کہ باوجود بعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست مین اوسکے ادنی غلامون کے پاسنگ کو
نہ پہونچتے ہون اوسکے ساتھ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس
نہ سمجھے دوسرے نکا سمجھنا غلط فہمی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی اٹکل و تخمین سے فرماتے ہین کہ مہدی
سنہ دوسو مین قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت مین موجود ہی پس ظاہر ہی کہ اگر اسپنے والد
منظہر العجائب سے کچھ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا ایسے قیاس کاہے کو دوڑاتے پس
احتمال نوبرس خلافت کا نہایت مدلل و معقول ہی اور نوسو کا بغایت لچر و پوچ ہی و اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال دلیل سیزدہم عالم میان سالہ معارضہ مین رسالہ برہان سے
نقل کرتے ہین وَيْحًا لِلطَّالِقَيْنِ فَإِنَّ لِلّٰهِ بِهَا كُنُوزًا لَيْسَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ وَلٰكِنْ
بِهَا رِجَالٌ عَرَفُوا اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ وَهُمْ أَنْصَارُ الْمَهْدِيِّ فرمائے علی رضی اللہ عنہ واسطے
اللہ تعالی کے خزانے ہین نہین ہین روپیا اور سونے سے ولیکن وہ مرد ہین عارفان باللہ جو
حق معرفت کا ہی یہ مرد انصار ہین مہدی کے ای برادر یہ سب الفاظ صاف موجود تھے حضرت مہدی
علیہ السلام مین جواب عجیب اس قوم کی خیانتین اور تحریفات دریافت کرتے کرتے تھک گیا
مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص ہوئے اوسکا حساب ہوسکتا ہی یہان سلف سے خلف
تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہین سوائے خداوند سریع الحساب کے کوئی اسکا حساب
نہین کرسکتا ہی مگر بقول لیکہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ ادرہ یا کا ایک قطرہ اس تقصیرین
لکھا گیا ہی ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی خوبیان اور بزرگیان دلائل گذشتہ
مین بیان ہو چکی ہین اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر میان مذکور نے اندیشہ وہی پیشہ اس
روایت مین بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی مین موجود تھا ویحا للطالقین
کردیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اوڑا دیا تیسرے یہ کہ بھا کنوزا کے ترجمے مین سے بہا کو کہ ضمیر
اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بھا رجال مین سے بھی بہا کو نکال ڈالا
جب اتنی ہاتھ چالاکی کر چکے مابقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کردیا کیونکہ ان الفاظ ہوسکے ہو

یہی روایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ طالقان جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی ایک
قریہ ہی درمیان بلخ اور مرو کے اور ایک شہر یا پرگنے کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے
کہ صاحب اسمعیل بن عباد وہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہی
میان مذکور تھے اوسکو صیغہ تثنیہ کا جھگڑا کے سبب سے اوسکو مجرور بالیا کرکے للطالقین کر دیا
لیکن جبکہ اعراب اس خوبی سے صحیح کر چکے معنی مین ویسی حیران رہے کہ دو جا ضمیرین لفظ بہا
کی اوسکی طرف راجع دیکھ کر گھبرائے کہ ہا ضمیر واحد مؤنث یا جمع کی ہی اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب
کچھ نہ بن سکا پرانا ہاتھ یاد آیا یعنی ہندگون کی پڑھی ہوئی موروثی چھری نکال کر ترجمے مین سب کو
چھانٹ کر اپنی من مانتی عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی
کرینگے کہ میرے کلام کو کتر بیونت کرکے مجھ پر کیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہی بھگت
لینگے شعر عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہی + جب یہ حال اون میون کا ہی
کہ مسند ارشاد و خلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب صادقین ٹھیرائے ہین تو وائے بر حال
دیگران اب جناب شاہ ولایت مآب کے کلام کے معنی صحیح لکھے جاتے ہین تا کہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام
ہماری دلیل ہی نہ مہدویون کی اور جناب مرتضوی ع انکے مہدی کی تکذیب کر رہے ہین فرماتے ہین
کہ رحمت ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوس مین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی و سونے سے نہین
ہین لیکن اوس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہی جیسا کہ حق معرفت کا ہی
اور وہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمہارے
مہدی کے کون کون سے طالقانی مرد مددگار و انصار تھے علاوہ یہ کہ تمہارے میران
مطلقا انصار کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار
و مہاجرین تھے اور مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے لیکن ثابت ہوا کہ جناب
اسد اللہ الغالب مہدی آیندہ کا ذکر فرما رہے ہین تمہارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر تجھے کیا
کام ہو مولی علی سے + تو اپنے شیخ محمد کو منالے + دلیل چہار دہم بقیۂ احادیث
و آثار رسالہ معارضہ منہا ما اخرجہ الترمذی یلی رجل من اہل بیتی یواطی
اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت میرے سے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

انتہی ہان جماعت کثیر عالموں سے امیروں سے فقیروں سے تصدیق و اطاعت کی آپ کی تو کر دیا حق تعالیٰ آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا ما اخرجہ ابن ماجۃ یکون فی امتی المہدی ان قصر فسبع والا فتسع فتنعم فیہ امتی نعمۃ لم ینعموا مثلہا قط تؤتی اکلہا ولا تدخر منہا شیئ والمال یومئذ کدوس یعنی میری امت مین مہدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات ہو گرنہ نو پھر پر نعمت ہوگی اوسمین میری امت ایسی نعمت سے کہ نہ پر نعمت ہوگی ویسا کبھی دیے جائینگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ و جمع کریگا کوئی اوسنسے کوئی چیز اور مال اس وقت مثل خرمن پامال کے ہوگا انتہی ثمرات سے مراد وہ فائدے ہین کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے سنہ ۹۰۱ نوسو ایک ہجری پر بیت اللہ شریف مین حضرت نے دعوی من اتبعنی فہو مومن کا آشکارا کیا پھر چپ ہو رہے پھر نوسو تین ۹۰۳ ہجری پر احمد آباد گجرات مین دعوی مہدویت کا کیا پھر چپ ہو رہے پھر نوسو پانچ ۹۰۵ ہجری مین شہر بدلی مین علانیہ دعوی مہدویت کا اور دعوی تصدیق فرض انکار کفر کا صاف صاف کیا پھر نہ چپ رہے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر ثابت رہے اس دعوے کو دعوی مصر و موکد کہتے مین پھر حضرت کے وقت مین پر نعمت ہوئی امت نعمتوں ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا طلب دیدار خدا تعالی اور توکل تام و ذکر دوام و عزلت وروسیت خوابی و قلبی و بصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ کے ہین اور وسیلے گئے فائدے و ثمرات پیدایش انسانی کے مثل فنا و تعیین شخصی و بقا و شہود ذاتی و تجلیات جبروتی و لاہوتی کے اکثر ایکدم مین اور دنیا اور اہل دنیا انکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اس وقت انکی مبارک نظروں مین پامال ہو گیا تھا انتہی مختصرا ومنہا ما اخرجہ ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المہدی یعنی سلطانہ یعنی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پامال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا موافقت کرینگے مہدی کی ہان موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہین حضرت مہدی کی قوم مبارک پر جو حضرت کی سلطنت ہین اور کئی بار پامال کر چکے قتل و اخراج و حبس و ضرب اور انواع و اقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہینگے اور معنی وطائک کے موافقت

کے لیوین تو موافقت وتصدیق بھی ہندیون اور خراسانیون سے ہوئی اور ہو رہی ہی کہ یہی
شرقی ہین ومنہا ما اخرجہ نعیم بن حماد عن امیر المومنین علي بن ابیطالب
رضي الله عنه قال يوم المهدي للطير فيسقط على يديه ويغرس قضيبا في بقعة
من الارض فيخضر ويورق یعنی فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اشارہ کریگا مہدی پرندے کو
تو گر جائےگا اور بو او سکے اور گاڑے گا سوکھی لکڑی زمین مین تو ہری پتے دار ہو گی نقلیات
مین مذکور ہی کہ شاہ نظام فاروقی سلطان ملک خاندیس بعد تصدیق وصحبت مہدی کے عرض کیے
ایک وزکہ علما کہتے ہین کہ مہدی خشک لکڑی کو سبز کرے گا اوسیوقت حضرت مسواک کو گاڑدیے
تو جھٹ سبز ہو گئی پھر اوکھاڑ لیے اور فرمائے کہ یہ کام بازی گر بھی کرتے ہین لیکن مراد یہ ہی کہ
مہدی خشک دلون کو سبز کرے گا ومنہا ما اخرجہ نعیم عن طاؤس قال اذا كان المهدي
يبذل المال ويشتد على العمال ويرحم المساكين یعنی فرمائے طاؤس رحمہ اللہ جبکہ ہوگا مہدی
تو بخشش کرے گا مال کو سخت رہے گا اغنیا پر اور رحم کرے گا فقرا پر ومنہا ما اخرجہ
نعيم بن حماد عن كعب قال المهدي خاشع لله كخشوع النسر بجناحيه یعنی فرمایا
کعب رحمہ اللہ تعالی نے کہ مہدی خاشع ومراقب ہوگا مثل خشوع کرگس کے پکھوڑون مین ومنہا
ما اخرجه ايضا عن علي رضي الله عنه قال اسم المهدي محمد یعنی فرمائے علی رضی اللہ عنہ
کہ نام مہدی کا محمد ہو انتہی یہ سب روایات مصنف رسالۂ معارضہ نے رسالۂ برہان سے نقل
کیے ہین **جواب** روایت اول مین اگر والی ہونے سے مراد ولایت عامہ اور حکومت تامہ ہی
جیسا کہ دوسرے احادیث صحیحہ اسپر شاہد ہین تو ظاہر ہی کہ یہ صفت تمہارے شیخ متنازع فیہ
مین مفقود ہی پس حدیث تمکو جھٹلاتی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ ایک جماعت کثیر کا پیر ومطاع
بن جانا جیسا کہ تم سمجھے ہو تو یہ بات کچھ خصائص مہدی سے نہین ہی بلکہ اہل بیت مین ہزارہا
شخص ہمنام حضرت کے ایسے ہوئے ہین کہ ایک خلق اونکی مطیع ومعتقد ہوئی ہی یہ کیا خصائص
وعجائب سے تھا کہ اوسکو حضرت رسالت خاص مہدی کے واسطے بیان فرماتے حاصل
یہ کہ مہدی کے صدہا علامات بروایت ثقات ثبوت کو پہونچے ہین اگر ایک شخص مین اکثر علامات
مفقود ہون اور چند ایسے موجود ہون کہ خصائص مہدویت سے نہون اوسکی مہدویت ہرگز

ثابت نہین ہوتی ہی بلکہ اظہر یہی ہو کہ اوس مفقود العلامات سے نے حب جاہ ونفسانیت کی راہ سے
دعوی کیا ہی اسواسطے کہ معصوم نہین ہی اور اسی سے جواب ساتوین روایت اخیر کا بھی معلوم
ہوگیا اور دوسری روایت اور سوا اوسکے بعضے اور روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی
کہ زمانہ مہدی پانچ یا سات یا نو برس کا ہی یعنی احد الامور الثلثہ یہ مفہوم روایات نہین ہی کہ تینون
زمانے اوس مین جمع ہون گے اگرچہ شق ثالث مین شقین اولین ضمنا داخل ہین مگر اجتماع ثلثہ
منطوق کلام نہین ہی پس تین وقت مین تین دعوے نکالنا تاکہ کوئی روایت فوت نہونے
پائے یہ محنت وفکر رائگان وبرباد ہی ایسے غیر ضروری امر مین اسقدر محافظت روایات کی کرنا
اور صدہا روایات ضروریۃ الرعایت کو کہ مخالف حال ہین پس پشت ڈالنا یا تحریف لفظی
ومعنوی کرکے اصل مطلب کو بگاڑ دینا جیسا کہ دلائل سابقہ مین مذکور ہی انصاف ودیانت سے
بعید ہی بلکہ اس روایت مین بھی اوسکا نمونہ موجود ہی کہ بعضے الفاظ ساقط کرکے ترجمہ معکوس کیا
معلوم نہین کہ نسخہ غلط دستیاب ہوا تھا یا عمدا اپنی عادت کے موافق یہ کام کیا لیکن بیان مرادین
بلاشبہہ تحریف قصدی کی گئی ہی حدیث ابن ماجہ مین عبارت صحیحہ یہ ہی تُؤْتِی الْاَرْضُ اُکُلَھَا وَلَا
تَدَّخِرُ عَنْھُمْ شَیْئًا الحدیث یعنی دیویگی زمین ثمرات اپنے اور نہ بچا رکھے گی امت سے
کوئی شی کے شین الخ اب اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ماقبل مین جو نعمت مذکور ہی مراد
اوس سے بھی نعمت ظاہری ہی نہ نعمت ولایت محمدیہ جیسا کہ ثمرات سے مراد ثمرات ارض ہین یعنی ثمرات
پیدائش انسانی مثل فنا وتجلیات وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین ثمرات زمینی سے نہین ہین
بلکہ مواہب آسمانی ہین شاید کہ مہدویون کے معارف وحقائق زمین سے اوگتے ہون او
کتاب بیان مین یہ حدیث ابی نعیم کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہی کہ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ
الْمَھْدِیُّ اِنْ قَصُرَ عُمُرُہٗ فَسَبْعَ سِنِیْنَ وَاِلَّا فَثَمَانٍ وَاِلَّا فَتِسْعَ سِنِیْنَ یَتَنَعَّمُ اُمَّتِیْ فِیْ
زَمَانِہٖ نَعِیْمًا لَمْ یَتَنَعَّمُوْا مِثْلَہٗ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ یُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَیْھِمْ مِدْرَارًا وَلَا تَدَّخِرُ
الْاَرْضُ شَیْئًا مِنْ نَبَاتِھَا اور دارقطنی اور طبرانی کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہی کہ
یکون فی امتی المھدی ان قصر عمرہ فسبع والا فثمان والا فتسع سنین یتنعم
فیھا امتی نعمۃ لم یتنعموا مثلھا البر منھم والفاجر یرسل اللہ علیھم السماء

من رار او لا تدخر الارض شیئا من النبات ویکون المال کدوسا یقوم الرجل یقول یا مہدی اعطني فیقول خذ ان دونون حدیثون مین شئ کا بیان نبات کر کر دیا گیا پس معلوم ہوا کہ مراد اکل سے ثمرات و نباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی غلط ہی اور چونکہ یہ حال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا ابطال کرتی ہی نہ اثبات آور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والونکو یہ بات واضح ہوگی کہ ان مہدی متنازع فیہ کو کہ مبین مراد اللہ کہلاتے ہین حق سبحانہ تعالی نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی کہ جو انکے گروہ مین داخل ہوا او انکا مصدق بنا اوسکو قرآن وحدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ اور طرفہ طریقہ ہاتھ لگتا ہی کہ خدا نخواستہ انکے منکرون کو وہ ہاتھ نہین آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ مین جابجا انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالی یہی تذکرہ رہے گا وہی فہم میراثی اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہی کہ وَالْمَالُ یَوْمَئِذٍ کَدَوْسٍ کا ترجمہ کرتے ہین اور مال اس روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور دوس مجرور ہی اور معنی خرمن پایمال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہین ہی دوس مصدر ہی بمعنی کوفتن بپای کے بمعنی خرمن کے نہین ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہی بلکہ حرف اصلی وجزو کلمہ ہی اسواسطے کہ یہ لفظ کُدُوْسٌ ہی بروزن فُعُوْلٌ کے جمع کُدْسٌ کی کہ بروزن فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال اوس روز خرمنہا و انبار رہا ہوگا پس فقرہ بھی دلالت کرتا ہی کہ ماقبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی لنکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت مین خرمنہا نہ تھا بلکہ مارے بھوکون کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سندمین جو راسمی مرید فاقہ کشی سے مرگیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہی پس تقریر عالم بیان کی کہ مال انکی نظرون مین پایمال ہوگیا تھا رایگان و برباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار و مجرور کو بھی نہین پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دار قطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال کدوسا موجود ہی یہ جار و مجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست پر قرآن و احادیث مین بلاتامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض و تنافی کا زعم سمجھتے ہین اور رسالہ معارضۃ الروایات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ شبہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر مکی وغیرہ

غلط فہمی از قسم تصدیق مہدی متنازع فیہ کا ہی اور عالم بیان درمیان جار و مجرور اور حروف اصلی کے بھی فرق نہین سمجہتے ہین اور باوجود اسکے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ کا رد لکہتے ہین

آیمۂ ہدایت کاردکرتے ہین اور معتقدین نعلین بجا بجا کر کودتے ہین کہ میان کے ہاتھ سے
کیا کام ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کارد لکھدیا شعر صائب دو چیز می شکند قدر شعرا
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ۔ اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کرکے
قصہ مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم مین مشرق سے مراد شرقی بلاد مہدی ہی اسواسطے کہ جسکا
واقعہ بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات مراد ہوا کرتے ہین نہ متکلم کے پس مہدی موضوع خود اونھین بلاد
شرقیہ سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہین ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی پر
کہ ایک جماعت درویش و فقرا ہی غیر صادق ہی اور روایت چہارم مین مہدی مذکور نے جو مراد بیان
کی ہی لفظ نغرس کا اور فی بقعۃ من الارض کا اوسکو رد کرتا ہی اسواسطے کہ دل سینے مین ہوا کرتے ہین بقعۂ ارض
مین نہین رہتے ہین چنانچہ کریمۂ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ اور مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ
مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیسا کہ ظاہر ہی
تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثہ مہدویت کے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شہ نظام فاروقی کے معلوم ہوتا ہی پس علامت
مہدویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی موجب تعلق انکے مہدی کے مثبت مہدویت نہین ہی اسواسطے
کہ یہ کام بازی گر بھی کر سکتے ہین اور اگر مراد دلون کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے دعوی
محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے
اور ظاہر ہی کہ جب تک معاملۂ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کذائی کیا کام آتی ہی
ایک دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات
مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصۂ مہدی کہ بروایت صحیح ثابت ہوا ور وہ شخص متنازع فیہ مین
پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص مین خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اسواسطے
ہین کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہین ہی یا بروایت صحیح ثابت نہین ہی تو اوسکے پائے جانے
سے مہدویت کسطرح ثابت ہو سکتی ہی اور ایسی با این ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ
مین خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات
چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال باطنیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھیراتے ہو یہ سنے قاعدہ ہی اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلم ہی اسواسطے کہ
ع باطل ست آنچہ مدعی گویدا اول اوسکا اثبات چاہیے اور پانچوین روایت مین عمال کی تفسیر اغنیا کر
کرنا غلط ہی اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت ہین مثل تحصیل صدقات و خراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہی کہ وَالعَامِلِینَ عَلَیْھَا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ نہ ملک رکھتے تھے نہ عاملان ملک
یہ روایت اونکی مؤید نہین ہی بلکہ مکذب ہی **دلیل پانزدہم بقیۂ احادیث اما سراج الابصار**
منہا ما قال علي رضي الله عنه قلت یا رسول الله أمنا المهدي ام من غیرنا
فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بل منا یختم الله به الدین ای اظهره باتم الظهور
في زمانه واوصل اصحابه في منازل المقربین والصدیقین فهم اهل المشاهدة والمعاینة
والمکالمة ولکن لا یعرفهم الا الله واولیاؤه کما قال تعالی اولیائي تحت قبائي
لا یعرفهم غیري اخرج هذا الحدیث جماعة من الحفاظ في کتبهم منهم ابو القاسم
الطبراني وابو نعیم الاصفهاني وعبد الرحمن بن حاتم وابو عبد الله نعیم بن حماد
وغیرهم ومنها ما روي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال دخل رجل علی ابي جعفر
محمد بن علي رضي الله عنه فقال له اقبض مني هذه الخمسمائة درهم فانها زکوة مالي
فقال له ابو جعفر خذها انت فضعها في جیرانك من اهل الاسلام والمساکین من
اخوانك المسلمین ثم اذا قام مهدینا اهل البیت قسم بالسویة وعدل في
الرعیة فمن اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصی الله اخرجه الامام
ابو عبد الله نعیم بن حماد في کتاب الفتن قلت قد وجد القسمة بالسویة والعدل
في الرعیة اي فیمن طاعه فقد اطاع الله واما من عصاه فقد عصی الله فلا یقبل
عدله ومنها ما روي عن کعب الاحبار انه قال اني لاجد المهدي مکتوبا في
اسفار الانبیاء ما في حکمه ظلم ولا عیب اخرجه الامام ابو عبد الله نعیم بن حماد
قلت قد تحقق الروایة عن المهدي انه قال ذکر في کتاب الله وکتب الانبیاء
ولم یکن في حکمه ظلم ولا عیب کما هو المشهور ومنها ما روي عن الحارث بن
المغیرة البصري قال قلت لابي عبد الله الحسین بن علي کرم الله وجهه باي شيء

دلیل پانزدہم [illegible] احادیث ماوردہ در سراج الابصار
اور بیان اغلاط [illegible] مصنف سراج الابصار

يعرف الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وباي شي قال بمعرفته الحلال والحرام
وبحاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي
ومنها ما روي عن علي بن الهلالي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث
طويل ذكر في اخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة
اذا صارت الدنيا هرجا مرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم بعضا
فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من يفتح
حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول
الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي فانظر ايها
المنصف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة
فعلم ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضه فيسلوها لعبد الله وهذا معنى يملأ
الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكره الامام احمد بن حنبل في
مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ما روي عن
عبد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي
باي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم و
يستانف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم البدع وما اخطأ
المجتهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا
قبل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في اخر الزمان كما
قمت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين
كما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب
كما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي
قال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر
ومعنى هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وامرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذکر الشیخ سعدی بالفارسیة بیت ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ٭ کتب خانۂ چند ملت بشست ٭ ای حکم بنسخہا فصدق المؤمنون بانہا منسوخة لا ان الکتب السماویة مغسولة بالماء بل مغسولة عن قلوب من امن به ای علمه منسوخ وهذہ المنقولات من عقه الدرر وان کان بعضها ضعافا لکن لما وجدت فیمن ادعی ظهر انها کانت صحاحا فی نفس الامر وان لم تبلغ درجتها جواب

حقیقت حال یہ ہی کہ احادیث نہایت مخالف ہین احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اسر تکذیب ابطال انکا کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ وادی حدیث مین بکمال احتیاط دبے پاؤن چلتے ہین جب صدہا حدیث وآثار اپنے مخالف حال دیکھتے ہین وہان کچھ دم نہین مارتے ہین اگر کوئی حدیث مختصر کہ جسمین احوال امام امام بہ تفصیل نہین ہی ہاتھہ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا بر پا کرتے ہین یا کسی حدیث کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا مخالف نظر آیا تو اوس مین قطع و برید کرکے پارۂ موافق کو نقل کرتے ہین حالانکہ جب بامعان نظر و انصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوتا ہی چنانچہ اس جا بھی صاحب سراج الابصار نے ایسی کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا اور نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مدعا بنا کر لائے ہین وہ بھی انکی تکذیب وتخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابونعیم کے یہ ہی کہ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنَّا اٰلَ مُحَمَّدٍ الْمَهْدِیُّ اَمْ مِنْ غَیْرِنَا فَقَالَ لَا بَلْ مِنَّا یَخْتِمُ اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ کَمَا فَتَحَ بِنَا وَبِنَا یُنْقَذُوْنَ مِنَ الْفِتْنَةِ کَمَا اُنْقِذُوْا مِنَ الشِّرْكِ وَبِنَا یُؤَلِّفُ اللّٰهُ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ کَمَا اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْكِ وَبِنَا یُصْبِحُوْنَ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ اِخْوَانًا کَمَا اَصْبَحُوْا بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْكِ اِخْوَانًا فِیْ دِیْنِهِمْ یعنی علی مرتضی فرماتے ہین کہ عرض کیا مین نے یارسول اللہ مہدی ہم اہلبیت مین سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہین بلکہ ہم ہی مین سے ہی ختم کریگا اللہ تعالی بسبب اوسکے دین کو جیسا کہ شروع کیا بسبب ہمارے اور ہمارے سبب سے چھٹائے جاوینگے فتنے سے جیسا کہ چھٹائے گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کردیگا اللہ تعالی

اونکے دلون مین بعد عداوت شدت فتنے کے جیسا کہ موافقت کردی امنکے دلوان مین بعد عداوت شرک کے اور
ہمارے سبب سے ہوجاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی بندون کے جیسا کہ ہوگئے بعد عداوت
شرک کے مانند بھائیون کے بیچ دین اپنے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا
اہل بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پہونچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ
کہ جیسا کہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب سے شرک سے نجات پائے ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے
فتنہ باہم سے نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت
فتنون کی جاکر ایسی موافقت ہوجاویگی کہ مانند بھائیون کے ہوجاوینگے جیسا کہ بعد جانے عداوت
شرک کے ہوگئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذر چکا
کہ نسب انکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین نے بھی انکے سبب سے کچھ کمال نہ پایا اسواسطے کہ اِنَّ
الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
کہتے ہین شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ رمضان
اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ و تابعین وغیرہ حامیان دین محمدی
نے بہزار جانفشانی نوسو برس مین مشرق سے مغرب تک پھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی مہدویت
کرکے سب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیے مین کافر ٹھیرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو
اوٹھا دیا اور محنت و سعی ہزار سال برباد کردی کہ بجز چند ہندیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ
نہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا بس ختم دین تھی کمال دین نہوا بلکہ زوال دین ہوا يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا
نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر معقول کو سمجھ گئے تھے جیسا
کہ مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپوری کو معلوم ہوا کہ امر الہی ہوتا ہی کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا
انھون نے عرض کیا کہ اس دعوے کے اظہار سے کیا فائدہ متصور ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر
مرتا ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور میرے مہدی ہونیکے بعد مجکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن رہیگا باقی سب
کافر ہوجاوینگے انتہی دیکھیے اس مہدویت کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونیکا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین بھی
آیا تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین وسوسہ مہدویت کے ڈالنے والے نے بھی اسکا کچھ جواب
نہ دیا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھ برس کے ایک جواب زبردستی کے

ظہور پہ ہوا کہ قضا جاری ہو چکی گر ملانے کا ماجور ہوگا ورنہ مہجور رہو جائیگا تیسری بابت فتنے سے نجات پانا
وہ بھی نہوا بلکہ بدستور سابق اہل اسلام مبتلائے فتن ہین بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ تازہ انکے مذہب کا
بڑھ گیا چوتھی بابت عداوت جاکر باہم اتفاق ہو جانا اور حدیث موصوف سے بسبب اتحاد ضمائر کے ثابت
ہوتا ہی کہ جو لوگ تیر کے سے چھٹائے گئے ہین وہی لوگ فتنے سے چھڑائے جاوینگے اور انہین کے
دلون مین اتحاد والفت ہو جاویگی اور وہ سب مسلمان ہین نہ فقط فرقہ مہدویہ اور ظاہر ہو کہ مسلمانون مین
تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف وعداوت انکے قدوم کے وقت سے یوماً فیوماً روز افزون تزاید ہی علاوہ یہ کہ خود
انکے مذہب مہدوی مین بھی چوہتر فرقے ہو گئے ہین اور اس قوم کا اعتقاد یہ ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا ہی
کہ بندے کے گروہ مین چوہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہین اور فرقہ ناجیہ وہ ہی کہ جامع اعتقاد
یعنی عقیدۂ خوندمیر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہی شعر موعود کے فرمان سون فرقہ تہتر ہین
ہلاک ٭ ہر اک پہ صد لعنت بھیجا ہر اک ستی بیزار ہو ٭ معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف وفتنہ
دوچند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقہ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس فرقے ہو گئے حدیث ترمذی وغیرہ مین
وارد ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِي اِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ
مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِي عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوا مَنْ
هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي یعنی تحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت اور
میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام آگ مین جاوینگے سوائے ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ
کون سی ایک ملت ہی یا رسول اللہ فرمایا جس پر مین اور میرے اصحاب ہین انتہی یہانسے معلوم ہوتا ہی کہ مہدوی
لوگ امت محمدی سے خارج ہین اسواسطے کہ اگر داخل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت
ایک سو سینتالیس ملت پر متفرق ہوگی ور روایت دوم کا حاصل یہ ہی کہ ایک شخص نے امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجسے لیا پانسو درہم میرے مال کی زکوۃ کے آپ لیجیے آپنے فرمایا کہ تو ہی
انکو لینے ہمسایے مسلمانون مساکین مین تقسیم کر دے پھر جب ہم اہل بیت مین کا مہدی قائم ہوگا تقسیم
برابر کی اور عدل رعیت مین کریگا پس اوسکی اطاعت ونافرمانی خدا کی اطاعت ونافرمانی ہوگی
انتہی آپ بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب مین تذکرۂ مہدی کو کچھ مناسبت نہین ہی اور
جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ نہ کیا جاوے جواب نا مربوط ہی پس حاصل مقام یہ ہی کہ خراج وعشر

[illegible]

وزکوۃ چارپایون چرندہ اور اموال تجارت کی تحصیل کر کے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا و سلاطین اہل اسلام کا کام و عہدہ ہی بمنطوق اس آیت کے کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً اور اسی پر زمانہ نبوت سے آجتک عمل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ایمۂ اہل بیت کے سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ایمۂ اہل بیت مین عہدے مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ایمۂ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ تحصیل و تقسیم زکوۃ کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری و باطنی دونون رکھنے ہونگے زکوۃ وغیرہ تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور اس بانے کے سلاطین جو نکہ زکوۃ کو موقع پر صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کر دے اور یہ گمان نہین ہو سکتا ہی کہ خود امام کو زکوۃ دینا اوس شخص کو منظور ہوا سواسطے کہ ادنی اعلی سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام ہی اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری پر امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان سلطنت کے عہدہ اخذ زکوۃ کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ کے ہی ورنہ مال خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلون بالکون مین بالسویہ بانٹ کھانا کونسا مقدمۂ عظیم الشان تھا کہ اوسکی پیش گوئی مناسب ہوتی اور ایسی عدل رعیت سے بھی اشارہ طرف حکومت عامہ مسلمین کے ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہو کر عدل و داد پر مستقیم رہنا نہایت عظیم الشان ہی کہ دنیا مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھہ نادرات سے نہین ہی کہ قابل اخبار ہووے ہزارہا بلکہ لکھا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاصہ یعنی اہل و عیال و خادمین و طالبین کے ساتھہ بمعاملۂ عدل و انصاف بسر بری و قات کیے ہین جیساکہ حدیث شریف مین ہی کہ کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیته یعنی تم سب اپنے اپنے متعلقات خاص کے نگہبان ہو اور ہر ہر ایک سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاویگا اور روایت سوم کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم و عیب نہوگا اور مصنف سجاوندی نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ میرے ذکر کتاب اللہ اور کتب انبیا مین ہی اور لکھا کہ مشہور ہی کہ اونکے حکم مین ظلم و عیب نتھا پہلے امر کا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدویون نے دعوی محض سے اثبات کسی چیز کا نہین ہو سکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے کیونکر معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمہارا ذکر ہی وہان ذکر امام مہدی کا ہی اور تمہارا مہدی ہونا کہانسے ثابت ہوا یہ اول نزاع ہی اسیکو اپنی دلیل گردانا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صحف انبیائے سابقین مین مہدی کا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کاہے کو کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعوی کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی ہی پس دلیل ناقص اور دعوی کامل ہوا اور دوسرا امر یعنی اونکے حکم مین ظلم وعیب نہونے کا دعوی کہ مہدویون نے کیا ہی وہ بھی دعوی بلا دلیل ہی اور دعوی شہرت کا غلط ہی کہان سے ثابت ہوا کہ تمہارے شیخ کے حکم مین ظلم وعیب نہ تھا بلکہ تمہاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم وعیب سے مملو تھا چنانچہ شرح اسکی دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہی کہ علامت پہچاننے امام مہدی کی یہ ہی کہ صاحب سکینہ ووقار ہونگے اور حلال وحرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ اونکی طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسیکی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ ووقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ کسقدر سکینہ ووقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ ووقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ امراے اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت مین کافی نجان کر دوبارہ سوال کیا کہ وبای شیٔ یعنی اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ معرفت حلال وحرام سے اسکو بھی اوس مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت ہر مجتہد وعالم کو ہوتی ہی اسواسطے سہ بارہ سوال کیا کہ اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ حاجت ناس سے پس معلوم ہوا کہ امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین نہ فقط ایک ایک اور شیخ جونپوری مین دو باتین اخیر کی قطعا مفقود تہین اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید محمد تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ دلیل دوم مین کچھ مذکور ہو چکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ سندہ نے قاضی کو انکے پاس بھیجا کہ ہمارے قلمرو سے باہر چلے جاؤ میران نے نمانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاؤنگا قاضی نے کہا کہ اطاعت اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے کہا

کہ اگر کوئی شخص اپنے ملک مین جا نہ دیوے کیا کیا چاہیے میران نے کہا کہ ممالک ملوک کی ملک و ورثت
نہین ہین قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لین گے میران نے سر مجلس قاضی غریب کی
پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھہ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہین ہم نے کسکی جا
چھینی ہی کہ تو ایسا نالائق سخن زبان پر لاتا ہی قاضی غریب نے جا کر یہ اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ
سے عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہو کر ایک لشکر واسطے انتقام اخراج کے روانہ کیا لیکن
دریا خان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کر کے لشکر واپس کروایا انتہی مختصراً
انصاف کیا چاہیے کہ مجلس اسقدر معزز صاحب خدمت شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر ننگا
کر دینا کون سا سکینہ و وقار کہلاتا ہی کہین صاحب سکینہ و وقار مباحثے اور مناظرے مین کسیکی ہتک حرمت
اور آبرو ریزی نہین کرتے ہین بات کا جواب بات سے ہوتا ہی نہ ہاتھہ سے البتہ حاکم سند دریا دل تھا کہ باوجود
دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوئے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو بمنطوق
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اور بمنطوق وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا
انتقام پہونچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اس پر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوے امامت مہدویت کے
امامت جماعت کے حلال و حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدویت کے منکروں کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے
اور نماز جمعہ و عیدین مین اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم مین موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہین تو انکو کافر کہنا حرام ہی اور اگر کافر ہین تو انکے
پیچھے نماز پڑھنا حرام ہی یہان اسیقدر کافی ہی باقی گفتگو دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی باقی رہا
امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیون کا طرف مہدی کے اور حاجتمند نہونا مہدی کا طرف کسی کے
یہ بات شیخ جونپوری مین مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی رفع نہین ہوتی ہی سوال
نکرنا اور بات ہی اور حاجتمندی اور بات ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ ایک شخص نے ایک کپڑا
حضرت رسالت مین پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجا الیہا یعنی اس حال مین کہ محتاج تھے طرف
اوس کپڑے کی حال آنکہ سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ مین یہ قصہ مذکور ہی اور ظاہر ہی کہ
شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصاً ملک سند مین کہ مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ

وہان محض بواسطہ توکل کے چوراسی مرید انکا مرگیا فقر و فاقہ و حاجتمندی سب ایک چیز ہی جیسا کہ فقیر و مفتاق و محتاج ایک ہی اور آدمیونکو انکی طرف کیا حاجت تھی اگر ہوتی اپنے اپنے ملکون سے کیون اخراج کرتے محتاج محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی یا اوسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے اور اونکو لوگون سے حاجت تھی بلکہ دین مین بھی دوسرون کے محتاج تھے چنانچہ انصاف نامے کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتین جو مجسے ادا نہین ہوتی ہین مجکو بتلا دیو بعد چند روز کے میان لاڈ شہا نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوا ہی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ اور بعد فریضہ باہر آکر ادا فرماتے تھے میران نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آکر پڑھا کریگا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ روایت چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین اور روایت پنجم کا حاصل یہ ہی کہ حضرت نے فاطمہ زہرا سے قسم کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن و حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جسوقت کہ دنیا مین ہرج مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہو جاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹینگے پس بڑا چھوٹے پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کریگا اللہ تعالی ان دونون سے ایسے شخص کو کہ فتح کریگا قلعون گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کریگا دین کو آخر زمانے مین جیسا کہ قائم کیا مین نے اوسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی پر منطبق کرنیکے واسطے حصون الضلالت بمعنی قلوب غلف کے لیا اور عطف تفسیری مقرر کیا تاکہ مطلب یہ ٹھہرے کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہون کے اپنے فیض سے فتح کر کے اپنے عدل سے بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت جورا و ظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہی جور و ستم سے اور اس سے مراد خلاف ظاہر پر قرینہ ٹھیرایا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ و یملأ اللہ قلوب امة محمد غنی و یسعهم عدله یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا امت کو عدل مہدی کا انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی اسواسطے کہ روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ما قبل و ما بعد کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی صراحۃً تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقۂ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ زبان سے

فائدہ

بولتے ہین کہ نصوص ظاہر پر محمول ہین تاکہ فرقہ باطنیہ مین داخل نہو جاوین اور پھیر معانی ظاہر سے انکار کرتے ہین
اور البتہ تاویلات باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہین کہ فرقہ باطنیہ بہی پشیمان و حیران ہو جاتے ہین
دستور تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث سے
سمجھتے ہین کیونکہ خود متکلم سے بڑھ کر کوئی مبین مراد کلام نہین ہوتا ہی پہ جاے اسکی کہ اوسی حدیث مین
اوسی روایت و سند سے ایک کلام مین دوسر کلام کا موجود ہووے اور اوسکو نکالڈالنا اور خلاف اوسکے
محض اپنی راے سے ایک معنی ٹھیرانا سخت جرم و خیانت ہی اسیکو تفسیر بالراے اور تحریف معنوی کہتے ہین
اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی بعضی آیت کو دستاویز ٹھیراتے تھے اور بعضی سے
روگردان ہوتے تھے کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض اللہ تعالی اونکو فرماتا ہی اَفَتُؤْمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ
علماے مہدویہ کو چاہیے ہی کہ اپنے حرکات کو علماے اہل کتاب کے حرکات سے ازراہ انصاف ملا کر دیکھنا کہ
کسقدر طابق النعل بالنعل ہین پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے
حق مین مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزء عاجل یعنی خزی فی الحیوۃ الدنیا خود اونپر
نازل ہو چکا ہی کہ ہمیشہ طرد و ضرب و اخراج کے تختہ مشق رہتے ہین اور کبھی انجام و مآل بظفر و نصرت انجام
نہین پاتا ہی پس جزء آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللھم منزل الکتاب اھدنا
سبیل من اناب القصہ فقرہ کہ آخر حدیث ابونعیم سے حذف کر دیا وہ یہی ہی ویملا الدنیا عدلا
کما ملئت جورا یعنی بھر دیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم سے اب چشم انصاف
دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعوں اور ممالک فتح کرینکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہین پس کہنا کہ قلعے بالکل
فتح نہونگے بلکہ قلعون سے بھی مراد قلوب ہین نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دینا اوسکے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہین ہوتا ہی اگر دنیا مین سے چند آدمیونکو
عدل سے بھر دیا کہ وہ تمام اہل دنیا کا لاکھوان حصہ بھی نہین ہین کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دیا اور تشبیہ کسطرح درست ہوتی ہی کہ جیسا کہ بھری گئی تھی ظلم سے ظاہر ہی کہ ظلم سے تمام یا اکثر

بھری تھی اوسی موافق عدل سے بھی بھرنا تاکہ تشبیہ برابر آوے اور روایت امام احمد بن حنبل کی سالم یہ ہو کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابشرکم بالمھدي رجل من قريش من عترتي يبعث في امتي على اختلاف
من الناس وزلازل فيملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما ويرضى عنه
ساكن السماء وساكن الارض ويقسم المال صحاحا بالسوية بين الناس ويملأ قلوب امة محمد
غنىً ويسعهم عدله حتى انه يامر مناديا فينادي من له حاجة الي فما ياتيه احد الا رجل
واحد ياتيه يسئله فيقول ائت السادن حتى يعطيك فياتيه انا رسول المهدي
اليك لتعطيني مالا فيقول احث فيحثي ولا يستطيع ان يحمله فيلقي حتى يكون قدر ما يستطيع
ان يحمله فيخرج به فيندم فيقول انا كنت اجشع امة محمد نفسا كلهم دعي الى هذا
المال فترك غيري فيرده عليه فيقول انا لا نقبل شيئا اعطيناه فيلبث في ذلك ستا
او سبعا او ثمانيا او تسع سنين ولا خير في الحيوة بعده فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بشارت ہو تمکو ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہی قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاوےگا امت میری میں
وقت اختلاف آدمیون کے اور زلزلون کے پس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ظلم
وستم سے اور راضی ہونگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم کریگا مال کو
صحاح برابر آدمیون مین اور بھر دیگا دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا انکو عدل اوسکا یہان تک
کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کہ کس شخص کو حاجت ہی طرف میری پھر نہ آویگا اوسکے پاس
کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہینگے کہ جا خادم کے پاس تاکہ دیوے
تجکو پس آویگا اوسکے پاس کہ مین بھیجا ہوا مہدی کا ہون تیری طرف تاکہ دیوے تو مجکو مال پس کہیگا
کہ بھر لے پھر بھریگا اور نہ اوٹھا سکے گا پس ڈالدیگا یہان تک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھا سکنے
کے پھر لیکر نکلے گا پس نادم ہوگا پس کہے گا کہ میرا نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہی کہ سب بلائے گئے
طرف اس مال کے پس سب نے چھوڑا اوسکو سوا میرے پھر پھیرے گا اوسکو مہدی پر پس کہینگے کہ ہم
نہین لیتے ہین جس چیز کو کہ دیتے ہین پس ٹھیرے گا امام اس حال مین چھ یا سات یا آٹھ یا نو برس
اور نہین خیر ہی حیات مین بعد اوسکے انتہی اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الابصار کسقدر خلاف انصاف
و متعصب شخص ہی کہ اس تمام کلام سے مونہہ چھپا لیا اور بیچ کے دو فقرون کو ادھر اوٹھا لیا کہ بھر دیگا

دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا اور اس سے غنا زہد اور عدل سوینیانہ مراد لیا
اور ہرگز سیاق و سباق کلام کو نہ دیکھا کہ ماقبل میں تقسیم مال کا ذکر ہو کہ دال ہی کہ غنا بسبب اسی تقسیم کے حاصل
ہوئی ہی اور بعد اوسکے قصہ منادی کا مذکور ہی کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے
کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی و آسودہ ہو چکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالغرض غنا سے
غنا قلبی بھی مراد ہو اسی حدیث میں جو دوسرا امور مذکور ہین وہ تمہارے مہدی میں کہان ہین عترت محمدی سے
ہونا کب ثابت ہوا دلیل اول مین اوسکا بیان ہو چکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اوٹھانے سے
مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہو جاوین اختلاف موقوف نہوا اور زلزلے
کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے
بلکہ ہر زمین و الا اپنی اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے شعر تو کار زمین را
نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی + اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب غنا
کے طالب نہوا سوا ایک کے اور یہ کیا عادت ہی کہ بیچ مین سے ایک بات لے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا
روایت ششم کا حاصل یہی کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیرت مہدی یہ ہوگی کہ اپنے قبل
کے بدعات کو ڈھا دیگا جیسا کہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کر دیگا صاحب سراج الابصار
نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھا دیگا اور حاکم ہوگا درمیان
مذاہب کے انتہی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہی کہ بدعات فروعیہ اہل اسلام کو موقوف و نابود کر دینا تاکہ
اسلام از سر نو تازہ ہوکر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض بے آمیزش بدعت ہو جاوے اور یہ امر شیخ جونپوری سے
وقوع مین نہ آیا اور یہ مراد نہین ہی کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین یا اپنے چند مریدون پر اوسکو جاری کرین
اس مین مہدی کی کیا خصوصیت ہی تمام علماے دیندار ایسی کرتے ہین اور خطا مجتہدین کے حکم بننے کے
واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طریقون استنباط
کو پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہی کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلا دیا کرو
یا جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چہارم مین مذکور ہو چکا اور آیات قرآنی کے معنی
غلط کرے جیسا کہ اس تمام کتاب مین اوسکا جابجا ذکر ہی اور ایسے مقدمات مین دعوی کشف خلاف عقل

ونقل الاطائل محض ہے پس مہدویونکو ضروری کہ ثابت کریوین کہ مسائل اجتہادیہ کتنے ہین اور وہ نہین انکے مہدی نے کیا حکم کیا اور کس کو خطا ٹھہرایا ہے اور دلیل تخطیہ ہر مسئلے کی بیان کرین اور بغیر اس اثبات کے لاف زنی کچھ کام نہین آتی ہے اور روایت ہفتم کا حاصل یہ ہے کہ جناب متصوی فرماتے ہین کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نچھوڑیگا اور کسی سنت کو بغیر قایم کیے نچھوڑیگا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ آپ عمل کریگا اور دوسرون کو امر کریگا جیساکہ شیخ سعدی نے کہا ہے شعر علمی کہ ناکردہ قرآن ست ✤ کتب خانہ چندملت نشست ✤ یہان اگرچہ گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن قصہ مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمھاری تقریر کے موافق بھی یہ روایت تمھارے مہدی پر صادق نہین ہے اسواسطے کہ وہ تارک سنت اور آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد کہ بڑی سنت اور عہد مبارک حضرت رسالت ہی اوس پر جب سے مہدی ہوئے کبھی عمل نکیا اور زیارت قبر اطہر حضرت رسالت کہ سنت قولی ہے اور نہایت متوکد ہے اوسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن مین بہت سی سنتین ترک ہوئین مثلا قبا کو جانا اور مسجد نبوی مین نماز پڑھنا اور شہداے احد اور اہل بقیع کی زیارت کو جانا سواے اوسکے اور بہت سے مشاہد نبویہ کہ تمام امت اونسے اتباعا مشرف ہوتی ہے اور صحابہ سے آج تک سب اوس مواقع و مشاہد پر اتباع آنسرور کی کرتے رہے ہین بالکلیہ ان بزرگوار نے ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنے کے بدلے تازہ تازہ بدعات اختراع و ایجاد کین کہ گویا ایک شریعت تازہ تراشی یعنی نئیں فرض تازہ نکالے کہ پانچ نماز کے سواے ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوۃ کے سواے ایک عشر نیا ایجاد کیا کہ دلیل اخلاق اور بحث تسویہ مین اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی یہ روایات کہ معتبر تھین اسکا جواب بفضلہ تعالی بخوبی ہو چکا اور دوسرے روایات کہ اونکی دوسری کتابون مین مذکور ہین اکثر اغالیط و موضوعات اور دلائل نے معنی اور تطویلات بیجا ہین اونسے اعراض کیا گیا اب دل چاہتا ہے کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریرات کو جو وقت مباحثہ مہدویت کے سرزد ہوئے ہین گزارش کرون تاکہ سامعین با انصاف خود بدولت کی نیرنگیان اور خوبیان بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہووین **دلیل شانزدہم** مباحثہ شیخ جونپوری کہ بذات خود متصدی اثبات مہدویت ہوکر خلائق سے متکلمانہ مباحثہ و گفتگو کی ہے اور داد سخنوری و تیز زبانی کی دی ہے مگر اصل مطلب نہین ہے باقی سب کچھ ہے قصہ تفصیل مطلع الولایت مین لکھا ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ جب انکے مہدی ملک خراسان کے شہر فراہ مین پہونچے وہان کے علما خبر دعوی مہدویت کی سنکر ایکسال تک مباحثہ کرتے رہے جب سب عاجز ہوگئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون نے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت مین دار السلطنت ہرات کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک مین سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی اور ملا محمد شروانی

دلیل شانزدہم [illegible] شیخ جونپوری [illegible] مہدویت انکار [illegible]

اور ملا علی کال اور ملا محمد دوم کو انتخاب کرکے تمام کتابین اپنے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانون کی مع
ایک جماعت علما کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی دو مہینے تک دن تمام کتابون کو اولٹ پلٹ
کرکے چار سوال انتخاب کرکے چارون عالم چار سو سوار کے ساتھ فراہ کو روانہ ہوئے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت مین آکر سوال شروع کیے سوال اول تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہان سے کہتے ہو جواب بندہ نہین کہتا ہی فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ ای سید محمد تو مہدی موعود ہی
سوال دوم تم کونسا مذہب رکھتے ہو جواب ہم مذہب مصطفی رکھتے ہین کسی مذہب پر مقید نہین ہین
سوال سوم تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو جواب ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ کہ اس بندے کے بیان
کے موافق ہووے وہ صحیح ہی ورنہ غلط ہی سوال چہارم کہ تمام امت مین محال ہی پیش لاکر پوچھے کہ تم دعوی رویت
الہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو جواب میران نے آیات قرآنی فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا اور وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ اور أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ
أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ اور لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ اور لَن تَرَانِي وغیرہ سے رویت دار
دنیا مین ثابت کرکے پوچھا کہ قاضی بچند گواہ راضی علما نے کہا کہ بدو گواہ معتبر میران نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہین وبیت حق کی اور سید ہاتھہ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو حاضر ہین جو چاہو
سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمھین ایک گواہ بس ہو جب سب اشکال حل ہو چکے
تصدیق کرکے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر مشورے
تمھارے کے بادشاہ کی طرف سے سخن کرنیکا حکم نتھا تمنے وقت اشارے میران کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون
نہ پوچھ لیا تا کہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہو جاتے ملا علی نے کہا کہ مینے یہ خیال کیا کہ جب وہ مطہر قالب سے
مرکب تھی اوسوقت کا کلام علمائے جہان نے نوسو برس مین حل نکیا ہی اب کہ آمیزش اشباح سے مبرا ہی اگر کلام
کی مراد کو نہ پہونچکر کچھہ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہوگا اسواسطے فقط میری گواہی پر مینے اکتفا کیا
اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
حاضر ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہی کہ مقلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہی اگر ہم اس تجے پر ہوتے
حاجت پوچھنے کی نہ تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے شکر
خدا کا بجا لاؤ کہ نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین ستھے وہ مراد کلام کو نہ پائے ہین اب کہ بمقام ارواح ہین

نہ معلوم کہ بعد بوجھنے کے ہم کیا سمجھتے جواب اس مقام مین چند اشکال ہین **اشکال اول** کہ ایک برس تک علما فراہ مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علماے ہرات ان سوالات اربعہ کو کتابون سے انتخاب کرتے رہے یہ چودہ مہینے ہوئے ہین پھر مطلع الولایت مین لکھتا ہی کہ بعد سوال و جواب کے علماے ہرات تصدیق مہدویت کی کر گئے ملا علی یہین صحبت مین رہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی زبانی سب کیفیت سنکر مصدق ہوکر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعد دس منزل کے راہ مین بسبب ضعف و پیری کے مر گیا اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ راہ سے قریب سبزوار کے خبر موت شیخ جونپوری کی سنکر پھر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام و غیرہ علماے ہرات و فراہ اور اکثر خلائق اوس عصر نے تصدیق مہدویت کی کی غرضکہ یہ مدت آنے جانے علما کور اور فتح بادشاہ کی چودہ مہینون پر اور اضافہ ہوئی حالانکہ کل قیام شیخ موصوف کا فراہ مین نو مہینے ہی جیسا کہ تمام کتب مہدویہ سے ثابت ہی چنانچہ باب دوم مین مذکور ہو چکا پس نو مہینے مین اتنے مہینے کیونکر داخل ہو گئے **دوم** یہ کہ سرزمین ہند مین کہ چند غربا و رعایا معتقد ہوے اور سلاطین و حکام ہمیشہ نکال کرتے رہے جب پر اب تک ہی اہل مذہب موجود ہین اور خراسان مین اگر بادشاہ و علما و رعایا مصدق ہوگئے تھے چاہیے تھا کہ وہان یہان سے زیادہ یہ مذہب باقی ہوتا کیونکہ الملک والدین توامان و الناس علی دین ملوکھم قول مشہور ہی اور ایسی دستور ہی کہ جس ملک کا بادشاہ و حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہین رعایا بھی اوسپر قدم رکھتے ہین اور اوس بلاد مین وہ مذہب مدت تک رسوخ پاتا ہی اور فروغ پکڑتا ہی حالانکہ اوس ملک مین مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہین جانتا ہی اور قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہین کہ ایک ہندی سید کی یہ قبر ہی اور یہ بھی کسیکو نہین معلوم ہی کہ ان بزرگ نے دعوی مہدویت کا کیا تھا یا مذہب مہدویون کا کیسا ہوتا ہی اور کہان ہی اور نہ کسی تاریخ عجم مین مذکور ہی کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون اور علماے خراسان نے تصدیق کی تھی حالانکہ ہند و گجرات کی تاریخ مین باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم و مرزبان مصدق نہوا تھا قصہ انکے رواج و اخراج کا مسطور ہی **سوم** یہ کہ یہ چار سوال اس قابل تھے کہ تمام علماے ہرات دو مہینے کی دوڑ دہوپ کر کے انتخاب کرین کیا باوجود اسقدر ورق گردانی کے اونکے دلونپر پردہ پڑگیا تھا کہ تمام علامات و خصائص مہدی کے کہ احادیث صحاح مین مذکور ہین بھول گئے اور چار باتین ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول سکتا ہی کہ مین ایسا ہون کہ کسی مذہب کا مقید نہین ہون اور جو تفسیر میرے موافق ہو سو صحیح ہی باقی سب غلط ہی اور مین امر الٰہی سے دعوی کرتا ہون اور میری بات پر گواہ محمد رسول اللہ ہین یہ سب دعوے بلا دلیل ہین

ان موعودین کو مسعودیت کی دلیل ٹھہرائی اور رسید می راہ کسیکی سمجھہ مین نہ آئی چہارم یہ سوال و جواب اول ایسا ہی
کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بلا امر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود ہونیپر دلیل
پوچھی حقیقت مین مہدی بامر الٰہی ہونیپر دلیل پوچھی اوسکا جواب یہ دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون یعنی
سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کردیا اگر کوئی ادنی سمجھہ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
ہنسین سگے چہ جائیکہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علماے خراسانی باسانی راضی ہوجاوین پنجم
یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہی فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہوجاوے تو ہزارون لامذہب
کہ مقید کسی مذہب کے نہین ہین مہدی ہوجاوین ترک تقلید کے واسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت
نکرین ترک تقلید حرام ہی اور مقام علمی خود اونکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ششم یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بدتر از دوم ہی اسواسطے
کہ تفاسیر علمانے اپنے ہواے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالراے گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی بروایات
صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اوترا ہی اسطرح بیان
فرمائی ہی اوسکو مفسرین نے نقل کیا ہی اور بعضی جاے معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ
تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب یہ کہنا کہ جو تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی
باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا اور رسول جو معنی کہ بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے
مخالف بیان کرین وہ غلط ہین استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی
کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہا نسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتم یہ کہ صاحب
مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیا وی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے
نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصا اجماع صحابہ
کہ تمام امت مین وہ بھی داخل ہین انکے مہدی کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت
دنیاویکے محال قطعی ہونیکے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر ہی اور عجب
فہم ہی اشکال ہشتم یہ کہ میران سنے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہراے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
رسالت پناہ کی طرفکی اور یہ نسمجھے کہ آپ اس دعوے مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہوسکتے ہین یہ خطا صریح ہی
ایسی موٹی بات نسمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

اسی قباحت کے بند وبست کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام بڑھا کر دو گواہ کر دیے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہی کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسیکنے سنا
اور نہ انکو کسیینے اوس مجلس مین دیکھا کلام نہ سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی مقر ہین اور نہ دیکھنا بھی
خود ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ شواہد الولایت کی عبارت مین مذکور ہوا کہ ملا علی نے جواب دیا کہ اگر ہم
اس رتبے پر ہوتے حاجت پوچھنے کی تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو
دیکھتے الخ پس معلوم ہوا کہ میران نے فقط ایک اشارہ ہوائی کیا کہ نہ وہان کوئی نظر پڑا اور نہ کسیکا آواز سنا گیا
پس گواہی ہرگز ثابت نہوئی اور فقط میران کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہ گیا اشکال نہم آیات مذکورۂ الصدر
کہ میران نے اثبات رویت دنیاوی کیواسطے نقل کیے ہین ہرگز اون سے رویت دنیوی پر استدلال
نہین ہوسکتا ہی کیونکہ آیت اول فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ
أَحَدًا کے معنی یہ ہین پھر جو شخص امید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام اور نہ
شریک کرے اپنے رب کی عبادت مین کسیکو مراد لقاے رب سے رجوع طرف اللہ تعالی کے دار آخرت مین کہ تمام
اعمال و عبادات اوسیدن کیواسطے ہین یا دیدار خداوند عالم کا اوس عالم مین کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت نہین ہی
اور آیت دوم وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہین کہ اور جو کوئی
رہا اس جہان مین اندھا سو وہ پچھلے جہان مین اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ ماقبل مین جو نعمتین اس جہان کی ربکم الذی یزجی سے تفضیلا
تک مذکور ہین جو شخص اون نعمتون مین باوجودیکہ معاینہ کرتا ہی اندھا رہا وہ شخص امر آخرت مین کہ اوسکا معاینہ
نہین کیا ہی اور دیکھا نہین ہی اندھا اور گمراہ تر ہی اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہین کیونکہ بعد
ذکر ان نعمتونکے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت مین کہ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقے کو ساتھ اونکے سردار کے
پھر جسکو ملا اوسکا نامہ اعمال اوسکے سیدھے ہاتھ مین سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم نہوگا اونپر ایک
تاگے کا بعد ان دونون تذکرون کے فرمایا ومن کان فی هذه اعمی الآیۃ اور دوسرے مفسرین نے یہ معنی
کہے ہین کہ جو شخص اس دنیا مین خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سے اندھا رہا پس وہ آخرت
مین بھی اندھا اور گمراہ تر ہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا مین کافر گمراہ رہا وہ آخرت مین

بھی اندھا اور زیادہ تر راہ بھولا ہوا ہی اور آیت سوم اَلَاۤ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ
مُّحِیْطٌ کے معنی یہ ہین آگاہ ہو وہ لوگ دہوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
گھیر رہا ہی ہر چیز کو یعنی قیامت مین اونکو دہوکا اور شک ہی اور رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اوسکو
خبر ہی کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہی اور آیت چہارم لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ کے معنی یہ ہین کہ اوسکو نہین پا سکتی آنکھین اور وہ پا سکتا ہی آنکھونکو اور وہ بھید
جاننے والا خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہین کہ دیدار الٰہی جیسا کہ دنیا مین نہین ہی آخرت مین بھی نہین ہی
اور اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دنیا مین نہین ہی مگر آخرت مین ہوگا
اسواسطے جواب دیتے ہین کہ اس آیت مین نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہین احاطے کو اور شی کی کنہ جان لینے
کو اور یہ بات البتہ آخرت مین بھی نہوگی فقط دید ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی اگرچہ یہان
اوسکا کچھ ذکر نہین ہی اور ابن عباس اور مقاتل نے کہا کہ اس آیت مین دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی
دنیا مین ابصار اوسکو ادراک نہین کر سکتے ہین اور آخرت مین دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی
لِمِیْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ
مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ
تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے معنی یہ ہین اور جب پہونچا موسی ہمارے وقت پر اور کلام کیا
اوس سے اوسکے رب نے بولا اے رب تو مجکو دکھا کہ مین تجکو دیکھون کہا تو مجکو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن دیکھتا رہ
پہاڑ کیطرف جو وہ اگر ٹھہرا اپنی جگہہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف کر دیا
اوسکو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہی مینے توبہ کی تیرے پاس
اور مین سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر مین
وعدہ کیا تھا اللہ تعالی جب تمہارے دشمن فرعون و قبط کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمین تمام امر
و نہی کا بیان ہوگا پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے
جناب باری مین اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روزے موافق
فرمان کے جب پورے کر چکے اپنے مونہہ کی بو کو کہ بسبب روزون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
کر ڈالا کیونکہ خداوند عالم سے بات کرتا ہی حکم ہوا کہ تم نہین جانتے ہو کہ روزہ دار کے مونہہ کی بو ہمارے

نزدیک مشک کی بو سے بہتر ہی اب سن وزے سے او سے رکھو جب یہ وقت بھی پورا ہو چکا موسی علیہ السلام
غسل کرکے اور کپڑے صاف کرکے طور سینا پر حاضر ہوئے اوسیکا ذکر ہی کہ ولما جاء موسی لمیقاتنا پس
دیکھا کہ اللہ تعالی نے سات فرسنگ تک میدان طور میں تاریکی اوتاری ہی اور شیطان اور جانورون زمینی کو
وہان سے ہانک کر صاف کردیا ہی اور آسمانونکے پردے اوٹھ گئے ہین کہ ملائک ہوا مین کھڑے ہوئے نظر آتے ہین
اور عرش الہی ظاہر معلوم ہو رہا ہی اور قلم کی کشش کا آواز سنا جاتا ہی پس کلام الہی شروع ہوا اور سنا جاتا اور اثر کوئی
اسطرح پر ہوئی کہ موسی نے سنا اور جبرئیل کہ اونکے ساتھ تھے اونہون نے سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ
حلاوت کلام سے اسقدر ذوق و شوق مین آگئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے کہ دنیا جائے دیدار نہین ہی لیکن کمال اشتیاق
سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی تو مجکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی
بشر کو طاقت نہین ہی کہ دنیا مین مجھپر نظر کرے جو دنیا مین میری طرف نظر کریگا مرجاویگا موسی نے کہا الہی مین تیرا
کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہون اور تجکو دیکھکر مرجانا میرے نزدیک بے دیدار جینے سے بہتر ہی کوہ زبیر کہ دنیا
مین سب پہاڑون سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر کرو اگر یہ تجلی کی تاب لاسکا اور اپنی جائے پر قائم رہا
تو تم بھی دیکھ سکوگے پس جناب باری تعالی نے اول اپنی مخلوقات مین کی سخت و ہولناک چیزین نمودار فرمائین
کیونکہ جو کہ مخلوقات کے ہیبت کی تاب نلاسکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید اسواسطے
بھی کہ ان چیزونکو دیکھکر کچھ مزاج خوگیر عادت پذیر ہو جاوے پس پہلے صواعق اور رعد اور برق پہاڑ کے
ہر طرف چار چار فرسنگ تک حاملہ کین اور آسمانون کے فرشتون نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان دنیا کے فرشتے بڑی آوازون سے مانند سخت کڑکنے بادل کے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیرون کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے روبرو آئے
یہ حالت دیکھ اور سنکر حضرت موسی کے جسم و سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ مین یہ سوال
کرکے نادم ہوا اب اس جا سے کچھ صورت نجات کی ہو جاوے اون ملائک کے سردار نے کہا کہ ای موسی صبر کرو جیسا کہ تم نے سوال
کیا ہی صبر کرو یہ جو تم نے دیکھا ہی سو بہت مین سے تھوڑا ہی پھر آسمان سوم کے فرشتونکا ایک لشکر عظیم مانند
کرگسون کے کمال شدت اور زلزلے کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اوترا اور رنگ اونکے مانند شعلون آگ کے
تھے حضرت موسی نہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے مایوس ہوئے اون ملائک کے افضل فرشتہ میکائیل نے
کہا کہ ای فرزند عمران اپنی جائے پر ٹھہرے رہنا کہ ایسی چیزین دیکھو کہ جن پر صبر نہو سکیگا پھر آسمان چہارم کے

فرشتے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق مین کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلۂ آتشی کے مانند اور خلقت
انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح و تقدیس کی آواز سب فرشتون گذشتہ سے بڑہکر تھی پس موسی علیہ السلام کا
دل کانپنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ و بکا آغاز کیا پھر سردار ملائکہ نے کہا کہ ای فرزند عمران جو
کچھ مانگے ہوا و سپر جمے رہو یہ جو دیکھا ہی بہت مین کا تھوڑا ہی پھر آسمان پنجم کے فرشتے نازل ہوے کہ
سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے شکل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی انوار کے
نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے
کی نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے
سردار نے کہا کہ ای ابن عمران اپنی جا پر رہو تاکہ بعضی چیزین ایسی دیکھو کہ جن پر صبر نکر سکو گے پھر اللہ
تعالے نے چھٹے آسمان کے فرشتون کو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے
کی طلب کی ہی پس اس طرح پر اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک درخت
خرما آتش کا ہاتھ پر ہوگا ہی لیکن چمک وسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہای
آتش کے تھے جب تسبیح و تقدیس کرتے تھے سموات سابعہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے
باواز شدید بولتے تھے کہ سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر مین چار چہرے تھے جب
حضرت موسی نے یہ حال دیکھا پکار کر اونکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرنے لگے اور روکر کہنے لگے کہ ای رب میرے
یاد کر مجھکو اور اپنے بندے کو مت بھول جا مجھکو معلوم نہین کہ مین یہان سے نجات پاتا ہون یا نہین اگر نکلون تو
جلتا ہون اور اگر ٹھہرون تو مرتا ہون سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہی کہ خوف تیرا بڑھے گا اور دل تیرا
اوکھڑ جاویگا پس صبر کر جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالے نے حکم کیا کہ ساتوین
آسمان کے ملائک مین عرش اوٹھایا جاوے پس جبکہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت آلہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ
سموات باواز بلند پکارے کہ سبحان القدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور وہ پہاڑ اور اوسکے تمام پہاڑ ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئے او بندۂ ضعیف موسی سلام اللہ علیہ بیہوش ہوکر مونہہ کے بل گر پڑے کہ روح ساتھ نرہی اور جس پتھر پر تھے
اوسکو اللہ تعالے نے اونپر پلٹ کر شکل قبہ کے کر دیا تاکہ جل نجاوین پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے روح کو بھیجا تب
موسی خدا کی پناہ مانگتے ہوے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا مین تجھپر ای رب اور تصدیق کی مینے
کہ کوئی شخص تجکو دیکھکر زندہ نرہیگا جو شخص تیرے فرشتون کو دیکھے گا اوسکا دل اوکھڑ جاویگا پس عظمت تیری ہی

تیری اور کیا عظمت ہی تیرے فرشتون کی تو رب الارباب ہی اور الہ الآلہہ ہی اور مالک الملوک ہی کوئی شی تیری برابری
نہین کر سکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قائم ہو سکتی ہی تیرے واسطے حمد ہی نہین ہی کوئی شریک تیرا کیا عظمت ہی
تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار نے فرمایا کہ عظمت الٰہی مین سے پہاڑ طور
پر بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کر دیا اور سدی نے کہا کہ بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسپر دلیل یہ ہی
کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالت مآب نے آیت فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پڑھ کر ابہام کو خنصر کے بند
اعلی پر رکھکر فرمایا کہ اسقدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دھسگیا اور سہیل بن سعد سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردون مین
سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کر دیا وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسی
بیہوش گرے کہ عرفہ کا دن تھا اور توریت جمعے کے روز دسوین ذیحجہ کو عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسی
علیہ السلام گرے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت کیا ہوا اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ جس وقت
موسی غشی مین پڑے ہوئے تھے ملائک آسمانون کے اونکے پاس آکر بولے کہ اے بیٹے حائض عورتون کے تو نے
طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسی کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ مین نے ایک بڑی بات کا سوال
کیا تھا کہ میرے لائق نہ تھا بولے کہ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ یعنی تو پاک ہی اور مین نے توبہ کی سوال رویت سے
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور مین پہلا مومن اور ایمان لانے والا ہون اسبات پر کہ تو دنیا مین نہین دیکھا جاویگا انتہی یہ
خلاصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزدیک کہ
صحابہ و تابعین بھی اونمین ہین آیات مذکورۃ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہین ثابت ہوتا ہی اور سب نے شیخ
جونپور کے خلاف معنی بیان کیے ہین اور شیخ نے عجیب استدلال کیا ہی کہ بعضی آیات کہ نفی وقوع رویت پر دلالت
کرتی ہین جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اوسکو بھی استدلال وقوع رویت مین پیش کیا یہ عجیب ماجرا ہی کہ کچھ
عقل و نقل سے علاقہ نہین رکھتا البتہ سوال حضرت موسی امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی صاف نفی وقوع پر
دال ہی اور یہان کلام فقط وقوع مین ہی نہ امکان مین غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات کے جیسا کہ
شیخ موصوف سمجھے ہین مخالف درایت و روایت ہین پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال آیات لے باوجود قائم ہونے ایسے احتمالات مدلہ کے استدلال وقوع رویت پر نہین ہو سکتا ہی اور مذہب
اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت مین ممکن ہی عقلاً اور سمعاً اور واقع ہی سمعاً کہ آیات و احادیث وسپر دال ہین اور دنیا
مین ممکن ہی عقلا اور امکان سمعی مین اختلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین واقع نہین ہی

کیونکے واسطے سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضونکا اوسمین بھی اختلاف ہی چنانچہ علم کلام کی معتبر
کتابون مین اسکی تفصیل مذکور ہی اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمۂ مشکوٰۃ مین لکھتے ہین کہ سلف و خلف مین سے کسی
شخص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پونہچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہی اور کسی نے
اس امر کا دعوی نکیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اور انوار فقہ شافعی مین لکھا ہی کہ جو
شخص کہے کہ خدا تعالی کو دنیا مین سر کی آنکھ سے عیان دیکھتا ہون مین اور اللہ تعالی بالمشافہہ مجھسے کلام کرتا ہی
کافر ہو جاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری سوائے
حضرت رسالت کے کسیکے واسطے شدنی نہین ہی پس عالم میان نے استفتاء کبیر کے حاشیے پر عبارت شیخ عبدالحق رح کی کہ
در امکان رویت حق در دنیا خود ہیچکس را خلافی نیست و اگر درین مقام آنچہ ممکن است او را از غایت قرب و کمال حاصل
نشدہ باشد دیگر کجا و کی حاصل خواہد شد بارب مگر رویت بصری را مخصوص بدار آخرت و موقوف آن نشاۃ داشتہ باشند
و نیست بران دلیل قاطع و با وجود حصول رویت بصری درینجا بوجہی کہ مناسب این نشاۃ باشد تواند کہ بعضی تفاصیل
وجوہ و حالات موقوف نشاۃ آخرت بود و باشد تا آخر کہ فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہی کہ مشعر رویت بصری
دنیاوی پر ہی وہ حضرت رسالت کے حق مین ہی نہ دوسرون کے اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا
ذکر ہی ورنہ شیخ شروع باب رویت اللہ تعالی مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہو چکا پھر اوسی باب کی فصل
ثالث مین اقرار کرین کسیکی عقل مین نہین آتا ہی سوا عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علیحدہ ہی اگر کوئی شخص ادنی
تامل اوس مقام مین کریگا صاف کہیگا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہی فقط اسواسطے کہ قبل اوسکے سراسر حضرت کی
رویت بصری نبوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہی اور متصل اس عبارت سے اول یہ عبارت ہی و تحقیق آنحضرت علیہ السلام
ورای ایہام خلق و عقول ایشان خصوصا در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب وست و در امکان رویت
حق در دنیا خود الی آخرہ اور ضمیر او در انفقرہ و آنچہ ممکن است او را مین راجع طرف آنحضرت کے ہی اور لفظ غایت قرب
و کمال کا بھی دال اسی امر پر ہی کہ مراد حضرت رسالت ہین ورنہ بس دلیل ہفتدہم اخلاق یہ دلیل مہدویون کی
مدعی ہدایت او طرہ دلائل ہی کہ اسی پر مہدویت شیخ جونپوری کا بڑا مدار قرار ہی اور سب سے اول عبدالملک سجاوندی کو یہ تدبیر
سوجھی کہ جب احادیث نبویہ اپنے شیخ کے سراسر مخالف ہین اونسے استدلال مشکل ہی اخلاق سے استدلال کیا چاہیے چنانچہ اسمین
بہت ہاتھ پاون مارے اور کمال طمطراق سے اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ حسن اخلاق
حسنہ سے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق کی گئی اونہین اخلاق سے ہمنے اپنے شیخ کی مہدویت کی بھی تصدیق

فا

کی کیونکہ اخلاق اصل علت تصدیقات کے ہین بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علما و روایات اس مقدمے
مین کہ اخلاق انبیا دلیل صدق و علت تصدیق ہوتے ہین نقل کین چنانچہ عبارت شرح عقائد نسفی کی وقد
یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی بعد اوسکے طوالع سے نقل کیا کہ اخلاق عظیمہ
صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا سے تمام عمر اور سخاوت اس درجے پر کہ
ایکروز کے قوت سے زیادہ کبھی نہ رکھا اور شجاعت اس حد پر کہ کبھی قدم نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک سامنے آیا اور فصاحت
اس درجے پر کہ تمام بلغا و فصحاے عرب کو ساکت کر دیا اور اصرار دعوے پر باوجود تحمل مصائب سخت کے اور ترفع اغنیا سے
اور تواضع ساتھ فقرا کے کہ اجتماع ان صفات کا اوس ذات اطہر مین اعظم معجزات اور اقوی دلالات نبوت سے ہی انتہی
بعد ہر دو نقل کے صاحب سراج الابصار نے کہا کہ جب ارباب بصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہو جاتی
ہی زمانہ نبوت مین اگر اب کوئی شخص ایک امر ممکن کا کہ نبوت سے کم دعوی کرے اور موصوف بتمام اخلاق حمیدہ ہو اوسکی
تصدیق مین کیا تامل ہی اور اس دلیل قطعی کے روبرو احادیث ظنیہ سے کیونکر اوسکا انکار و رد ہو سکتا ہی بعد اوسکے تفسیر حمالی
سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب بصارت کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہی اور قاصرین کو کہ فرق درمیان کلام اللہ و کلام بشر کے
نہین پہچان سکتے ہین معجزہ درکار ہی اسواسطے بعضے محققین نے کہا ہی کہ قاصر معجزات سے اعتقاد اصادق اور اعمال صالحہ۔
استدلال کرتا ہی اور کامل ان دونون کے کمال سے کسی شخص مین اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال کرتا ہی پس جو شخص
کہ ان دونون قوت علمی و عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے ہم جانینگے کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہی انتہی بعد
اوسکے مصنف مذکور نے اپنے مہدی کے اصحاب کی ریاضات کا بیان کرکے انکو اطبا امراض روحانیہ کا بنایا بعد اوسکے
تفسیر نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی مین نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق درمیان صاحب
معجزہ اور ساحر کے اور الہام ملکی اور وسوسہ شیطانی مین معلوم ہو سکتا ہی بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصر ابادی کا انکی تفسیر
کاشف المغنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت مین کہ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ
وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ اور جب لیا اللہ نے اقرار نبیون کا کہ جو
کچھ مین نے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوسپر ایمان لاؤگے اور اوسکی
مدد کروگے یعنی مصدق لما معکم سے معنی یہ ہین کہ اسکے اقوال و افعال تمہاری کتاب کے موافق ہون یہ آیت
اگرچہ قرآن مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیواسطے نازل ہوئی ہی لاکن حکم اسکا انبیاے سابق مین بھی جاری
تھا کہ سب انبیا اور انکی امتون مین اسکے بموجب امر تھا کہ جب کوئی مرد صالح اقوال و افعال و احوال مین موافق انبیاے سابق

وحال کے اونمین ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اوسپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمین سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان اقوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمۂ نبوت مین اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر مین سحر سے مشتبہ ہوتا ہے
اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف باخلاق انبیا کمال ولایت مین پھر لاوے کوئی
خطاب خدا اور رسول کیطرف سے اور خبر دیوے اپنے احوال مین سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح سمجھتا ہو
واجب ہوتا ہے خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہے تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر نہوا ہو اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہووے اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہووے پس اوسکی تکذیب
ایسی ہی جیسا کہ کسی پیغمبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب مین اوسکی تکفیر ہے اور تکفیر مومن صالح کی کفر ہے اور اخبار اوسکی
جانب الٰہی سے بواسطے روح رسول اللہ کے دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکی مقابلے مین ساقط ہوجاویگی کیونکہ
جو شخص کہ اس مقام کو پہونچے گا خدا تعالی پر واقف ہوگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوئی اسلیے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافق خصال انبیا گذشتہ کے ہوتی ہے پس خصلت علت ہے تصدیق کی
اور وہ موجود ہے اس ولی مین پس حکم اوسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنیفہ سے ہے انتہی کلام مصنف غرضکہ اسیطرح
سراج الابصار نے بعد اسکے حدیث ابتداے وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق نبویہ سے
استدلال اوپر نفی خزی کے کیا کہ واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابو حامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ انھون نے حضرت رسالت
کے اخلاق بیان کرکے کہا ہے کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہے اور احوال حضرت کے شواہد ناطقہ ہیں
حضرت کے صدق پر یہانتک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ھذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہے خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب وفقہ کی حقیقت کو جانتا
ہووے وہ اطبا اور فقہا کو اونکے مشاہدۂ احوال و سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہے اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہوجاویگا کہ مثلاً شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہے ایسی ہی جب حقیقت
معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن واحادیث کا مطالعہ کرے تیقن حاصل ہوجاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلی درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے منقولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہوجاویگی کہ کیسا سچ

نکلا یہ قول کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جسنے ایک علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالی ایک علم لدنی
مرحمت فرماتا ہی اور کیسے سچے ہوے اس قول مین کہ من اعان ظالما سلطه الله علیه یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی
اللہ تعالی اوسی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچ ہو لیے اس قول مین کہ من اصبح وهمومه هم واحد کفاه الله هموم
الدنیا والاخرة یعنی جسنے سب فکرین چھوڑ کر ایک فکر خدا کی رکھی اللہ تعالی اوسکی دنیا اور آخرت کی فکرون کے واسطے
کفایت کرتا ہی ایسی جب کہ ہزار دو ہزار بات کا تجربہ کریگا تجکو یقین بے شبہہ و شک حاصل ہو جاویگا پس اس طریق سے
یقین طلب کرنا عصا کو اژدہا کرنے سے اور چاند کو شق کرنے سے کہ اوسکے ساتھہ اگر دوسرے قرائن و احوال کا
ملاحظہ نکیا جاے اشتباہ سحر و نظر بندی کا بھی ہو جاتا ہی اور لیکن ذوق باطن سے پہچاننا بدرجہا عالی ہی جیسا کہ آنکھ سے
دیکھہ لیے یا ہاتھہ سے پکڑ لیے کے برابر ہی یہ سوا طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا ہی انتہی بعد اوسکے مصنف مذکور نے بیان کیا کہ اکثر
صحابہ کرام حضرت کے اخلاق و اقوال پر ایمان لائے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور ابوذر اور ضماد طبیب اور بریدہ ہمراہ
ساٹھہ سوار کے اور عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن ابی بن سلول نے مع اپنے رفقا کے بعد واقعہ بدر کے بیعت کی اور ایکا بیٹا بہو دیکا
حالت مرض مین اسلام لایا اور نجاشی بادشاہ حبش مع امرا و رہبان علما کے قرآن سنکر ایمان لایا بلا تفتیش بلاغت
وغیرہ کے اسیطرح تمام عرب فتح مکہ دیکھکر ایمان لائے اور جن بمجرد سماع قرآن کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان محض
موہبت الہیہ ہی اور مناسبت باطنیہ کہ الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر
اختلف اور معجزہ دیکھکر کم لوگ ایمان لائے ہین اسواسطے کہ صحت معجزے کی بھی محتاج طرف اخلاق کے ہی اور صالت
اخلاق پر سوا اس منقولات کے یہ آیت بھی دلیل ہی کہ ام لم یعرفوا رسولهم ای بالامانة والصدق وفور العقل والعلم من غیر
التعلم وحسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہی بعد اوسکے اپنی قوم کی ثنا و صفت بہت سی بیان کی کہ اوصاف
اونکے مانند اوصاف اصحاب انبیاے علیہم السلام کے ہین اور بہرحال اونکو لوگ منسوب بگمراہی کرتے ہین حالانکہ جبکہ
اخلاق سے نبوت ثابت ہو جاتی ہی مہدویت کے ثبوت مین کیا تامل ہی انتہی ملخصًا جواب خلاصہ شرح
حقیقت خلق کا کہ جسپر علما و عرفاے اسلامی اور حکماے یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور اخلاق
ناصری وغیرہ اوس سے مالامال ہین اسطرح پر ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق بالضم
صورت باطن کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب ہی دو چیز سے ایک جسد کہ بصارت چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے
روح کہ بصیرت دل سے پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبے مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کو ایک ہیئت
و صورت ضرور ہی قبیح ہو یا حسن ایسی روح کو بھی ایک ہیئت و صورت ہوتی ہی قبیح ہو یا حسن اوسی ہیئت

خلاصہ شرح حقیقت خلق ...

روحانی کو خلق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح و بد
ہوا پس خلق کہتے ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف بآسانی صادر ہووین نیک یا بد لیکن اگر ایسی
ہیئت ہی کہ اوس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعاً اور عقلاً پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن بولینگے
اور اگر ناپسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور ہے ایک یہ کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ و ثابت
ہووے ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلاً داد و دہش بسبب ریا وغیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا خلق نہوگی
دوسرے یہ کہ بلا تکلف بآسانی اوس سے وہ فعل صادر ہووے ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین منفعت اپنے
تئین ضبط کیا سخا و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہی ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا حسن مطلق
فقط آنکھہ کے یا ناک کے یا رخسارے کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہی بلکہ تمام سراپا حسن چاہیے تب حسن ظاہر کامل
ہووے ایسے ہی باطن مین چار ارکان ہین جب اون چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم
اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معروف بہ نفس عاقل و نفس ملکی کہ مبدا ہی
فکر و تمیز و شوق ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہی کہ اقوال مین صدق و کذب کو بآسانی جدا جدا پہچان لیوے
کہ یہ سچ ہی اور یہ جھوٹھہ اور اعتقادات مین حق و باطل مین بآسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے
جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہی حکمت نظری یعنی چیزونکو جسطرح پر کہ نفس الامر
مین ہین ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہی ویسی کام کرنا بقدر اپنے
حوصلے اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہی حشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا
اوسکا حسن یہ ہی کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے
کرے تا کہ جوش بے وقت اور تجاوز حد سے واقع نہووے اور صفت حلم و شجاعت اوسکی تابع ہی پیدا ہووے
اور قوت شہوت معروف بہ نفس بہیمی کہ مبدا ہی شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا
حسن اوسکا بھی یہی ہی کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے تحت
اتباع ہوا و ہوس نکرے تا کہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہی پیدا ہووے اور قوت عدل اوس قوت کا
نام ہی کہ جس وقت علم کو اول درجہ اعتدال و توسط پر کرکے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور الصدر کے
اسکے تابع کر دیتی ہی اور حد سے تجاوز ہونے نہین دیتی ہی اور جب ان تینون کے ترکیب سے جب ایک حالت اعتدالی خالی افراط
و تفریط سے پیدا ہوتی ہی اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہی اور افراط و تفریط قبیح ہی چنانچہ

افراط قوت غضبیہ تہور ہی اور تفریط جبن ہی یہ دونون خلق قبیح ہین اور درجہ متوسط شجاعت ہی وہی خلق حسن ہی
ایسیہی قوت شہویہ کی افراط شرہ اور تفریط کو خمود شہوت کہتے ہین کہ دونون نامحمود ہین اور متوسط عفت ہی کہ خلق
نیک وہی ہی اسیطرح حکمت بھی درجہ میانہ نام اور اوسکی افراط کو گربزی کہتے ہین یعنی بضرورت وبیموقع
فکرین دوڑانا اور تفریط کو بلہ کہتے ہین یعنی باختیار وارادت استعمال عقل نکرنا نہ از روے خلقت اسیواسطے تمام حکماے
متقدمین ومتاخرین کا اتفاق ہی کہ اصول واجناس فضائل کے چار ہین حکمت وشجاعت وعفت وعدالت اور فروع
اسکے بیشمار ہین اور بقدر مشہور کتب اخلاق مین مذکور ہین چنانچہ ذکا وسرعت فہم وصفاے ذہن وسہولت تعلم وحسن
تعقل وتحفظ وتذکر یہ انواع جنس حکمت کے ہین اور نجدت وبلند ہمتی وثبات وحلم وسکون نفس وشہامت وتحمل وتواضع
وحمیت ومرقت جنس شجاعت کے انواع ہین اور حیا ورفق وحسن ہدی ومسالمت وصبر وقناعت ووقار وورع
وانتظام وسخا جنس عفت کے انواع ہین اور صداقت والفت ووفا وصلۂ رحم ومکافات وحسن شرکت وحسن قضا وتودد
وتسلیم وتوکل وعبادت جنس عدالت کے انواع ہین اور اضداد انکی رذائل وبداخلاق ہین اور کوئی شخص مستحق مدح اور مفاخرت کا
نہین ہوتا ہی مگر انہین صفات سے خواہ اوسکی ذات مین ہون یا اوسکے آبا واسلاف مین اور سواے اسکے اگر کوئی دولت
ومال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہین ہی لیکن دو قسم کی معرفت یہان مشکل ہوتی ہی ایک یہ کہ
یہ فضائل چہارگانہ اور انکے فروع اکثر غیر فضائل کے سبب مشاکلت ظاہری کے مشتبہ ہوجاتے ہین اونمین فرق وتمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہی اور اکثر لوگونکو دھوکا واقع ہوتا ہی اسواسطے کہ فضیلت اوسے کہتے ہین کہ اوسکا مبدا بھی فضیلت
ہو نہ رذیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم وحکمت اور تکمیل قوت عاقلہ مین نہایت جانفشانی اور عرق ریزی کرتے ہین
حالانکہ مبدا اور سبب اسکا یہ ہوتا ہی کہ جاہ ومنزلت اور بزرگی ورفعت ونام آوری خلق پیدا کرین پس رذیلت
تکبر کی اسکا سبب ہوئی یا اسواسطے کہ مال وعیش اور لذائذ اکل وشرب اوس علم کے سبب سے حاصل کرین پس
حرص وشہوت اوسکا سبب ہوئی یہ علم فضیلت نہوا بلکہ رذیلت ہوا کیونکہ مبدا اسکا خراب تھا وہ علم فضیلت ہی
کہ مبدا اوسکا یہ ہو کہ حق وباطل مین تمیز کرون اور پھر باطل سے اجتناب اور حق کو اختیار کرون تاکہ روح انسانی کمال
پاوے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہووے اسیطرح بعضی لذات وشہوات دنیاوی سے اعراض کرتے ہین
اور سبب اوسکا کچھ اغراض فاسدہ ہوتی ہین اوسکو عفت نہین کہین گے یا مال کثیر خرچ کرتے ہین بغرض شہوت
یا ریا یا طمع جاہ یا قرب شاہ یا دوسرے اغراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت نہین ہی ایسیہی بعضون سے افعال مشابہ
شجاعت صادر ہوتے ہین بغرض تحصیل مال کے چنانچہ قطاع الطریق وغیرہ کرتے ہین یا واسطے نام وریا کے

اخلاق مین دو قسم کی معرفت مشکل ہوتی ہی ایک یہ الخ

یا بسبب بے صبری کے مصائب پر چنانچہ عمل خود کشی کا کرتے ہین اس سبب کو شجاعت نہ کہین گے بلکہ غالی حق سے نہین ہے کہ ایسے نفس شریف کو ایسی خسیس چیز فانی کے واسطے خطر و ہلاک مین ڈالتے ہین بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنی جان کو حمایت حق اور اعلاء دین الٰہی اور مصلحت دین و جہانی کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہے صرف کرے غرضکہ اسیطرح کی صورتین فضائل کی مانند زہد تقوی ریاضات اور عبادات شاقہ اور جود و ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگون سے صادر ہوتی ہین حالانکہ اغراض فاسدہ مثل ریا و سمعہ و حب جاہ و بقاے نام و تحصیل ریاست و پیشوائی اونکے بواطن مین موجود ہوتی ہیں اور اوسپر اطلاع نہایت دشوار ہوتی ہے مگر خاص خاص لوگ بقرائن افعال و حرکات پہچان لیتے ہین کہ یہ شخص عاری فضائل حمیدہ اور اخلاق ستودہ سے ہے بلکہ پابند و اسیر ہوا و ہوس نفسانی کا ہے کہ نفس کی دوسری اغراض کے واسطے ان مصائب و تکالیف کو منزد و رنفس کا ... ٹھہرایا ہے اعاذنا اللہ منہ و ایک مشکل دوسری یہ کہ جیسا کہ اضداد فضائل مذکورۃ الصدر کے رذائل و بداخلاق ہین ویسی ہی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور کمال اخلاق یہ ہے کہ تمام فضائل اپنی حدود پر رہین اگر کوئی فضیلت اوس حد سے تجاوز کرے خواہ بجانب افراط یا بجانب تفریط وہ فضیلت رذیلت ہو گئی ہیں جسقدر کہ اس حد سے بعد و فاصلہ ہوتا جاویگا رذالت بڑھتی جاوے گی مثال حد فضیلت کی مانند نقطۂ مرکز دائرہ کے ہے کہ دور تر نقطۂ محیط دائرے سے وہی ہوتا ہے اور مثال رذائل کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ شمار سے باہر ہین خواہ محیط پر واقع ہون یا داخل محیط کہ یہ سب بہ نسبت مرکز کے محیط سے نزدیک ہین یا ایسی فضیلت کی ایک حد ہے کہ رذائل سے نہایت بعید ہے اور انحراف اوس حد سے جس جانب کو کہ اتفاق پڑے قرب ہے رذیلت سے اور بعد ہے فضیلت سے اسیواسطے حکماے کہا ہے کہ فضیلت وسط مین ہوتی ہے اور رذائل اطراف مین پس اس سبب سے مقابلے مین ہر فضیلت کے رذائل بے انتہا ہوتے ہین اور ملازمت فضیلت پر ایسی ہی جیسا کہ ایک خط مستقیم ہے کہ درمیان دو نقطون کے ہو اوسپر چلنا اور ارتکاب رذائل ایسا ہی جیسا کہ اوس خط مستقیم سے انحراف کر کے اطراف کے خطوط غیر مستقیم پر چلنا اور ظاہر ہے کہ دو حد کے درمیان خط مستقیم ایک ہو کرتا ہے فقط اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہوتے ہین اسی سبب سے استقامت طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہے اور واسطے انحراف اوس نہج کے طور بے شمار ہوتے ہین اسی سبب سے التزام طریق فضائل مین نہایت صعوبت واقع ہوتی ہے اور ارتکاب رذائل بغایت نفس پر آسان ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حُفت الجنۃ بالمکارہ و حفت النار بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس پر سخت و مکروہ ہین اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہین اور اسی سبب سے کہتے ہین کہ خدا کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور صراط مستقیم کی اصل مثالی ہے کہ جو شخص اسپر برابر چلا اوسپر بھی برابر اوتریگا اور اگر اس سے پھسلا اوس سے بھی

پہنچیگا اور جہنم مین کہ مانند رذائل کے محیط ہی اور انھین کا ثمرہ ہی واقع ہوگا اور ظاہر ہی کہ یہ مرکز وخط مستقیم فضائل
کہ کمال اعتدال اور نہایت اخلاق ہی اخلاق حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین کہ اِنَّکَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اونکی شان مین وارد ہی اور ذات عالی صفات آنحضرت کی مستجمع اخلاق تمام انبیا و مرسلین کی
بلکہ متمم ومکمل اون اخلاق کی واقع ہوئی کیونکہ حضرت کو امر الٰہی ہوا کہ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ یعنی انبیاے ماقبل کی سیر کو
اختیار کرو اور ظاہر ہی کہ حضرت سے نافرمانی امر الٰہی کی غیر متصور ہی پس لازم آیا کہ حضرت قبلہ گاہی رسول الٰہی نے
سب اخلاق وسیرتین انبیاے سابقین کی حاصل فرمائین اور چونکہ بعضے اخلاق باقی تھے اونکو بھی تمام وکامل
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی بھیجا گیا ہون تاکہ کامل کرون اخلاق بزرگ کو وشد
در فضائل شعر حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ٭ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ پس اب راستہ خداطلبی کا
منحصر ہوگیا حضرت کے طریق وروش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان ناطق نازل ہوچکا کہ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ
دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ یعنی جو شخص کہ سواے اسلام کے کوئی دین ڈھونڈھیگا ہرگز قبول نکیا جاویگا اوس سے بلکہ انبیاے
اولوالعزم کو بھی سواے پیروی حضرت کے کچھ چارہ نہین ہی چنانچہ فرمایا لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی
یعنی اگر ہوتے موسی علیہ السلام زندہ نہ گنجایش رکھتی اونکو سواے پیروی میری کے اور عیسی علیہ السلام کا اوترنا اور
حضرت کی پیروی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہی پس جو شخص کہ حضرت سے ان اخلاق مین جسقدر قریب
ومشابہ ہی وہ اسی قدر خداے آفریدگار سے بھی قریب ہی اور جسقدر کہ اخلاق محمدی سے دور ہی اوسی قدر قرب حضرت
الوہیت سے بھی دور ہی اور جو شخص کہ جامع ہی کمال ان اخلاق کا مستحق اس امر کا ہی کہ خلق مین بمنزلے فرشتے
مطاع کے رہے کہ سب خلق اوسکی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال مین اوسکی اقتدا کرین اور جو شخص کہ ان سب
اخلاق سے جدا ہوگیا اور انکے اضداد سے موصوف ہوا وہ مستحق اس بات کا ہی کہ بلاد و عباد مین سے نکل جاوے کیونکہ وہ
شیطان لعین سے قریب ہوگیا بالجملہ واجب یہی ہوا کہ تمام اخلاق مین اخلاق محمدی دستور العمل مقرر کیے جاوین
اور اونھین کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل مہدوی نے دلیل مذکورۃ الصدر مین جو عبارت تفسیر کاشف المعانی کی
نقل کی ہی اوسمین جا بجا مصرح ہی کہ اقوال وافعال ہر نبی کے موافق کتاب انبیاے سابقین کے اور مطابق روش
انبیاے سابق وحال کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت مین اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیا کے چاہیے ہین
اور ضرور ہی کہ جو خبر کہ وہ ولی دیتا ہی شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو بلکہ حکماے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع آسمانی
کی ضرور ولابد سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق ناصری مین لکھا ہی کہ کتاب نیقوماخیا مین کہا ہی کہ ناموس اکبر اللہ تعالی

کی طرف سے ہی اور ناموس دوم طرف سے ناموس اکبر کے چاہیے اور ناموس سوم وینا ہر پس ناموس خدا عز و جل یعنی قانون
تدبیر و سیاست پیشوا سب ناموسونکا ہی او ناموس دوم حاکم ہی کہ اوسکو پیروی ناموس الٰہی کی چاہیے کرنا اور ناموس
سوم اقتدا کرے ناموس دوم کی اور تنزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھے جاتے ہین چنانچہ فرمایا کہ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ الآیۃ آدم بر سر مطلب کہ مدار وصل و محک
و مقیس علیہ و واسطے تمیز و شناخت اخلاق حسنہ کے اخلاق و سیرت محمدی اور شریعت آنحضرت کی ٹھہری کہ اول یہ بات
ثابت ہو جاوے کہ اخلاق و احوال اس شخص کے موافق کتاب و سنت کے ہین تب وہ اخلاق دلیل اوسکی ولایت پر
ہونگے پس ثبوت ولایت موقوف ہوا مطابقت اخلاق پر کتاب و سنت کے ساتھ اب شیخ جونپور کا احوال سننا چاہیے
کہ شیخ موصوف بو لتے ہین جیسا کہ اونکے عقیدہ شریفیہ مین لکھا ہی کہ جو حدیث کہ موافق حال اس بندے کے ہو وہ صحیح ہی
اور جو حکم و بیان کہ تفاسیر وغیرہ مین مخالف بیان اس بندے کے ہی وہ صحیح نہین ہی اور جو اعمال بیان کہ اس بندے سے
ہین تعلیم خدا اور اتباع مصطفی سے ہین اور ہم کسی مذہب کے متقید نہین ہین اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم
کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے بیچ احوال و افعال ہماری کے ڈھونڈھے اور فہم کرے
انتہی یہ اولٹا معاملہ ہوا کہ کتاب و سنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہین پس ثابت ہوا کہ انکا حسن اخلاق ثابت
نہین ہو سکتا ہی کیونکہ بنا اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب و سنت پر ہی اور یہان وہ مفقود ہی بلکہ کتاب و سنت کا
اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جانتے ہین اور دوسرا طرہ یہ ہی کہ بولتے ہین کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے
چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال و افعال ہمارے بیچ ڈھونڈھے حالانکہ اتباع رسول ابھی خود انکار کیا کہ خاتم
رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہین ہو سکتی ہی
اسواسطے کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح مروی جس تفسیر سے بیان کیے جاوین گے اور وہ مخالف شیخ کے ہونگے
بولینگے کہ یہ صحیح نہین ہین صحیح وہ معنی ہین کہ جو موافق بیان و احوال اس بندے کے ہین پس تابع کلام خدا کے
نہوے بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہین وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ الآیۃ اگر کہین کہ قرآن کو ہم اپنے تابع نہین کرتے ہین بلکہ قرآن کے معنی کو ہم اپنے
تابع کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن عبارت عربی ہی اوسکے معنی ضرور چاہیے کرنا اور جب کوئی معنی موافق
قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کہوگے کہ روایت ظنی ہی اور میرا بیان قطعی ہی جو معنی کہ میرے
مخالف ہین غلط ہین چنانچہ اس قسم کے معانی اپنے عقیدے کے موافق اکثر انہون نے کیے ہین کہ کچھ

ف
رد تفصیلی اسباب این کہ شیخ جونپور بالعکس کہتے ہین کہ جو حدیث تفسیر کہ میرے موافق ہی معتبر جاننا اور جو مخالف ہو اوسکو غلط جاننا مشتمل اوپر چھ جواب کے

مذکور ہو چکے ہین اور باقی آیندہ آوینگے انشاء اللہ تعالی اور چونکہ اتباع قرآن کی بنا معنی پر ہی جب کہ معنی کا اعتبار اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ اتباع قرآن آپکی قطعیت بیان پر موقوف ہوا دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث مین بھی ہی کہ تمھاری ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کروگے یعنی جب تک کہ تمھارے اخلاق مطابق احادیث کے نہونگے قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پونچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث میرے احوال و اخلاق کے مطابق ہی وہ صحیح ہی باقی غلط نہایت بیموقع ہی کیونکہ ابھی اخلاق بمطابقت ان احادیث کے پایۂ اعتبار کو کہان پونچے ہین کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرائے جاوین خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ موقوف ہی مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہی انھین اخلاق حسنہ پر دور محال ہی کہ کوئی عاقل نکہیگا اگر کہین کہ وہ احادیث و تفاسیر کہ جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہی وہ اور ہین اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہی وہ دوسرے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ ثبوت اخلاق اونھین احادیث و تفاسیر سے کیا جاتا ہی کہ جسمین ذکر اخلاق کا ہی اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کر کے بھی وہی احادیث و تفاسیر آزمائی جاوینگی کہ جسمین ذکر اخلاق ہی ورنہ یون کہنا ہوا کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمین ذکر آسمان و زمین کا ہو اور بندے کے حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہی یہ نہایت نامعقول ہی اور اگر کہین کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات قطعیہ کہ جنکی صحت مین کلام نہین ہی اخلاق شیخ کے اول اونکے مطابق ہو کر مثبت ولایت ہو گئے بعد اوسکے احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکورہ پر کہ دلیل قطعی ہین موقوف ہی جواب اسکا یہ ہی کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اوسمین بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیحہ ہین بالاتفاق سب قابل استدلال و مفید ظن ہین خصوصًا فضائل اعمال مین کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہین چہ جائے صحیحہ کے بلکہ خود مہدویونکی کتاب انصاف نامے کے باب نہم مین مضمرات سے نقل کیا ہی کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے کہ وہ حجت نہین ہی وہ شخص کافر ہو جاتا ہی پس جب کہ یہ احادیث مفید ظن ہین اب اگر بعضے اخلاق یا علامات مہدویت کہ ان احادیث مین مذکور ہین وہ شیخ جونپوری مین مفقود ہین تو لامحالہ ظن اسبات کا ثابت ہی کہ شیخ ناقص الاخلاق ہین اور مہدی نہین ہین اور ظاہر ہی کہ اس ظن کے ہوتے ہوے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مہدویت کی فاسد و باطل ہی کیونکہ قطعی یقینی وہ امر ہوتا ہی کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہووے اور تقسیم اسکی یہ ہی کہ ہر چہار حال سے خالی نہین ہی یا اوسمین احتمال مضمون مخالف کا ہو یا نہین ہی اگر ہی اور اس خبر کے برابر ہی

قوت مین اوسکو شک کہینگے اور اگر دونون مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہی تو غالب کو ظن اور مغلوب کو وہم کہتے
ہین اور اگر اوس خبر مین احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہین ہی تو اوسکو جزم کہتے ہین اب اسکے بھی دو حال ہین
کہ یا واقع کے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہی تو وہ جزم جہل مرکب ہی اور اگر موافق ہی تب بھی دو حال ہین کہ
کسیکے اغوا اور فہمایش سے وہ اعتقاد زائل ہوسکتا ہی یا نہین اگر ہوسکتا ہی تو وہ تقلید ہی اور اگر زائل نہین ہوسکتا ہی
تو یقین ہی اب ظاہر ہی کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت و مہدویت کے اونکی جانب مخالف مدلل بدلائل
ظنیہ یعنی مدلل احادیث آحاد و مشہورہ ہوے دعوی بکمال اخلاق اور ولایت و مہدویت کا جزمی و یقینی ہرگز نرہا بلکہ
مظنون یا مشکوک یا موہوم ہوگیا اب اس گمانی اخلاق و ولایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جسپر نوسو برس سے
امت کا عمل چلا آتا تہا رد کردینا کسقدر بیباکی و جرأت ہی خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہوگا۔
دوسرا جواب یہ ہی کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہوجاتے ہین تو وہ معنی قطعی ہوجاتے ہین چنانچہ
متواتر کی حقیقت یہی ہی کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوئین وہ بات مرتبہ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ ہر
واحد جداگانہ ظنی تہی مثال اوسکی محسوسات مین یہ ہی کہ رسی بالون کی بسبب اجتماع و اتفاق بالون کے کسقدر قوی
و مضبوط ہوجاتی ہی حالانکہ بجز بالون کے اوسمین اور کچھ نہین اور ہر ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تہا اور یہ متواتر
دو قسم ہی ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات مین متغیر نہو اوسکو متواتر اللفظ والمعنی کہتے ہین دوسری یہ کہ الفاظ روایات
کے مختلف ہوویں لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے مین تمام روایات متفق رہین اور حد تواتر کو پہونچ جاوین
اوسکو متواتر المعنی کہتے ہین وہ بھی قطعی ہوتی ہی چنانچہ بیان بھی اسی قبیل سے واقع ہوا ہی کہ صدہا احادیث و آثار علامات
مہدی آخر الزمان کے بیان مین وارد ہین کہ رسائل علما حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات
المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی
وغیرہا کے اون احادیث و آثار سے معمور ہین چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر مین فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے
دوسو علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے نقل کی ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری
مین بالکل مفقود ہین حتی کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ امور عامۃ الورود اور
کثیرۃ الوجود سے ہی اسقدر بھی اوس بزرگوار کے حق مین ثابت نہوسکتا ہی چہ جائے علامات نادرۃ الوجود کے جیسا کہ دلائل
سابقہ مین بشرح و بسط مذکور ہوچکا پس یہ روایت اسبات پر دال ہی کہ شیخ متنازع فیہ مین علامت مہدویت
کی مفقود ہی اور اس مقدمے کو دوسرا مقدمہ لازم ہی کہ شیخ دعوی مہدویت مین کاذب ہو یہ دونون مقدمے جبکہ ثابت

علامت مہدویت ہونا بالتخصیص وتعیین علامت اور دعوی مہدویت مین کاذب ہونا قدر مشترک ہی تمام روایات مین اور
ظاہر ہی کہ تمام روایات اس قدر مشترک کے حق مین حد تواتر پر مین پس یہ قدر مذکور متواتر وقطعی ہوئی اور بدلیل قطعی بطلان دعوی شیخ کا ثابت
ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان مین گناہ وخلق بد ہی ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی نہوا بلکہ بطلان اسکا قطعی ہوا پس ایسے
اخلاق کو محک احادیث حضرت صادق ومصدوق کا ٹھہرانا محال شرعی ہی تیسرا جواب یہ کہ اس تین سو
پچاسی برس مین ہفت اقلیم مین اہل سنت وجماعت مین صدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ گذرے
ہین کہ تمام قطعیات وظنیات احادیث پر عمل کرکے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ ومسنونہ بلکہ مستحبہ ومندوبہ
سے بھی فروگذاشت نکیا ہی اور مصدر کرامات باہرہ اور خوارق ظاہرہ کے ہوئے ہین پس یہ حضرات جیسا کہ شیخ جونپوری
سے کمیت مین زیادہ ہین کیفیت مین بھی زیادہ ہین کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہین اور یہ حضرات تمام
قطعیات وظنیات کے عامل ہین اور ہر قسم کے خلق محمدی کہ متصف ہین خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدویت مین تکذیب کرتے ہین
پس بموجب اقرار مہدویونکے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہین شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا جواب چوتھا یہ ہی
کہ صحابۂ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہین کیا ہی
کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہین کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط ہین پس دعوی بدعت
ہوا اور بدعت بلاشبہ اخلاق سیئہ سے ہی نہ اخلاق حسنہ سے جواب پانچوان یہ کہ شیخ مذکور کا دعوی یہ
بھی ہی کہ مین تابع تام رسول خدا کا ہون کہ میرا قدم اتباع آنحضرت مین ایسا ثابت ہی کہ سر مو تجاوز نہین کرتا ہون
اور بخوبی روشن ہی کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن واخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس اخلاق چار ہین جیسا کہ مذکور
ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع مین ہوتا ہی اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہین کیونکہ احادیث مین
سوائے چند حدیث کے متواتر نہین ہی اور قرآن مین بھی تفصیل تام نہین ہی بلکہ بطور اصول واجمال کے مذکور ہین
اور جا بجا تفصیل احادیث ظنیہ مین اور جسوقت فقط قطعیات پر اختصار ہوا اوسوقت تابع تام نہوئے بلکہ
تابع ناقص ہوئے اور دعوے اتباع تام مین کاذب ہوے اور کذب قطعاً اخلاق بد سے ہی پس بد اخلاق ہونا قطعی ہوا
نہ خوش اخلاق ہونا جواب چھٹا یہ ہی کہ قرآن سب قطعی ہی اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن کے معانی پہ عمل کرنا
اور معنی انہین تفاسیر مرویہ سے کہ آنحضرت اور صحابۂ کرام سے مروی ہین معلوم ہوتے ہین پس صحت اخلاق موقوف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن موقوف انہین تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقوف

اخلاق پر ہو وے متقدم کا موخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور وہ محال ہی اب بعد اسکے بعض وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق بد واقع ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بہ بدخلقی کی گئی ہی تاکہ ناظرین باانصاف پر ظاہر ہو وے کہ باوجود اس دعوی اتباع کے متقدمۂ اخلاق مین کسقدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآن کے بھی ہین اور مخالف احادیث کے بھی ہین اور کس درجہ اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہو وے کہ قول انکا کہ ہم کسی امر قطعی و متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہی بلکہ قطعی و متواتر کے بھی خلاف کرتے ہین اور سنت نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین بدخلقی اول دست اندازی مال غیر مین بدترین صفات سے ہی اور تمام ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر دال ہی کہ وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ الآیہ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین ناحق الآیہ اور سوا اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اسبات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال کھانا حلال نہین ہی اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہی خصلت شیخ جونپوری کی اسباب مین نقل کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ انصاف نامے کے آٹھوین باب مین مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون اور چند شخص دوسرے میران کے پاس ٹھٹھہ کو روانہ ہوتے تھے میان نظام لب آب تک بطور مشایعت کے انکے ہمراہ گئے اون لوگون نے چند ٹکہ کہ سکہ اس بلاد کا تھا واسطے کرایہ کشتی کے انکو دیے تھے میان نظام ٹکون کو وہان سے وقت مراجعت کے اپنے ساتھ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکورہ اوسکے مالک کو لوٹا دے آپ پر جاکر پونچا نا اسکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ بخورید یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے اوسوقت میرا دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ سرگردان ہوکر چلتے ہین اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھ انکے پاس ہی مار کر سب مین چھین لیوین مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہی اے عزیز یہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ ہوے تھے لیکن صحبت چھوڑ کر اپنے وطن جانے کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورہ صدر کے مخالف ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا یعنی تحقیق اللہ تعالی فرماتا ہی تمکو کہ ادا کرو امانتونکو طرف اہل امانات کے یہ آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوے ہین شیخ نے اونکے مخالف حکم کہا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالی قرآن مجید مین تین جا پر وعید شدید فرماتا ہی کہ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْكَٰفِرُونَ وَمَن

بدخلقی اول مال غیر مین تصرف کرنا اور قبضا حرام [illegible] شیخ جونپوری اور اسکے [illegible] اور آیات [illegible]

کر یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظلمون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون یعنی
اور جو لوگ کہ حکم نکرین موافق نازل کیے ہوئے اللہ تعالی کے پس وہ لوگ کافر ہین ظالم ہین فاسق ہین اگر کوئی کہے کہ شاید
شیخ مذکور کے دین و آئین مین تارک صحبت و منافقت کا مال کہا جانا حلال ہو جاتا ہوگا اسواسطے فرمایا کہ بجوید جواب اسکا
یہ ہی کہ شیخ موصوف کا دین و آئین اگر مطابق دین و آئین محمدی کے ہی تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورۃ الصدر کی اور اگر
انکا دین و آئین کچھہ شی جدید و چیز تازہ قسم ایجاد غفیر سے ہی تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی آج کے دن کامل کر دیا مینے واسطے
تمہارے دین تمہارا اور تمام کر دیا تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین یہان بھی معلوم ہوا
کہ دین محمدی کامل ہو چکا ہی اوسمین کسی امر و شئی کی بیشی ممکن نہین ہی اور دین پسندیدہ خدا کے پاس اسلام ہی اور دین
اسلام مین پرایا مال کہانا حرام ہی اور اس آیت کے مخالفت بھی لازم آتی ہی کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین اور خاتم النبیین ہین کہ بعد آپکے
کوئی پیغمبر ایسا نہین ہوسکتا ہی کہ دین جدید و احکام تازہ نکالے کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس امر مین
مہدوی بھی زبانی متفق ہین چنانچہ آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالی علاوہ یہ ہی کہ مہدی مذکور کا خود اقرار موجود ہی
کہ مال مسلمانونکا اگرچہ پیرے مہدویت کے منکر ہون لینا حلال نہین ہی چہ جاے معتقدین مہدویت کے چنانچہ
اوسی انصاف نامے کے باب پنجم مین مذکور ہی کہ میران مذکور نے کہا کہ جو لوگ کہ کلمہ گو ہین اونسے جزیہ لینا نچاہیے
اور اونکی عورتون پر بے نکاح تصرف نچاہیے کرنا اسقدر حرمت کلمے کی رکھنا چاہیے اور میان جی مذکور نے بعد جنگ کے کچھہ اسباب
مخالفین کا دلیا اور ہمراہیونکو لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانان صحرت تک
کھیتون سے کچھہ نلیا جب ملک کفرستان مین پہونچے حالت اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی پس ثابت ہوا کہ یہ حکم
دوکری بیگانہ کہا جانیکا صرف افراط قوت غضبیہ یا شہویہ سے تہا نہ کسی دین و آئین سے طرہ یہ ہی کہ مال غیر مین تصرف
کرنا حرام جانکر بھی مستوجب حرمت و عقوبت ہی اور یہان تو معاملہ اوس سے بھی بدتر ہوا کہ شیخ موصوف اوس تصرف
حرام کو حلال جانتے ہین چنانچہ اونکی تقریر مذکور الصدر سے ظاہر ہی سبحان اللہ اس اخلاق پر بولتے ہین کہ میرے اخلاق پر
احادیث رسول اللہ کو آزمایا کرو بدخلقی و وہم کذب و افترا بدترین صفات سے ہی خصوصًا افترا اللہ تعالی پر کرنا کہ
ایک بات حقتعالی نے اپنے تئین نہین بتلائی ہی اوسمین دعوی غیب دانی کا کر بیٹھنا قال اللہ تعالی ومن اظلم
ممن افتری علی اللہ کذبا یعنی اوس سے زیادہ کون ظالم ہی جسنے کہ اللہ تعالی پر افترا کیا کسی دروغ بات کا

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ یعنی پھر کون ظالم تر اوس سے ہے کہ جسنے جھوٹ بولا اللہ تعالی پر اور حدیث شریف
مین ہے من تشبع بما لم یعط کان کلابس ثوبی زور یعنی جو شخص کہ بتلاوے وہ چیز کہ اوسکو عطا نہین ہوئی ہے وہ
مانند اوس شخص کے ہی کہ دو کپڑے زور کے پہنے ہے یعنی سراپا جامہ زور کا رکھتا ہی کیونکہ عرب کا سراپا لباس دو کپڑون یعنی
تہبند و چادر مین ہوتا ہی اور قول زور اسقدر بڑا گناہ ہی کہ قرآن مجید مین اوسکو شرک و بت پرستی کے برابر کر کے بیان
فرمایا ہی کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی کنارہ پکڑو ناپاکی سے کہ بت ہین اور کنارہ
پکڑو قول زور سے حالانکہ شیخ جونپوری نے کنارہ نہ پکڑا چنانچہ انصاف نامے کے باب ہیجدہم مین لکھا ہی کہ میران سے پوچھا
گیا کہ یاران مہدی کو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا کہ بعضے شخص کو تین شخص کو ملاقات ہوگی اور یہی نقل ہی سید محمود اور سید
خوندمیر اور میان نعمت اور میان دلاور اور سوا امنکے اور اکثر مہاجرین سے کہ ان سب نے میران سے پوچھا کہ کسان
مہدی کو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا ہان ہوگی پس مشہور ترین یہی نقل ہی اور میان ملک جیو نے کہا کہ ہم کیا
جانتے ہین کہ کتنے شخص مہاجران مہدی ہین کیونکہ میران بہت ملک پھرے ہین بہت آدمیونکو فیض پہنچا ہی
خدا جانے کہ کہان ظہور ہوگا انتہی اس کلام سے بخوبی ظاہر ہی کہ مراد یاران و مہاجران و کسان مہدی سے ایک ہی یعنی یاران
و صاحبان بلا واسطہ اور اسی سبب سے میان ملک جیو کو توجیہ کرنے کی حاجت ہوئی کہ بولے کہ میران چونکہ بہت
ملک پھرے ہین اور اصحاب اونکے متفرق ہین شاید کسی ملک والے طویل العمر ہو کر ملاقات کر لیوین ورنہ اگر مراد یہ ہوتی
کہ اس مذہب والے ملاقات کرینگے یا نہین تو خود اس سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ آخر تابعان مذہب
اور اولاد و احفاد اونکے مدت تک رہینگے پھر ملاقات حضرت عیسی مین کیا شبہہ تھا کہ سوال کرتے اور اپنے مذہب کو
باوجود اصل اسلام جاننے کے کب گمان کرتے ہونگے کہ چند روز مین اسکا اثر و نشان باقی نہ رہیگا اور حضرت عیسی سے
شاید کہ ملاقات نہو وے تا کہ اس اشکال کو حل کرتے اور لفظ یاران و مہاجران کی اضافت طرف مہدی کے صاف دال
تخصیص ہی موافق قاعدہ مقررہ کے یعنی خاص مہدی کے یار و اصحاب بلا واسطہ اور بد خلقی سوم صاف اسی معنی کی
مؤید ہی پس ثابت ہوا کہ یہ بزرگ معتقد علم غیب مین محض قیاس و گمان سے بے الہام و اعلام الہی کے ایک پیش گوئی کر بیٹھے
کہ وہ اسیر واقع کے خلاف نکلی کیونکہ ظاہر ہی کہ عیسی علیہ السلام ابھی تک نازل نہوے اور تمام اصحاب شیخ مذکور کے تمام
ہو چکے اگر کوئی باقی ہی تو ثابت کرین چار سو برس کے عمر والا مہدی کا یار کہان چھپا ہوا حضرت عیسی سے ملنے اور آپ
شیخ کو سچا کرنے کے واسطے بیٹھا ہی کہ نزول مین ہی یا دہار واڑ مین ہی جنگل کسی مین ہی یا مارواڑ مین ہی اور کیا باعث ہی
کہ ان بیونکی کہ اوسکے سامنے کل کے نکلے ہین اقتدا کرتے ہین اور اوس کے اکمل اصل اصول کی طرف متوجہ نہین ہوتے ہین

بدخلقی سوم کہ دو سند کو رکی ہم جنس ہی اوراسکو بخوبی ثلث روشن کردیتی ہی او وہی مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کہ اسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی انصاف نامے کے باب ہجدہم مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے
کہا کہ مین آج کی رات بتوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران حضرت عیسیٰ
کسوقت آوینگے فرمایا نزدیک بعد ہ سوال کیا مینے کہ آپ کسے ساٹھہ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
مینے پوچھا کہ آپ کے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپسے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر پوچھا
کہ آپسے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپ سے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپسے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک یہ دیکھو حضرت عیسیٰ حاضر ہین پوچھ لیو بعدہ میان نے کو رکہتے ہین کہ بندے
نے حضرت عیسیٰ سے بہت چیزین پوچھین مگر یہ فراموش ہو گیا کہ پوچھون کہ تم کب آوگے اور اس حکایت کا شاہد یہ ہی
کہ بعد بیس برس کے کم وبیش مین شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسیٰ کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ میان
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے حالت سکر شیفتگی مین اس گفت وشنود کا اتفاق پڑا ہی پس معلوم ہوا کہ میران بعد انتقال کے
بھی اسقدر شوق پیشگوئی کا رکھتے ہین کہ اوس عالم سے بھی گاہے لپنے خاص الخاص خلفا پر نمودار ہو کر ایسی غلط
وبے محل پیشگوئیان کرجاتے تھے یا میان خوندمیر کی چالاکیان ہین کیونکہ کذلک ینشأ لینۃ ہو
عرقہا وحسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہی کہ آمد عیسوی کا سوال میران سے اس
جدوجہد کے ساتھ کیا اور جب خود لقاء عیسوی ہوئی سب کچھ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
مذکورہ عبارت بالا تمام تحدید وتعیین پر دال ہین تقلیل وتکثیر پر مانند لو تستغفر لہم سبعین مرۃ یا ولتنظر
نفس ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہین ہی اسواسطے کہ سبعین وغد وغیرہ واسطے تکثیر وتقلیل کے
محاورہ مین مستعمل ہین دس اور بیس اور تیس اور چالیس پچاس وساٹھہ جسوقت کہ یہ ترتیب تعداد پوچھی جاوین
کہ وہان صاف تعیین مراد ہوتی ہی دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل مین ہین خوندمیر ہین نہ کورہو یا مین عبارت مجیب مین
اور ظاہر ہی کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہی پس جواب بھی اوسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہی اس عدد سے بھی نہ یہ کہ
مطلق نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہی پس صاحب انصاف نامہ کا اسکو ولتنظر نفس لغد
پر حمل کرنا ہی غلط ہی اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہی تو مصنف انصاف نامے سے پہلے میان خوندمیر سمجھتے
کہ خود سائل مزاج دان تھے پھر ساٹھہ وپچاس وچالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوئے دس تک کاہے کو آتے اصل
یہی بات ہی کہ یہان ایک عدد کی تعیین پوچھتے تھے اور میران اوس سے بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اوس سے کم عدد کا

نام لیتے تھے اور یھی گمان اوس وقت کے تمام شیخ و شاب کے خیالات مین جاگزین تھا کہ جیسا کہ مہدی یکایک
آگئے ہین عیسی امروز فردا مین عنقریب آنیوالے ہین چنانچہ پیر کو مہدی بنتے ہوئے دیکھکر مرید و نکو عیسی بننے کا نہایت
شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سندھ نے اوسکا سر کاٹ ڈالا چنانچہ کتب
نقلیات مین مذکور ہی اور انصاف نامے مین باب ہجدہم مین مسطور ہی کہ میان ابراہیم برادر زادہ میان نعمت نے بھی دعوی
عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسی بیٹے مریم کے ہین اور تیری مان اور باپ فلان بن فلان ہین اور شیخ بھیک نے بھی رو برو میران کے
دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجھکو عیسی کسنے کیا تجکو مہدی کسنے کیا مان تیری فلانی تھی عیسی
فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسی کا کریگا کافر ہو جاویگا بعد چند روز کے شیخ بھیک نے اس دعوے سے رجوع کیا
میران نے کہا کہ بالا آسمان سے کیونکر نیچے آئے بعدہ فرمایا کہ مقام تھا بدخلقی چہارم یہ بھی رسم اور رسوم کی قسم سے
ہی اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہو وہ یہ ہی کہ کتاب پنجفضائل مین فضائل سید محمود مین منقول ہی کہ عادت
حضرت میران کی یہ تھی کہ بلا ناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بدستور سابق جامع مسجد مین
آکر نیت نماز وتر کی باواز بلند باندھی وہان کے قاضی خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود ہی سنتے متابعت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس مرد کو دوسرا جمعہ نصیب نہوگا جب حضرت
میران وہانسے روانہ ہوئے قاضی خطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندگار کا کس روز ہی اور دعوی خوندگار کا
کس روز اور موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو پس دونون نے مع اتباع و لواحق کی تصدیق
کرکے صحبت اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثنائے راہ سے بیماری شروع ہوئی کہ وجود گرم
ہوا انتہی ملخصا روز تولد اور روز دعوی مہدویت البتہ معلوم ہو سکتا ہی کہ مقدمات گذشتہ سے تھا لیکن روز موت
امر غائب ہی وہ کسطرح معلوم ہو سکتا ہی وہان قیاس و تخمین کو دخل نہین ہی کما قال تعالی وما تدری نفس ماذا تکسب غدا
وما تدری نفس بای ارض تموت اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کس ملک مین
مریگا لیکن شیخ نے بخلاف آیت مذکورہ کے جرأت کرکے اوسکو بھی روز تولد اور دعوے پر قیاس کرکے بطور قیاس الغائب
علی الشاہد کے معین کردیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الٰہی نے اس جرأت کو ناپسند فرما کر اس
دعوے کا جھوٹھہ آشکار کردیا کہ اوسی ہفتے مین بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ شواہد الولایت اور
مطلع الولایت وغیرہ مین موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ کو نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہصد و دہم مین ہوا نہ روز
دوشنبے کو بدخلقی پنجم انصاف نامے کے باب ہفتم مین منقول ہی کہ میان خوندمیر نے کرات و مرات روایت کیا ہی کہ میران نے

تمام قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ رکھا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی مخالف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی خود نسخ کا
اقرار فرماتا ہی اور پیران کو انکار ہی چنانچہ سورہ بقرہ مین ارشاد فرمایا کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین ہم اوسکو لاتے ہین ہم بہتر
اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجکو معلوم نہیں ہی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور سورہ نحل مین فرمایا إِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ
آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی اور جب بدلتے ہین ہم ایک آیت
بجاے دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا ہی تو کہتے ہین کفار نہیں ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمین لا یعلم ہین
ان دونون آیتون مین نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی مین لفظ نسخ انساء کر تعبیر کی گئی اور دوسری مین بلفظ تبدیل
اوسی مضمون احد کو ادا فرمایا اور سورہ رعد مین فرمایا يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ یعنی محو
کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی او ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی اصل کتاب انتہی ان آیات ثلثہ مین سے سورہ نحل کی
اول و احکم سی مقصود ہی اسواسطے کہ اول مین تعلیق ہی او ثالث مین تعمیم ہی بالجملہ بنص قرآنی نسخ ثابت ہوا اسیواسطے
جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہین کہ نسخ جائز ہی عقلا اور واقع ہی سمعا البتہ یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا
کہ کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہین اور کل کو اوس سے رجوع کر کے اوسکے برخلاف
حکم کرتے ہین چنانچہ اونکی رد کے واسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائین اور فرمایا یہ طعن کرنیوالے جاہل ہین
کہ حکمتون نسخ سے بے خبر ہین اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلا منکر تھے اور بعضے جواز عقلی کے قائل
تھے لیکن سمعا جائز نہیں جانتے تھے اور اس مسئلے مین گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانون مین سے ایک شخص ابو مسلم بن بحر ہی
کہ قرآن مین وقوع نسخ کا منکر ہی اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا
حالانکہ جا بجا قرآن مین ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی ایک قدرت حضرت معبود ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بناء علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید مین منسوخ الحکم تلاوت مین موجود
ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدودے چند سے زیادہ نہیں ہی چنانچہ شیخ جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بمطابقت قاضی ابوبکر بن العربی کے منسوخات سلف مین سے منتخب کر کے بیس آیات منسوخ ٹھہرائی
ہین اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسمین سے بھی تنقیح و تفتیش کر کے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی ہین
کہ اونمین بے نسخ کے قائل ہوے نہیں بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہین اول كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
الآیہ منسوخ ہی ناسخ اسکی آیت يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآیہ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع امت

دوم اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الآیہ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی سوم لَا یَحِلُّ لَکَ
النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ الآیہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی آیت ہی کہ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ اللّٰتِیْ الآیہ چہارم اِذَا
نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا الآیہ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا الآیہ منسوخ ہی
اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی بیان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ مغایرت مقام مانع تفصیل ہی باقی حلتی
ششم تحریف آیات قرانی باب تحریف کا اس قوم مین نہایت شائع و رائج ہی کہ بلا خوف و خطر اسکو اپنا پیشہ بنا رکہے ہین
کہ جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الٰہی کے معنی مین تغیر و تبدیل کر لیتے ہین بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغیر بھی کر دیتے
ہین پس تحریف لفظی و معنوی دونون انمین موجود ہین اور اس کثرت سے ہین کہ شمار اوسکا مشکل ہی کیونکہ ہر کہ و مہ کا
یہ روزمرہ ہی مگر بیان بطور نمونے کے چند مثالین اوسکی مذکور ہوتی ہین تا کہ اوسپر باقی کو قیاس کر لیا جاوے اندک
دلیل بسیاری باشد و مشتے نمونہ از خروارے تحریف اول پنج فضائل مین ہمین عبارت منقول ہی نقل است
حضرت میران درحق میران سید محمود سورہ والنجم خصال فرمودہ اند بدین عبارت فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی
بھائی میران سید محمود مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی بھائی میران سید محمود اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی بھائی میران
سید محمود وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی بھائی میران سید محمود عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی بھائی میران سید محمود
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی بھائی میران سید محمود اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی بھائی میران سید محمود مَا زَاغَ
الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی بھائی میران سید محمود لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی بھائی میران سید محمود انتہی عقلا سے
انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام مین کسقدر ظلم و حق پوشی عمل مین آئی ہی کہا آیات اور کہا سید محمود بن سید محمد جونپوری
کہ ہر آیت کا دنبالہ اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال اظہر من الشمس ہی
کہ باتفاق روایات ان آیات مین تذکرہ حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی اسی پر دال ہی کہ صدر
کلام مین حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا
یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ
الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ الآیات قسم تارے کی
جب گرے بہکا نہین تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور نہ راہ نہین چلا اور نہین بولتا اپنے چاہ سے نہین ہی وہ مگر
وحی کہ وحی کی جاتی ہی سکہایا اوسکو سخت قوت والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے
کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا میانہ یا اوس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

اللہ نے اپنے بندے پر آخر آیات تک انتہی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مصاحبت ساتھ مخاطبین کے
اونھین کو تھی نہ سید محمود کو کہ صدہا برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین پس باقی آیات مین بقرینہ
سیاق وسباق کے حضرت جبرئیل مراد ہین نہ سید محمود طرفہ یہ کہ بعض جا پر سید محمود کا جوڑ ایسا نے موقع ہی کہ اطفال
مکتب بھی ناپسند کرینگے چنانچہ یہان پر کہ عندہا جنۃ الماوی یعنی نزدیک سدرۃ المنتہی کے جنت الماوی ہی
یہان ہا ضمیر مونث راجع طرف سدرہ کے ہی سوائے اوسکے کوئی ضمیر نہین ہی کہ سید محمود کیطرف راجع ہووے
پس وہان پر جوڑ بہائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہوا علی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت
نامعقول ہی کہ کوئی صاحب فہم پسند نکریگا **تحریف دوم** شواہد الولایت کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ شیخ
جونپوری نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خدا تعالی سے واسطے نصرت ولایت اپنی کے نام مانگا
تھا کہ وَاجْعَلْ لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا یعنی اور بناوے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت مددگار مراد
ذات تمہاری ہی اوسوقت مین عمر میان خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوندمیر لینا نہ عقلا
درست ہی نہ نقلا نقلا ظاہر ہی کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہی اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا سے
دلیل واضح ہی اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کردے کہ بسبب اوسکے اعدائے
دین کو شکست دیوین اور دین الہی کو قائم کرین موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور روم
وغیرہا کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسیہی ہوا اور عقلا اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب سلطنت اور
نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور ومغلوب سلاطین کے رہے یہان تک کہ آخر کو مع رفقا
وتوابع کے بکمال لاچاری مارے گئے اور منصور نہو سے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے سلطان نصیر
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کرورہا اولیا واغواث
وابدال واقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہوئے کیا کم تھے کہ میان خوندمیر کی درخواست کی جاتی مگر سبب
ایسے کلمات کے سرزد ہونیکا یہی ہی کہ حضرات صحابہ اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہین ہی کہ خوندمیر
وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور نادر تر جانتے ہین اگر شمہ بھی اون حضرات کے مقامات کو پہچانتے
ایسے لایعنی سخن زبان پر نہ لاتے **تحریف سوم** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ حضرت میران نے فرمایا اِنَّا
عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ مراد سموات سے انبیا ہین اور مراد ارض سے اولیا
ہین اور مراد جبال سے علما ہین فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا امر القتال وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ

میان سید خوندمیر اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین
و آسمان کے قلانے ملا دیے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہی کہ لغت و محاورۂ عرب کے
موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے معنی کر دینا ورنہ ایسے نے محاورہ معنی
نکرتے کیونکہ زبان عرب مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہی نہ یہ کہ سموات کے
معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط میان خوندمیر ہووین
اور یہ قباحت میران کے خیال مین نہ آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوئے تو اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا
کی ضمیر بھی خاص اونھین کی طرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہرا صلاح نشد بلا شد
مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملها کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی پس ضرور ہوا
کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر نے اوسکو اوٹھا
لیا حالانکہ ہزارہا سال سے انبیا اولوالعزم اور اولیاے کملین اور علماے حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد و قتال کرتے
ہین خصوصاً حضرت خاتم الرسالت اور انکے حامیان دین نے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہی کہ ہمیشہ جہاد و قتال پر کمر
بستہ ہو کر کسقدر جانفشانی کی ہی کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کالشمس من الظہر ہی میان خوندمیر نے کونسا
ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوئے کہ مدعی کی پیروی ہی چند آدمیون کے ساتھ گجرات مین
مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین پھوٹ گئین اور دوسرے روز کی جنگ مین کل
پچاس ساٹھ آدمیکے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار کا دار الاسلام
مین داخل ہوا بلکہ انھین کے چند فقراے ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکور کے معنی صحیح یہ ہین کہ تحقیق ہمنے
عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے
ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہی بڑا بے ترس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ
صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت اور فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے ہین انکو آسمان
و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمہارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاؤ لیکن اگر اسکو برابر ادا کروگے ثواب
پاؤگے اور اگر ضائع کروگے عقاب پاؤگے اونھون نے عرض کیا کہ ای پروردگار ہم تیرے امر کے مسخر ہین گے ہم
ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ ای آدم تو اس امانت کو اوٹھاویگا انھون نے
بسر و چشم کر کے اوٹھا لیا اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی گردن قیامت تک رہیگی اور معنی ظلوم کے

یہ ہین کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اوس امانت امر اس بار گران سے بے خبر ہے شعر آسمان
بار امانت نتوانست کشید ❊ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ❊ اور یہ بھی معلوم ہے کہ ظلم اور جہل کا ظہور حقیقت مین
اولاد آدم مین سے اونھین کے حق مین ہے کہ جنھون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصاً منافقین و منافقات و مشرکین
و مشرکات مین بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب ونھون نے ادائے امانت مین حتی الوسع کوشش کی مستحق التفات الٰہی
اور مغفرت و رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اس کے فرمایا لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ
وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا اور میران
کے معنی مین ایک یہ بھی خلل زائد ہے کہ جب انسان سے خاص خوندمیر مراد ہوئے تعلق لیعذب اللہ الآیہ کا نے معنی
ہو جاتا ہے **تحریف چہارم** شواہد الولایت کے باب بست و ہفتم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خوندمیر
فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمھاری ہے اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ آخر رکوع تک تمھارے حق مین ہے غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہے ایک تحریف لفظی انکے
خلیفہ کی بیان کر کے مختصر کی جاتی ہے پنج فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز انکے خلیفہ ولاور کے سامنے یوسف نے وقت
وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ پر پونہچا ولاور نے کہا يَلِدُ يُوْلَدُ پھر یوسف نے کہا
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کہا يَلِدُ يُوْلَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میانجی ولایت کا غزف بیان کرتے ہین جو
کہتے ہین سو حق ہے انتہی سبحان اللہ و تعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیراً قرآن با بسم اللہ سے سین ناس تک
متواتر و قطعی ہے اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہو جاتا ہے کیا اندھیر ہے کہ ایسی آیت کہ حق تعالیٰ
کے حق مین وارد ہے کہ نہ اوسنے کسیکو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ شخص اوسکا انکار باصرار و تکرار کرتا ہے کہ يَلِدُ
يُوْلَدُ ہے پس یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالیٰ جنتا بھی ہے اور جنا بھی گیا یعنی اوسکو اولاد بھی ہے اور اوسکے ماباپ بھی ہین
سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون ملاحظہ کرنے کا مقام ہے کہ یہ ولاور بڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جونپوری کے ہین انکے فہم
و اعتقاد کا یہ حال ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب مین استقدر بیباک ہین وائے بر حال دیگران اور اس بیان
تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ اسی فہم و قرآن دانی پر فرماتے تھے کہ جو
تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ معتبر ہے ورنہ غیر سبحان اللہ یہ حال ہے اور یہ قال ہے کتب سماویہ مین تحریفات
لفظیہ و معنویہ ● شیوۂ اہل کتاب کا خصوصاً یہود کا تھا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہے کہ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ الآیۃ بدلتے ہین کلام کو اوسکے ٹھکانون سے آخر آیت تک و ساقطع فسوف معنی ان

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنی اب
کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمہاری بات اور ایک لوگ تھے ان مین کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اوسکو
بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ جانیکے اور اونکو معلوم ہی انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغییر ہین یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو
اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہی اوسکو محرف کہتے ہین اور تحریف یا لفظی ہی یا معنوی لفظی یہ کہ مثلا
قرآن کے الفاظ اصلیہ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ لا اور سے سرزد ہوا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ سے دو لم اوڑا دیے او معنوی یہ کہ معنی
قرآن کو روایت اور قاعدہ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سموات کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا
اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہین نہ کسی روایت سے ثابت ہین اور دوسرے تحریفات مذکورۃ الصدر مین
بھی یہی حال ہی اور طرہ یہ ہی کہ ایسے معنی نے موقع پر یہ بھی جابجا بولتے جاتے ہین کہ مراد الہی اس سے یہ ہی حالانکہ سب قائل
ہین اسبات کے کہ تفسیر بالرای کفر ہی اور تفسیر اسکو کہتے ہین کہ مراد الہی کا بیان کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض
یہی ہی کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہین اور تاویل اسے کہتے ہین کہ اول معنی ظاہر کو
مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہو ورنہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان
کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہین ہین چہ جائے تفسیر کی یہ طریقہ فرقۂ باطلۂ باطنیہ کا ہی کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہین
جانتے ہین اور جو دل چاہا سو قرآن و حدیث کے معنی ہین سمجھ لیتے ہین اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہی طرفہ یہ ہی کہ سراج الابصار
سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہین اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت بد جانتے ہین اور آپ
وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہین بلکہ چند قدم اون سے بھی آگے چلتے ہین چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہدویہ کے معنی سے
مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہین کہ آیت وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ مین مراد تین
سے حضرت علی ہین اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبی اور بلد امین سے مہدی قائم بامر اللہ مراد ہین
اور شیخ جونپوری کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا
وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانونکو اور زمین کو اور پہاڑون کو پھر سب نے
قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سموات سے انبیا ہین اور
ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود میر مراد ہین اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونون
معنی مین ہرگز فرق نہین جیسا اونکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہین ایسے ہی انکے معنی بھی خارج
قانون لغت عرب اور روایت سے ہین پس فرقہ مہدویہ اور باطنیہ مین کیا فرق ہی سمو ہا ما شئتم بلقی بہتم

احادیث کاذبہ اور جعلی اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلا خطر کر دینا یہ خصلت
مخالف ہی اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجھپر قصداً پس ٹھیراوے جا اپنی آگ مین ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات
مین اس حدیث کے اسناد و طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہین اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہی اور قریب ہی
کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی ایک سو صحابے سے زیادہ ہین اور
کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہی کہ کوئی شخص اہل سنت مین سے اوسکے مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوا اس گناہ کے کہ شیخ
ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا کافر اور خارج الملت ہو جاویگا اور اس
قول مین امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے ہین اور امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث
موضوع ہی یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہی اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل ہی اس وعید مین خواہ وہ حدیث
قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ سب حرام اور اکبر الکبائر ہی باجماع مسلمین کے انتہی ملخصاً کلام
متعلق اس مقام سے آخر کتاب مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ اس قدر گناہ ہی غلط حدیث روایت کرنا
کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط نسبت کے تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر ہونے مین تو کسیکو شک و شبہہ نہین ہی
اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہی با این ہمہ مہدویون کے پیر و مرید
و شیخ و شاب سب اس کام مین مبتلا ہین اور انکی کتابین مثل شواہد الولایت اور انصاف نامے وغیرہ کے اسقدر احادیث
باطلہ سے لبریز ہین کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہی یہان چند مثالین انکے اکابر و پیشواؤن کی فقط بیان کیجاتی
ہین کیونکہ ایک بار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہی **مثال اول** انصاف نامے
کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میران نے جواب دیا کہ بندہ فضل دیتا ہی
یا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی اَلْوِلَایَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ بعضے علما نے کہا کہ ولایت نبی ہی کی نبوت پر فاضل ہی یا ولایت
دوسرے کی میران نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئین نبی پر فضل ہی انتہی جواب اَلْوِلَایَةُ
افضل من النبوة حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات مین لکھا ہی
کہ کسی علما کا قول ہو یس فعل کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہین جیسا کہ شرح نخبة الفکر
اور اسکے حواشی مین لکھا ہی کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہی اور کبھی وضاع دوسرے شخص جیسا کہ

بعض سلف صالح یا قدما سے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
کر دیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کر دیتا ہی اور باعث وضع کا با
عبدینی ہوتی ہی جیسا کہ زندیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہین یا غلبہ جہل سبب ہوتا ہی چنانچہ
بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال مین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہووے اور نہایت جہل و نادانی سے
اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین وضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ نہین کرتے
ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہوکر انکے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہی یا سبب وضع کا افراط تعصب
ہوتا ہی یا اتباع ہوئے یا اظہار نوادر و غرائب اور ستمام یہ اقسام حرام ہین بالاجماع و باتفاق ہی اسپر کہ جاننا حدیث موضوع کو روایت
کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي
بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری طرف سے
کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہی کہ وہ جھوٹھ ہی پس وہ ایک جھوٹھون مین سے ہی یعنی جیسا کہ اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی
ویسی یہ سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہر حال قطعاً اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہو چکا
اب بیان شیخ جونپور کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمداً اوسکو منسوب کر دیا تو مرتکب
اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کر دیا تو وہ دعوی غلط ہوا کہ مجکو اللہ تعالی
نے تمام مخلوقات کا علم ایسا دیا ہی جیسا کہ دانا رائی کا کیکے ہاتھہ مین ہووے اور وہ اوسکی کیفیت پر بخوبی مطلع ہووے
جیسا کہ باب سیوم شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب باندھنا ہوا خدا سے عالم پر یہ بھی اکبر کبائر سے ہی اور اول سے کیا
کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا
غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیسا کہ شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی اور ظاہر ہی کہ نوشتہ صاحب فتوحات سے وہی نوشتہ مراد
ہی جو کہ شیخ جونپور کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخے اوس زمانے کے لکھے ہوئے
فتوحات وغیرہ کے ابتک موجود ہین اور اون مین مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپور کے بھی موجود ہین
سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہی کہ باوجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کر سکتے ہین دعوی
یہ ہی کہ احادیث بندے کے احوال کے مطابق کر کے امتحان کر لیا کرو کہ اگر موافق نکلے صحیح ہی ورنہ غلط ہی واللہ المستعان

اب بیان شیخ جونپور کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی

علی انعقفون سوال دیگر یہ ہی کہ تقریر بالا مین شیخ نے فرمایا کہ ہم نے کب کہا ہی کہ ہم بیکے تئین نبی پر فضل ہیحالانکہ
مشہور ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھہ کیا ہی اور اوس سے لازم آتا ہی دعوی فضل کا ہزارہا
انبیا پر پس انکار غلط ہو لیا وہ دعوی تسویہ بے اصل لوگون نے مشہور کردیا ہوگا اور خدا کرے ایسی ہوتا کہ شیخ انکار بالا مین
صادق رہین و منہ لزوم کذب حاضر ہی اور اگر تطبیق یون یون کہ مراد یہ ہی کہ مین بحیثیت ذاتیہ خود نبی پر فضل نہین رکھتا
ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجھہ مین موجود ہی مساوات رکھتا ہون جواب اسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف
نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و اعراض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما و متکلمین کے محال ہی پس تمہاری ولایت
تمہارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت انسانیہ مراد ہی تو کلام بے معنی ہی
کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی فرماتے ہین کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اوس
نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہی پس مراد حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہوگا کہ مین اپنے اوصاف
ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کا کرنا کہ
جس سے ہزارہا انبیا پر فضل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر حال گاہی چنین گاہی چنان سے گریز نہین ہی
اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہو نبوت سے اور بالفرض تمہاری ولایت حضرات انبیا کی
ولایت سے کیفیت مین برابر ہو جب بھی مساوات نہین ہوسکتی ہی کیونکہ نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت
عمدہ ہی وہان نہ ائد موجود ہی وہ مرجح پڑے گی تفضیل حضرت رسالت مآب کی پس تسویہ بہر حال باطل ہی یہان اسیقدر
کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاءاللہ تعالی مثال دوم صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول مین
لکھتا ہی کہ بدر منیر سید خوندمیر نے رسالہ بعض الآیات مین لکھا ہی کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی نظیر فی
امتہ ای مثلہ ولا یکون مثلہ الا من کان لہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ النبی فاذا حصل
لہ درجۃ النبی لا بد ان یکون خلیفۃ فی زمانہ ولخاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون نظیر
فی امتہ وھو المھدی انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ ہی خوندمیر کا
مصدر بہ بعض الآیات من القرآن والحدیث فی حق المہدی اوس مین لکھا ہی کہ لکل نبی نظیر فی امتہ
حدیث نبوی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر لونہم وجہہ ہوا کرتا ہی اونکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ مکتوب
ملتانی مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خبر آمدہ است بتعیین ختم الاولیا اور سوا اسکے بعضے اور
احادیث نے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری انا امام بمنزلتی الخ اور حدیث آہ واشوقاہ

الی لقاء اخوانی یکونون من بعدی شانہم کشان الانبیاء الخ ان سب کا اثبات انکے ذمے پر ہی کہ من ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب و وضع کے نحو بی ظاہر و نمایان ہین اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدونکی مساوات و برابری ساتھہ انبیا علیہم السلام کے ثابت کردین اور ظاہر ہی کہ اعتا بڑا مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل و گمنام روایات سے ہرگز ثابت نہین ہوسکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا نقد وقت ہی اور عجب حیرت ہی کہ لکھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر تعیین ختم الاولیا کی آئی ہی حالانکہ یہ خلاف ہی محدثین سلف اور صوفیہ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات مین ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی اور اوسکی کچھہ اصل نہین ہی اور شیخ مؤیدکی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر محمد بن علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی اگر مہدوی لوگ جواب دیوین کہ شاید ہمارے پیران پیر انکو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے راہ باطن سے معلوم ہو گئی ہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ عین دعوی ہی کہ جسپر اخلاق کو دلیل گردانی تھی اور ہم مانع ہین سبنہ بداخلاقی کے اب رفع منع یا سند عین دعوے سے نہین ہوسکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا خارج سے کرنا چاہیے موافق آداب مناظرہ کے علاوہ یہ ہی کہ پیر انکی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود ہی بدخلقی

ہشتم یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کے واسطے بھی روا رکھا ہی اور بعد آن حضرت کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ العظیم چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعین کو لعین کہا کرتے تھے اور جو ندیمیشہ اپنی وعظ مین بیان کرتے تھے کہ تعین لعین ہی اور باوصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانے کی اجازت مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب رنگ ڈھنگ ہی کہ بیان عقل انسان کی تنگ ہی یعنی تعین جو معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعونکو رواج دینا پس قول اور ہوا اور فعل اور ہوا اور اگر حال و وقوع اسکا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ کسقدر باطل و بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کر دیا تھا کہ سال بھر کا قوت ہر بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبل خلافت تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرا خلافت ہوئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے اخراجات خانگی کو

کافی تھا اب کہ مین مسلمانون کے اس کام مین مشغول ہوا مسلمانونکا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال مین سے کھاوینگے
پس خرچ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کرلیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم ومصالح اوسکے ذریعہ بیت المال سے
انکار وزینہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانۂ بیت المال سے
معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃً لله کار ریاست کیا کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی الله
عنہ نے اپنی خلافت مین تمام مہاجرین و انصار اور اہل بیت کا سالیانہ خزانۂ سرکاری سے مقرر فرمادیا چنانچہ صحیح بخاری مین
ہی کہ صحابۂ بدریین کے واسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے اور فتح الباری مین ہی کہ حدیث مالک
بن اوس مین ہی کہ حضرت عمر رض مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ہر کو بارہ بارہ ہزار
دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہی کہ جب فاروق
اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبد الله بن عمر کے تین ہزار مقرر
کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کس وجہ سے تفضیل دی آج تک اوسکو مجھپر کسی مشہد مین سبقت نہین
ہوئی ہی فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہی کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کے
ساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مینے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتہی غرضکہ اسیطرح
حضرت امام حسن و حسین و علی مرتضیٰ اور تمام صحابۂ مہاجرین و انصار اور ازواج مطہرات نے اس تعینات کو قبول فرمایا
اور کبھی کسینے اوسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہی پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی اور
خود شیخ جونپور کا منقولہ ہی کہ منکر اجماعِ صحابۂ نبوت کافر ہوتا ہی چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین ہمارے کتب مہدیہ
منقول ہوچکا ہی پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت نے علمی و بد اخلاقی ہی اور خلق حکمت سے نہایت بعید ہی
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہی کہ میران اور خوندمیر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونیسے توکل مین
خلل آتا ہی حالانکہ یہ سراسر خطا ہی اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے نہ اوس
تعینات پر وہ متوکل ہی اور اگر کہین سے کچھہ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہی کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہین ہی بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہی اسی سبب سے جب کہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت
مین عرض کیا کہ ناقے کو توکلاً علی الله کھلا چھوڑدون یا کہ باندھون اور توکل کرون فرمایا اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ یعنی باندھ
اوسکو اور توکل خدا پر رکھہ اور اوس باندھنے پر بھروسا نکر اسی قصے کی طرف مولانا روم رحمۃ الله علیہ اشارہ فرماتے ہین
کہ شعر گفت پیغمبر باواز بلند ٭ بر توکل زانوے اشتر ببند ٭ اور انبیا علیہم السلام ساز و سامان کے آمادہ کرنے مین

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود مبارک سر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر و سپر
وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غلبۂ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کروائی تھی اور باین ہمہ اعتماد بجز ذات
حق کے کسی پر نہین رکھتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
یعنی صحابہ سے تدابیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کار کے سر رشتہ کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب
البتہ مبتدی ناقص کو خلل انداز توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہون اوسکی نظر سر مو اونپر
نہین پڑتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلیٰ ہی کہ انبیا و مرسلین اور اولیاے
کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید شیخ جونپوری اور میان عبد السلام ندیم مرتبۂ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے
بدخلقی نہم ترک کسب حلال کو شیخ جونپوری اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقرا و مشائخ مین
بھی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام چیز سے
اجتناب کرتا ہی لیکن زبان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسی نے شیخ موصوف سے یا اونکے پیروون
اس مقدمے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب یا جو چیز کہ مخل ذکر الٰہی ہو
وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین مشغول ہونے سے
خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہون لیکن دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی
کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین شعر
اگر مال و جاہ ست و زرع و تجارت ؎ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ؎ اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہین
کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونون ہاتھ مین دو سبوچے پانی کے ہین اور ایک سبوچہ اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفیق کے
ساتھ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہی ایک پاؤن سے چلنا دوسرے آنکھ سے راہ کا دیکھنا
تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا
اور باین ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی طرف سر کے گھڑے کے ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضائع ہو جاویگا
پس یہ اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطۂ قلبی و پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ صدہا
اشغال ظاہرہ رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالیٰ اونکی تعریف
و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی اونکو
خرید و فروخت یاد الٰہی سے پس معلوم ہوا کہ نہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو ورنہ کسب حلال سے

بدخلقی نہم [illegible]

کہ پیشہ انبیا و رسل کا ہی اور صحابہ و اہل بیت اور علماے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہین اسقدر اجتناب کرتے
کہ آج چارسو برس سے ابتک کوئی اسکے نزدیک نہین جاتا ہی اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو درویش و تارک نہین سمجھتے
ہین اور اس کام سے ایسا بھاگتے ہین جیسا کہ برہمن گوشت گاؤ سے بھاگتا ہی حالانکہ صحیح احادیث مین اسکی فضیلت
اور تاکید تعلم مذکور ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما
قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی کھایا
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دو ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داؤد علیہ السلام کھاتے تھے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہی اور داود علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی ونرم کردیا ہمنے اوسکے آگے لوہا
کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازے سے جوڑ کڑیان اتنی لکھیے کہ حرفہ زرہ بافی کے باب مین امر الٰہی ہوا کہ بنا کشادہ زرہین
اور ذکر داود ہی مشہور ہی کہ کوہ و حیوان بھی ونکا ذکر سنکر ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یَا جِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ
یعنی ای پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اوڑتے جانور وا ور فرزند انکے حضرت سلیمان علیہ السلام باوصف
اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل و بوریا بن کر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم ارشاد فرماتے ہین کہ جعل رزقی تحت ظل رمحی وجعل الذلۃ
والصغار علی من خالف امری یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سایہ نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت اور حقارت
اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب یہ ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر رزق پیدا کرنا
اور مہدویون نے اسکی بھی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے انکے مہدی نے بعد مہدویت کے اور مہدویون نے
قائم نکی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانون سے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین خوارج کے حال مین مذکور ہی کہ بت پرستونکو
چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہی پس اس مخالفتون کے سبب سے ہمیشہ ذلیل و حقیر یعنی
اپنے مخالفین کی رعیت و چاکر بنکر رہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ چاکر وکو کر برابر ہی اور کبھی عزت سلطنت اونمین سے
کسیکو نصیب نہوئی پس صادق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت او صغار اوپر اوسکے مخالف امر ہے جیسا کہ صحیح
بخاری مین ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر غذاؤنمین وہ غذا ہی کہ
اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمھاری انسیطرح کسب تمھارے سے ہی یعنی اگر اولاد کچھ تمھاری خدمت گذاری

کرین تو وہ بھی ایسا ہی ہی گویا اپنے ہاتھہ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر ہی فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح و مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلامون کے ہاتھہ سے عمل کسب کروانا بھی اپنا ہی کسب ہی لیکن اپنے ہاتھہ سے مشقت کرکے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہی اور بیع و شرا چاہیے کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال بہم پونہچے فرض ہی بعد فرض کے یعنی ایمان وغیرہ فرائض کے بعد کسب حلال بھی فرض ہی اب خیال کیجیے کہ مہدویون کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چارسو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہین اور سب گناہگار خدا کے ہین کہ کسب کہ پیشہ انبیا و مرسلین کا ہی اوسکو چھوڑ کر لقمہ خیرات پر منحصر ہو کر بیٹھہ رہتے ہین

بدخلقی دوم یہ کہ دعوی اہل سنت و جماعت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہی کہ شرح عقائد نسفی وغیرہ کتابون عقائد اہل سنت مین مصرح ہی کہ اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہو کر کفر مین داخل نہین ہوتا ہی اور اعتقاد معتزلہ کا یہ ہی کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج ہو جاتا ہی لیکن کفر مین بھی داخل نہین ہوتا ہی بلکہ درمیانی مین بین بین رہتا ہی اور اعتقاد خوارج کا یہ ہی کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہی اور اسی اعتقاد خوارج کو میران مہدویہ نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والے بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوسکے ساتھہ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھہ الفت رکھے وہ ہماری اہل سے نہین ہی یعنی غیر مہدی ہی اور آل محمد سے نہین ہی امر آن خداے تعالی سے نہین ہی انتہی اب سوال یہ ہی کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط وجود ان اشیا کا کفر ہی جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہی تو نہایت مشکل ہی ان بڑی بڑی اگر ایسی چیز کو آپ کفر بولنا پھر اوسکا اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہی کہ ان اشیا مین مشغول ہو کر یاد الہی سے

بدخلقی دوم دعوی اہل سنت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا

غافل ہونا کفر ہی جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہی تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات کو
بلا تکلف بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات و غیرہا اموال کسب و اکتساب
سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام و کفر سے احتراز کرتا ہی جیسا اون چیزون کو اختیار کیا تھا ان چیزونکو بھی اختیار
کرنا تھا اور مشغول نہین رہنا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ ماقبل کی بدخلقی مین مذکور ہو چکا یہ کیا
معنی ہین کہ آدھے تیتر اور آدھے بٹیر گڑ کھاؤن گلگلون کا پرہیز اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ اس قول پر انکے مذہب والون
مین سے کسی نے عمل نکیا الاماشاء اللہ والنادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہی کہ تمام مہدویہ اقسام کے حیلون دنیوی
مثل تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے
کسب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدی ہوے
کیونکہ آن مہدی سے نہین ہین گے یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین یہ سزا اسکی ہی کہ انھون نے اون بزرگ کی پاس خاطر سے
ہمکو ستایا تھا اللہ تعالی نے ادنھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا کہ انکو یک قلم کافر کر دیا الحق ہر کہ خلق خدای را بیازارد
تا دل مخلوقی بدست آرد خدای تعالی ہمان مخلوق را بروی گمارد تا دمار از روزگارش برآرد **بدخلقی یازدہم**
سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ششم انصافنامے مین نہایت تاکید ہی کہ دائرے کے باہر موافقین
مذہب کے مکان پر بھی اسطے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرے کے لاتے تھے خلفاے میران بلا تامل
کھاتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالہ ہی اور احادیث بکثرت اس باب مین وارد ہین
چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دعیت الی کراع لاجبت ولو اھدی
الی کراع لقبلت یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پاچہ کے حاضر ہونگا مین اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے
طرف میرے ایک پاچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابوداود نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ ورسولہ ومن دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا وخرج مغیرا
یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر نہوا بتحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی
اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لوٹیرے کی طرح اور بخاری و مسلم کی حدیث مین
ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لھا الاغنیاء ویترک
الفقراء ومن ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ یعنی بدترین طعامونکا طعام ولیمہ ہی کہ جسکے واسطے
اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوتکو بتحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبول کرنا دعوتکا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین یہ ہی کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک یعنی جب بلایا
جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نکھاوے یعنی سنت یا واجب
اجابت ہی اور وہ نام ہی حاضر ہونیکا اور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نرکھتا ہووے کھانا مستحب ہی
اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا کہ اگر کوئی اندر دائرے کے کھانا لاتا تھا کھا لیتے
تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہی غرض کہ اسی طرح سے بہت سی مخالفت سنت محمدیہ کی انکی
ذات مین تھی پس دعوی اتباع تام کا بے معنی محض ہی اور اسی مخالفتون کے تدارک کے واسطے انھون نے قاعدہ گڑھا
تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہو وہ نامقبول ہی ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ جو فعل تمھارا مخالف حدیث ہو وہ نامقبول ہی
اور حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث عین بداخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہوچکا مقدمۂ دعوت مین بہت احادیث وارد ہین
لیکن زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب دس قوم سے ہی کہ انصاف و قبول حق کی عادت و خلق نہین رکھتے ہین
واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم بدخلقی دوازدہم کہ اس اصل تمام بداخلاقیون کی ہی وہ
یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصافنامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے سے منع کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر اجازت ہووے وقت سلوک
کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سو رہو اور اون کے خلیفہ خوندمیر نے کہا کہ اگر قرآن کو بیٹھ کر
حق تلاوتہ کے طور پر پڑھین جب بھی پردۂ نور ہوتا ہی درمیان بندے اور خدا کے اور یاد خدا سے وہ پردہ پھٹ
جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق مین بخوبی واضح ہوچکا کہ
علم و حکمت اس اخلاق ہی کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ و شہویہ مہذب کیجاتی ہین اسواسطے کہ جب آدمی کو
علم نہو تمیز درمیان نیک و بد کے نکرسکیگا پس جاہل مرکب یا بسیط کا پابند ہو کر اپنی قوت غضب و شہوت خلاف حکمت
و شریعت کے مستعمل کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان کافی ہی
نادرست ہی اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمانکا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان ہی کیونکہ ہر مومن بے علم قرآن نہین سمجھ
سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا کافی ہی تو کمال ایمان اعمال پر موقوف
ہی کیونکہ بغیر اعمال ایکو مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل و صحت اعمال علم احکام و عقائد پر موقوف ہی اور نہ بے
علم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب اختیار کرے اور

کیا کیا کام حرام و مکروہ ہین کہ اون سے اجتناب کرے تا کہ کمال ایمانی حاصل ہووے پس [illegible] ایمان کامل نے علم حاصل نہین
ہوتا ہی خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا زبانی علما سے مسائل دینی پوچھکر یاد کر لیوے بہر حال ممانعت علم سیکھنے سے
نہایت قبیح ہی اور اوسپر یہ دلیل کہ اگر تم علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے صاف دلالت اسپر کرتی ہی کہ مہدویت
انکی سوا جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہی اور ظاہر ہی کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسند
معتبر ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات
و احوال مہدی سے ہین ناپسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہی شعر صائب دو چیز می شکند قدر شعر را ۔ تحسین ناشناس
و سکوت سخن شناس ۔ اور میان خوندمیر نے کہ ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہی فرمان خدا و رسول کے اسواسطے
کہ حدیث قدسی ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک وتعالی من شغله القرآن عن
ذکری و مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ
علی خلقه رواه الترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوة یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا ہی رب تبارک و تعالی نے جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن ذکر میرے سے اور دعا و سوال میرے سے دیتا
ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلامون پر مانند بزرگی
خدا کے ہی اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر بھی قسم دعا سے ہی کیونکہ یاد و ثنا کنایۃً طلب و سوال ہی پس جب فرمایا کہ سائلین
سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالے کو اوس مین ذاکرین بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت
واضح رکھتا ہی اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءة القرآن فی الصلوة افضل من قراءة القرآن فی غیر الصلوة و
قراءة القرآن فی غیر الصلوة افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة
افضل من الصوم والصوم جنة من النار یعنی پڑھنا قرآن کا نماز مین افضل ہی پڑھنے قرآن سے غیر نماز مین
اور علما نے کہا ہی کہ نماز مین بھی تفریق ہی کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہی بعد اوسکے بیٹھکر اور قرآن پڑھنا
غیر نماز مین بہتر ہی تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ یہ اذکار نماز مین ہووین اسواسطے کہ تسبیح و تکبیر و تحمید و تہلیل
تمام جز و قرآن ہین اور قرآن چونکہ کل ہی افضل ہی جز و سے اور تسبیح افضل ہی خیرات مال سے اور خیرات مال افضل ہی
روزے سے اور روزہ سپر ہی آتش دوزخ سے پس یہ جو مشہور ہی کہ عبادت مالی افضل ہی عبادت بدنی سے مراد
ہی کہ سوا نماز و قراءت قرآن و ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہی اور انمین ترتیب مسطور الصدر ملحوظ ہی اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا دیکھا مینے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مینے کہ کون سی عبادت
فاضل تر ہے فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر مینے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ ارشاد ہوا بفہم یا بے فہم انتہی اور فضائل علم کے حد
وحساب سے خارج ہین مگر بطور نمونے کے چند آیات واحادیث مسطور ہوتی ہین یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی بلند کریگا اللہ تعالی اونکے جو ایمان لائے ہین تم مین اور اون لوگون کے جو دیے گئے ہین
علم بڑے درجے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی کہو اے محمد کیا
برابر ہوتے ہین وہ لوگ کہ علم رکھتے ہین اور وہ لوگ کہ نہ علم ہین اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی نہین ڈرتے
ہین اللہ سے اوسکے بندون مین سے مگر علما اور مشکوۃ مین ہے کہ کثیر بن قیس نے روایت کیا کہ مین مسجد دمشق مین پاس
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو الدرداء مین مدینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر سے
تمہارے پاس آیا ہون ایک حدیث پوچھنے کے واسطے کہ مینے سنا ہے کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہو سواے اسکے اور کچھ حاجت یہان آنے کی مجکو نہ تھی ابو الدرداء نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله به طريقا من طرق الجنة وان
الملائكة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم وان العالم ليستغفر له من في السموات ومن في
الارض والحيتان في جوف الماء وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر
الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم
فمن اخذه اخذ بحظ وافر رواه احمد والترمذي وابو داود وابن ماجه والدارمي وسماه الترمذي
قيس بن كثير یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک راہ کہ طلب کرتا ہے اوس مین علم
دین کو چلا دیگا اوسکو اللہ تعالی ایک راہ مین راہون بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہین بازو اپنے واسطے
رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کے واسطے مغفرت مانگتے ہین رہنے والے آسمانون کے اور رہنے والے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہین عالم کے واسطے مچھلیان درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے
جیسے کہ فضیلت قمر کو ہے شب بدر مین دوسرے ستارون پر اور مقرر علما وارث پیغمبرون کے ہین اور تحقیق پیغمبرون نے
دینار و درہم کا ارث نچھوڑا ہے اور سواے علم کے میراث نچھوڑی ہے پس جسنے کہ سیکھا علم کو پایا نصیب کامل اور ترمذی کی
حدیث مین ہے کہ ذکر کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدهما عابد والآخر عالم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم ثم قال رسول الله صلى الله

علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ واھل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت فی الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مرد کا ایک عابد ہے اور دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنیٰ تمہارے صحابہ کے پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہیں اوپر تعلیم کرنے والے آدمیوں کے علم خیر کو اور ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر ہزار عابد سے اور ابن ماجہ بیہقی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلین کانا فی بنی اسرائیل احدھما کان عالما یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والاخر یصوم النہار ویقوم اللیل ایھما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل ھذا العالم الذی یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النہار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم یعنی سوال کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض پڑھ لیتا تھا بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیوں کو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن میں اور نماز میں کھڑا رہتا تھا رات میں ان دونوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر کی اوس عابد مذکور پر مانند بزرگی میری کے ہے اوپر ادنیٰ تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم کرو آدمیوں کو اسواسطے کہ میں قبض وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغہ الرجل کان فقیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ فقیہا وکنت لہ یوم القیامۃ شافعا وشہیدا یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اوس حد کو ہووے فقیہ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں اونکے دین کے مقدمے میں اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالیٰ قیامت میں مرد فقیہ یعنی ہوویگا بیچ روز قیامت اوسکے گناہوں کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیوں کا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے تصنیف فرمائے ہین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثة اٰیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلک فھو فضل یعنی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت و صحیح ہو موافق شرائط علم حدیث کے یا فریضۂ عادلہ یعنی احکام کہ مستنبط ہین کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کہ برابر ہین جو ب عمل مین ساتھ احکام کتاب و سنت کے اور جو علم کہ سوا اسکے ہی وہ زائد ہی انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت عالی چیز ہی کہ کوئی عبادت اسکو نہین پہونچتی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورة الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت مین وارد ہین کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہین نہ فقط علم باطن کے حق مین کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہین کیونکہ احادیث مین تاکید تعلیم و تعلم کی ہی اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہی نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ من عمل بما علم ورثه اللہ علم ما لم یعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانا اور پڑھا ہی روزی کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانا اور نہ پڑھا ہی اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین کہ جب آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہی اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجالاتا ہی اللہ تعالی اوسکے لیے ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہی کہ اوستاذان ظاہری سے اوسکو نہ پونہچا تھا پھر جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہی علم ثالث الہام فرماتا ہی اسیطرح ہر علم عمل کا سبب پڑتا ہی اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہی پس علم اول علم ظاہر ہی اور وہی اصل و بنیاد ہی ان سب علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہین کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوئے ہین چنانچہ آیت واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ مین اسطرف اشارہ ہی یعنی اور تقوی و پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرماویگا اور دوسری آیت مین ہی کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے مجاہدہ اور ریاضت کی ہماری راہ مین بتاوینگے ہم اونکو راہین اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہی کہ پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہین رکھتا ہی اور جس جگہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہی مراد اوس سے علم ظاہر ہی اور علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہی کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہی علم باطن خود بخود الہام ہوتا ہی کیونکہ درگاہ الہی مین بخل نہین ہی بندے مین قابلیت ہونے کی دیر ہی اور اگر علم ظاہر نہوا تو عمل اول مین خلل واقع ہوگا پس علم باطن بھی درست مترتب نہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہی کہ ان دونون علمون مین نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہی شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر کی شود بے شیر مسکہ کی شود بے پیر پیر

شرح علم لدنی اور بیان اسکا کہ علم باطن بے تحصیل علم ظاہر کے حاصل نہین ہوتا

ہیں شیخ جونپور کہ علم ظاہر کے سیکھنے سے منع کرتے ہین گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہین اور معرفت آلہی سے
محروم رکھتے ہین ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت ٭ اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سن پایا ہی کہ حضرت خاتم الرسالة
امی تھے استغفر اللہ بہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہین جانتے ہین کہ وہان بھی شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر تھے
کہ علمہ شدید القوی وغیرہ آیات دلیل ہین اور نبوت موہبت آلہیہ ہی کہ بے سابقہ ریاضت و محنت کے مرحمت
ہوتی ہی بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہی کہ اول کسب و ریاضت چاہیے تب حاصل ہووے اور کسب و ریاضت موقوف ہی علم
شرعی پر ہر شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کسطرح کر سکتا ہی ہر ایک کیواسطے جبرئیل سا معلم کہان سے نصیب ہوگا پس اپنی
اوقات کے موافق کوئی علم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبد القادر جیلانی
و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہم کے
کہ صاحب دل ہوئے اکثر سب علما ہین کہ اول تحصیل علوم ظاہر کی کرکے بعد طریقت مین قدم رکھے ہین اور اگر کوئی بے علم
داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذونادر بجذبہ الہی بغیر علم پڑھے
کسی مقام کو پہونچ جاوے وہ شیخ نہین ہوتا ہی جب تک کہ بعد جذب کے علم پڑھکر سلوک اختیار نکرے اور مجذوب سالک
نبنے پس اوسکو بعد جذب کے ہنگام سلوک مین علم کی حاجت ہوئے جیسا کہ سالک مجذوب کو قبل جذب کے سلوک مین علم کی
ضرورت ہوتی ہی یہ دونون شیخ ہونیکا منصب رکھتے ہین اور مجذوب محض اور سالک محض شیخ نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ
عوارف وغیرہ کتابون مین اہل طریقت مین مذکور ہی اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ خجالت سے انکار
اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہین کرتے ہین حالانکہ یہ انکار غلط ہی کیونکہ دست اویز
خود انکے مہدی کی اصحاب مین جو دیہی ہین جیسا کہ مذکور ہو چکین کہ وہ سونے اور بھیک مانگنے کو علم پڑھنے پر ترجیح دیتے تھے
اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول مین اونکی معتبر کتابون سے منقول ہو چکا بد خلقی سیز دہم اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے مدینۂ طیبہ کو نجانا اور جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ ناشکری و
احسان فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہوکر فقط مکے سے
حج کرکے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہی انکار نا چنانچہ حدیث شریف مین
وارد ہی کہ من زار قبری وجبت له شفاعتي یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوگئی اوسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہی چنانچہ

حدیث شریف مین ہی کہ من زار قبري بعد وفاتي كان كمن زارني في حياتي یعنی جسنے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی بناوی مین اور بالغرض اگر حاصل کرنے اس شرف ومنقبت کا
ارادہ نکیا تو رنجش روح المطہر کا بھی خوف نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے مین روح مقدس کو
جفا کرنا ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری
زیارت نہ کی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا من زار قبري بعد
موتي فكانما زارني في حياتي ومن لم يزر قبري فقد جفاني یعنی جسنے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت
میری کے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس تحقیق کہ مجھپر جفا کیا
اوسے چنانچہ شیخ جونپوری نے کہ اپنے تئین بمہدی مشہور کرتے ہین ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت
حضرت رسالت کے مدینے سے موہنہ موڑ کر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے دبانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ مجکو
حضرت رسالت پناہ نے فرمادیا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمہارے دعوی مہدیت کی وعدہ گاہ
ہی اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہی جیسا کہ مطلع الولایت مین مسطور ہی اور حقیقت مین یہ وہی بات ہی کہ عذر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہی اسواسطے کہ سفر آمد ورفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہی اسقدر دعوی
مہدویت کی کیا جلدی تہی کہ اوس سفر مبارک کو چہوڑ کر تاخت گجرات کو مقدم رکہا حالانکہ گجرات مین آکر شہر
احمد آباد مسجد تاج خان مین عنقریب دروازہ جمالپور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدویت کا سنہ ۹
نوسو تین مین دعوی ایکبارسے دو برس کے بعد کیا ہی پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بحیلہ دعوی مہدویت کے
اور پہر گجرات مین آکر اس مدت دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن بے وجہ ہی علاوہ یہ کہ دعوی گجرات مین کیا خود تہا
کیا مدینے مین دعوی کرنے سے کچھ شرم دامنگیر ہوتی تہی اور طرہ یہ ہی کہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی مین اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے لوگون کو
عالم مکاشفے مین زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علماے دین قولا وفعلا
افضل سنن واکد مستحبات سے ہی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ایسی سنت ہی کہ اوسپر اجماع ہی اور بعض علماے مالکیہ اوسکو واجب لکھتے ہین اور نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہی قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت سے احادیث اس مقدمہ
مین وارد ہین چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہی پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نچلے ہیے بلکہ وسوسۂ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت یہ ہی کہ خود
شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہی چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو کہ اوسکو کشف
کہنا نچاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمین قایم نہووے پھر فرمایا کہ معلومات تمہاری تنورمین پڑین کہ خلاف شرع
محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ اور فعل وہ کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا اللہ تعالی فرماتا ہی
اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون یعنی کیا حکم کرتے ہو
تم لوگونکو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپکو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین بوجھتے ہو بدخلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ
اتباع سنت محمدی کا کرنا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہوجانا چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست و ہشتم
مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری بروز انتقال اپنے سوجبی بی بون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین مینخین واسطے
شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب اون میخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری
بی بی کے گھر جانیکی نوبت آتی تھی اوس روز جب سایہ میخ پر پونہچا فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی
ملکان وہان حاضر تھین اونھون نے عرض کیا کہ آپ سختی ہی اور مین خود یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی
آپ یہین رہو اور بارون نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن
حد شرع محمدی کی کہ خداتعالی نے حکم کیا ہی کون شخص بخش سکتا ہی بعد اوسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ
نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ یہ لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت
نہین کرتے ہین الغرض نمانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بہر طور اپنے تئین پونہچایا انتہی میران کی اس حرکت مین
چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہی کہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضہ الذی مات فیہ این انا غدا این انا غدا
یرید یوم عایشۃ فاذن لہ ازواجہ ان یکون حیث شاء فکان فی بیت عایشۃ حتی مات
عندھا یعنی بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے تھے کہ مین کل کس بی بی
کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عایشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھ کر اذن دیا کہ جس جاے
حضرت کا دل چاہے وہان رہین پس حضرت خانۂ عایشہ مین تشریف فرما رہے یہان تک کہ اونھین کے پاس رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہین انکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور بطریقۂ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت سے بڑھکر تقوی

بدخلقی چہاردہم بسبب کم علمی کے شیخ نے خلاف اتباع سنت محمدی کے [illegible]

نہین ہی بلکہ وسوسہ نفس ہی چنانچہ کیا خوب کسی نے کہا ہی شعر فرد کوش در زہد و صدق و صفا ولیکن میفزاے
بر مصطفی ۔ دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیونکا ہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسری کو حلال کردے
وے حلال ہوجاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہی کہ ان سودة
لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منک لعایشة فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقسم لعایشة یومین یومها ویوم سودة یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے
ہین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یا رسول اللہ کردیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
عایشہ کے واسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود انکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح شیخ جونپوری کے واسطے
بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بی ہون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو بمنزلہ حرام کے سمجھ کر انکار کیا تیسری
قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی مین عدل واجب ہی یعنی جتنے ساعات شب ایک عورت
کے گھر مین رہے اسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون اور لحظون کا ضرور نہین ہی بلکہ دن مین
کسیقدر کمی بیشی ہو بس ہی اور کسی حدیث سے نہین آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کی گھڑیون کا حساب کرکے عورتون پر تقسیم
فرماتے ہون پس شیخ کو بی بی اور اسقدر رہا یک بینی اس مقدمے مین حرکت زائد لاطائل تھی چوتھی قباحت یہ کہ
شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعوی علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حالت تک بھی کہ ہنگام مرگ قریب
پہونچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہی وہ کون سی ہی اور حقوق قابل بخشنے کے کون
ہین کیونکہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہی اور مانند دوسرے حقوق الناس کے بخشا جاتا ہی اسکو حد الٰہی ٹھہرایا اور کہا کہ اس
حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی بی بی ملکان بخش سکتی ہی جیسا کہ
بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حدود کہ جنکو بخشنا بندون سے نہین ہوسکتا ہی وہ حقوق الٰہی ہین
اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ ومعینہ کہ واسطے حق خداے تعالی کے واجب ہوئی ہو ایسی حد مین
حاکم کے پاس مقدمہ پہنچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہی پس تعزیر کو حد نکہینگے کیونکہ مقدر و معین نہین ہی اور قصاص کو
حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندے کا ہی اسواسطے بخش دیا جاتا ہی اور قرآن سے
اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ یہ آیت
بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہوسکتا ہی دوسرے حقوق الناس کیون نہ معفو ہونگے
بالجملہ یہ سب ثمرات اسکے ہین کہ اپنے تئین بھی علم کی طرف توجہ نہین ہی اور مریدون کو بھی اوسکی طرف مائل ہونے سے

مانع ہوتے ہین بدخلقی بازدہم یہ کہ بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصاف نامے کے باب دوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا مہدویت سید محمد بن سید خان سے کفر ہی اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدی کو کیا فرماتے ہو کہا کافر کہتا ہون مین ملا احمد نے کہا اگر مین انکار کرون سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہووے اور انکار مہدیکا کرے کافر ہوجاوے اور باب سوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہون اعادہ کرین اور موضع بہدیوالی مین اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے پیچھے نماز نچاہیے گزارنا بعدہ بعضے یارون نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز ہردو عید کی پیچھے مخالفین کے ادا کی ہی اگر روا نہو تا کیون پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو مین نہین پڑتے ہین جو کچھ میران نے کہا ہی وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہی چاہیے کہ اوس سے ہم باز رہین مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ اس مجلس مین یہ ناقل حاضر تھا اور باب ہشتم مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویونکو مسجد جامع اور عیدگاہ مین بجمعیت اور سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تاکہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ ہووین اور باب چہارم مین لکھا ہی کہ شہر ٹھٹھہ مین میران عوت کر رہے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کے واسطے خواہان علم ہوا میران نے جواب دیا کہ اگر حق تعالی قوت دیوے ان لوگون سے جزیہ لیوین مین اور خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی ہوگئے ہین اور خوشی میران اور اونکے یارون کی نہ تھی کہ علمائے مخالفین سے کچھ علم پڑھنے اور وعظ سننے کے واسطے کوئی جاوے اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرے سے تمہارے پاس علم پڑھنے کو نہ آویگا پس جو کہ علما کے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدیکا ہووے آیت یہی یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ الایۃ انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر اپنے مخالفین کو مرتد اور کافر اور قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہین ہی بلکہ خود میران اور خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لولیتے ہین وہ یہ ہی کہ اوسی کتاب انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ جو شخص کہ کلمہ کہے اوس سے جزیہ نچاہیے لینا اور اونکی عورتون مین سے نکاح تصرف نچاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہی کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب مخالفین کا نلیا اور لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانون تک اونکی کشت زار سے کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پہونچے اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ اپنے

مخالفین کو حربی نہین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال اور عزتونکو مانند اموال ور اعراض مسلمانون کے اپنے پر
حرام جانتے تھے یہانتک کہ میان محمد میر نے اونکے ہاتھ پر جان دیا اور اونکا مال نہ لیا اور میران نے سفر خراسان مین
اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے فرمایا کہ
انسے جزیہ نچاہیے لینا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آئے تھے کہ ذمی ہوتے اور اونکی رعیت تھے
بلکہ یہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگ کر انکے ملک مین آئے تھے انکا
ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین پھر کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہی
کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور میرانیون کے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ بزور سلطنت
خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی اور مستامن اور منافق نٹھیرے معلوم ہوا کہ خود میران اور خوندمیر
کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین ناجی یا اہل ایمان تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہی اور احکام بھی مسلمین کے
اونکے حق مین میران اور خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر
وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدائے نماز جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت
سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بول بیٹھتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس سخن کے
انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی
آپ کافر ہوجاتا ہی یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی آدمی خدا ترس دیندار کبھی ایسی
جرأت نہین کرتا ہی چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون ناعاقبت اندیش کے ابھی تک
صراط مستقیم احتیاط پر چلا جاتا ہی اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہی اور یہ جو تمام امت
اسلامیہ کی تکفیر کررہے ہین اسکا انتقام خدائے داور پر حوالہ کرتا ہی کہ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ
جواب وجہ سوم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین خود انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفا
نے نماز جمعہ اور عیدین کا پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہی اور اوسپر عمل کیا ہی اور دوسری کتابون
قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتدا سے مخالفین سے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ
ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا
اسی پر عمل ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہی کہ جمعہ اور عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہو جاوے
شریعت محمدیہ مین تو یہ ہرگز نہین ہی اگر ہو تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہی تو وہ مہدوی

میران کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہین لائے لیکن ہم مین اور تم مین بباعث شریعت کے کچھ فرق نہین ہی جیسا کہ شواہد کے باب بستم مین منقول ہی پس معلوم ہوا کہ مہدی نہ تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہین لائے ہین جیسا کہ ادعا ہی تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا مقتضائے شریعت محمدیہ کے خلاف ہے بدیہی ہی جب اسقدر مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہ ہوئے کہ مہدی کے حق مین ہی یقفو اثری ولا یخطئ یعنی میرے قدم پہ چلیگا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت مین کافر نہ تھے اور اونکے پیچھے جمعہ اور عیدین ادا کرتے تھے تو اونکو کافر بولنا اور نماز پنجگانہ اونکے پیچھے نادرست سمجھنا خطائے فاحش ہوا تب بھی مہدویت اوڑگئی اور دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین اور نماز پنجگانہ دین تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین ہی جسکے پیچھے جمعہ صحیح ہی اوسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہی جواب سوم یہ کہ سند تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہی من انکر خروج المہدی فقد کفر بما انزل علی محمد یعنی جسنے انکار کیا خروج مہدی کا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابوبکر اسکافی کی فوائد الاخبار اور ابو القاسم سہیلی کی شرح السیر اور فصل الخطاب سے نقل کیا ہی اور یہ حدیث احادیث آحاد ظنیہ سے ہی کہ بہ تقدیر صحت بجز ظن کے مفید جزم و یقین کو نہین ہی اور اسلام امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہی پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر ہوسکتا ہی اور اگر کہین کہ جب خود مہدی نے اس حدیث کی تصدیق و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر کی تو حدیث قطعی ہو گئی جواب اوسکا یہ ہی کہ اول تقریر دوری ہی کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت پر اور صحت مہدویت موقوف ہی صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر اصحاب آثار خلق قبیح سے ہی کہ بطلان مہدویت اوسکو لازم ہی اور علاوہ یہ ہی کہ خود تمھارے مہدی کے حکم مین تذبذب ہی جیسا کہ جواب اول و دوم مین مذکور ہوا کہ صاف معلوم نہین ہوتا ہی کہ منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام کے اونپر جاری کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مظلومون کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب کہ خود متردد ہوئے حکم جزمی نہوا اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی پس اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہوسکتا ہی اور جواب تحقیقی یہ ہی کہ حدیث مسطور کا مطلب یہ ہی کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ مہدی موعود آنے والا ہی جیسا کہ اب ہم سب معاشر اہل سنت کو اعتقاد ہی اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق کرنا چاہیے کہ غایت اعتقاد سابق کی یہی ہی جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدویہ جونپوریہ تو اوسوقت بھی ارقام گذشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موصوف کے ہونگے اب تصدیق کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے کچھ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین
کہ جسمین وہ پائی جاوین وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا ہی
اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدویت ثابت نہین ہو سکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مین مذکور ہین وہ مدعی
مین موجود چاہیے ہونا تاکہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس وہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین
ضرور ہی کہ جامع اور مانع و مختص معرف ہووے کہ دوسرون سے مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ
احادیث کہ جس سے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہووین ذات مدعی
مہدویت مین ضرور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سواے اسکے کہ محمد نام تھا
اسواسطے کہ ابتک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات
عامہ سے ہین کہ تنہا ثبوت مہدویت کے نہین ہو سکتے ہین چہ جاے دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ سراسر
مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعویہاے کمالات باطنیہ کے
غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمہاری زبانی ہین خود محتاج اثبات ہین مہدویت کا اثبات کیا کر سکتے
ہین اس لیے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی اور انکار
موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورۂ احادیث تصدیق واجب اور انکار کفر ہووے تو کوئی کس کس کی
تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھ فقط شیخ جونپور مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اون سے اول بہت سے مدعی
گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیوں کی موافق لکھنے
قاضی ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی ہی
جو سن پانچ سو چودہ ۵۱۴ ہجری مین اتفاق سے عبد المومن کوفی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کر کے
مال و اسباب لوگون کے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدویت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگون کو قبرون مین پوشیدہ
رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلون کو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف
راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے اونکو جیتے جی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم
کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلہ اپنے دعوے کا پایا دوسرا احمد بن
عبد اللہ میمون جو نواسا یہودی کا مجوسیہ عورت کا جنا ہوا ابو الملوک عبیدیہ کا پوتا تھا مہدویت کا جھوٹا دعوی کرتا
ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کر کے

مغرب اور شام اور مصر اور خراسان کے ملکون کے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کیطرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنایا فساد اور برائیان اوس سے اور اوسکی اولاد اور تابعدارون سے
جو ہوئین بیان مین کسی فاسق و فاجر سے نہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑی اور
اسکے باقی لوگونکو چنگیز خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ
عماد الدین اور شمس الدین ابن خلکان نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین اور اسمعیل بن جعفر صادق کیطرف
اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہے تیسرا ازبک نامے ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھ کر مہدی کہلایا
شہر زور کے پہاڑون کی طرف نکل کر ایک بڑی ٹکڑی کو اپنا تابعدار کیا آخر اوس طرف کے امیر محمد خان کردی نے
اوسپر فوج کشی کرکے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کردیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کرکے راہ راست
پر لایا چوتھا ایک کیمیا گر سید محمد نامے نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کیطرف سے نکل کر دعوی مہدیت کا
کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگونکو مطیع کرلیا آخر دروغ اوسکا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچوان محمد بن عبد اللہ نامے نے سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
تھا آخر کو اوس طرف کے حکام کے ہاتھ پر قید ہوکر توبہ کی چھٹے سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیاے
مغلوب الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب معارج الولایت
کہتا ہی کہ سید محمد نوربخش جونپوریکو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہوکر کہتا ہی کہ
انت مہدی یعنی تو مہدی ہی انھون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے
آخر جب حج کو چلے اثناے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بایںمعنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون اوسکی تمامی خلق کو
طرف عبادت الہی کے نہ مہدی موعود ہون اسپر اس دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثناے راہ مین وفات پایا
بعد اوسکے ہمراہیون نے غائبونکو یہ خبر پہونچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر اڑے
رہے ساتوین شیخ اویس رومی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیا اللہ مین ہوا اور ان
شیخ کے اسی خلیفے تھے ایکدن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجکو کشف سے معلوم ہوتا ہی کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے
باطن کیطرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجھسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو معلوم
ہوتا ہی کہ تم حق پر ہو پیر سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمہارے ساتھ ہون

اور مدد کو حاضر ہون بعد چند روز کے صحبت یا ملن کے طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطانی تھا
اوس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا آٹھوان ایک شریف بلاد مغرب مین شیخ علی تقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہین کہ وہ ہمارے زمانے مین موجود ہی صاحب شوکت عظیمہ ہے کہ بلاد مغرب مین چار مہینے کی راہ تک اوسنے ملک فتح کیا ہی اور ایک
وہ دعوی مہدویت کا کرتا ہی اور بعضے لوگ ایسے ہین کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہین کیے ہین بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے
ہین لیکن معتقدین اونکے اونکو مہدی جانتے ہین چنانچہ شیعہ کہتے ہین کہ امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہین اور اللہ تعالی نے
اونکو طفولیت مین صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب اونکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہے اور سنہ
دو سو چھپن ہجری مین پیدا ہوکر پانچ یا نو یا سترہ برس کی عمر مین باختلاف الروایات سرداب سر من رای مین پوشیدہ ہو گئے
آخر زمانے مین ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہوکر ظلم و اختلاف مذاہب اوٹھا دینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حیدر المتکلمین مولوی حیدر علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف مین
بخوبی مسطور ہین بیان حاجت اعادہ کی نہین ہے کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد بن
حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہین اور وہ منصور عباسی کی ریاست مین
خروج کرکے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے مقتول ہوے انمین کچھ علامات مہدویت کی ظاہر نہ
تھین البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک ولد میرے پاک ذات احجار الزیت مین انکے حق مین صادق ہے
اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہین باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہین حالانکہ مین قریب موت کے پونچا ہون اور میرے مین کچھ علامات مہدویت کے نہین ہین اور فرقہ
کیسانیہ روافض مین سے محمد بن حنفیہ بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ انہون
نے وفات نہین پائی ہی بلکہ کوہ رضوی مین زندہ مخفی ہین اور دو شیر دشمنون سے انکی نگہبانی کرتے ہین اور دو چشمے شیر و شہد کے
اونکے پاس جاری ہین وہ نمین سے اپنی غذا کرتے ہین آخر زمانے مین نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر حمیری
نے کہ دو شاعر تھے اس اعتقاد پر بہت سے ابیات مین کہے ہین جیسا کہ مصرعون جونپوری مین مہدی
شاعر نے دیوان مہدی لکھا ہی کہ باتون اور بیتون سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت
عبد الملک بن مروان مین ثابت ہی اور ایک گروہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل مروانی کی مہدویت کے قائل تھے
اور ایک گروہ محمد بن عبد اللہ الملقب مہدی بن منصور ثالث ملوک بنی عباس کی مہدویت کے قائل [illegible]
معاویہ کا پوتا فاسق و جابر تھا القصہ جیسا کہ [illegible] علامات [illegible]

اسیطرح یہ سب معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی دعوی کرتے تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق و خوارق
مین دعوی تواتر روایات کا رکھتا تھا جیسا کہ مہدوی رکھتے ہین اور تا دم مرگ اوسکے اصرار پر دعوے کا قائل تھا
جیسا کہ مہدوی قائل ہین اور نصرت دین اور بعض دیگر علامات کے بھی مدعی تھے اور اکثر علامات مذکورہ احادیث کہ اون
لوگون مین مفقود تھے اوسکی کچھ پروا نہین کرتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہین اب ان مدعیان مہدویت کا
ابطال مہدوی لوگ کس دلیل سے کرتے ہین سو بیان کرین کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہین اگر
کہین کہ اونکے اخلاق و خوارق کا تواتر ممنوع ہی ہم کہتے ہین کہ ایسی تمہارے شیخ کے اخلاق و خوارق کا تواتر بھی
ممنوع ہی بلکہ خود تمہاری کتابون سے اونکی بد خلقیان کہ منافی ولایت ہین بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہین
ثابت ہین جیسا کہ مذکور ہو رہی ہین اس جز و رہا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورہ احادیث نبویہ پر ٹھہرائی
جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان و مظنونان مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل و باطل ہو جاوے
اور فقط حضرت امام مہدی آیندہ متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہو جاوے والحق احق بالاتباع
بد خلقی شانزدہم شیخ جونپوری نے ایسا خلق اختیار کیا ہی کہ بقول شعر نہ خویش را گذارم نہ بیگانہ جیسا کہ اپنے
عندیے مین اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا ویسی اپنے معتقدین مہدویونکو بھی منافق و مشرک بنایا چنانچہ انصاف نامے کے
باب یازدہم مین لکھا ہی کہ تین پہر ذکر کرنا صفت منافقون کی ہی اور چار پہر ذکر کرنا نہ ذکر مشرکون کا ہی اور ایک
دوسرے رسالے اس قوم مین مسطور ہی کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنیوالا مشرک
ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہی فقط اب دیکھیے کہ مہدوی
لوگ کس خرابی مین گرفتار ہوئے کہ ہمارے یہان سے بھاگ کر وہان گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کے واسطے
وہان لینے کے دینے پڑ گئے کہ ایک عالم مشرک و منافق بلکہ اون سے بھی بدتر ٹھہرائے گئے اسواسطے کہ تین چار پہر کا
ذکر بھی کس مہدوی سے ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر اپنے کسب و شغل سیر و گشت مین مشغول رہتے ہین اور کسب و اشغال دنیوی
کے ساتھ ذاکر رہنا یہ مقام انکو نصیب نہین ہی ورنہ کسب کہ پیشۂ انبیا ہی اوسکو مانع الذکر جانکر کیون حرام
کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر کے بہ وجہ عزبان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم مین موجود ہی چنانچہ
بد خلقی سیزدہم مین مذکور ہو چکا کہ میران نے فرمایا ہی کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و مزارعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات
وغیرہا جو کہ انکا مرید ہوا اور نہین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور وارد راہ مین مشغول ہو وہ بھی
ہی انتہی حالانکہ یہ تمام اشیاے مذکورۂ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی پاس موجود رہتی ہین اور ذکر یہ پاس و ہیا پاس

بد خلقی شانزدہم شیخ جونپوری ... مسلمانون کو فقط کافر نہین بنایا بلکہ ... مہدویون کو بھی کافر و مشرک و منافق ٹھہرا گئے ہین

مفقود ہوتا ہی پس موافق فرمان حضرت میران ماہر البیان کے تمام مہدویہ کافر ومنافق ومشرک ٹھہرے اور اگر ہزارون
مین کوئی ایک آدھا اس شرط عام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہدیکا
یہ وار دوستی بچانے کے واسطے یہ داؤن نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب حیات سے مایوس
ہو جاتے ہین ایک میان پیرزادے اگر انکو ترک دنیا سکھا کر اونکا اسباب سامان حتی الامکان آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور کہتے
ہین کہ اوسوقت عجیب عجیب حرکات مخالف عقل ونقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ یہ شخص کہ ملک الموت
اسکے سر پر آپونہچے ہین دنیا کو ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الٰہی ڈھونڈتا ہی حالانکہ قرب الٰہی اوس فعل سے حاصل
ہوتا ہی کہ جسمین بندے کو قدرت کرنے نہ کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی ملائکہ موت جبرًا
اوس سے دنیا چھوڑوالتے ہین کہ نیر وہ دولے ہیں بدشل اسنے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے اوسکو چھوڑا یہ تارک الدنیا ہوا
یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ انکے پیرزادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ ابلہ فریب ٹھہرائے ہین کہ تمام مہدوی عمر بھر
اسپر اعتماد کر کے بکمال حظ نفس دنیا مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدیکے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین
اور بموجب فرمان انکے مہدیکے تمام عمر کفر ونفاق وشرک مین مبتلا رہتے ہین اور جانتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک
کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے موافق یہ ترک دنیا بھی مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی
کہ سید ن میان صاحب نے توضیح المراتب مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو ولعب مین گذرانی اور ہمت اپنی
شب وروز تدبیر ماکولات وملبوسات ومشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہووے اور باین ہمہ
ظن یہ رکھتا ہی کہ اپنے مرنیکے وقت خداتعالی کو دیکھے گا یہ غرور وفریب وعدہ نفس ہی کہ اوسکو بھکا رہا ہی اوسنے ہوس
خام پکائی اور خیال باطل باندھا مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زیرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور تنبیہ ان آیات سے
مطلع نہین ہی کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ایضا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آملے گی جسمین کہ عمر گذارا ہی جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹوگے اوسی حال مین مروگے تم اور جس حال مین مروگے
اوسی حال مین اوٹھائے جاؤگے تم اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا
حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا یعنی نہین ہی توبہ اون لوگون کے واسطے کہ برے کام کرتے ہین یہانتک کہ جب حاضر ہوئی ایک شخص کو
اون مین سے موت بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگون کے واسطے کہ کافر مرتے ہین ان لوگون کے واسطے

مہیا کیا ہی ہمنے عذاب دردناک انتہی تمام ہوئی تقریر سیدین میان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ وقت مرگ مذہب مہدویہ مین نامقبول ہی یہ پچھلے پیرزادون نے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہی علاوہ یہ ہی کہ باب دل عقیدہ پانزدہم مین مذکور ہو چکا کہ اونکے مہدیکے نزدیک ملن سے ہجرت نکرنے والا بھی منافق ہی بین بعد ترک مذکور کے بھی ہجرت نکرنے کے سبب سے منافق رہے ہے غرض کہ مہدوی لوگ ہر چند کہ اپنے مہدی پر پھول رہے ہین لیکن مہدیکے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی نہین ہین بلکہ مسلمان بھی نہین کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا سبحان اللہ ازینجا راندہ و از انجا ماندہ غرضکہ گردہ خویش آید و پیش خطا خود انھین مہدیون سے ہوئی کہ ہمارا دین آسان سہل انھون نے چھوڑا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنیفیۃ السھلۃ البیضاء یعنی لایا ہون مین تمہارے واسطے دین ایکطرفہ آسان روشن اور جناب باری نے ارشاد کیا کہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج یعنی اسنے تمکو پسند کیا اور نہین کی تمپر دین مین کچھ مشکل اب ثابت ہوا کہ یہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے خلق خدا پر رکھی ہی کہ اگرچہ تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اسکو مشرک و منافق جانتے ہین خلاف حدیث و قرآن ہی بدخلقی ہفتدہم یہ کہ شیخ جونپوری کتّا رکھتے تھے حالانکہ کھیتی نہ رکھتے تھے اور نہ شکار کھیلتے اور نہ گلہ گوسفند غیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتّے کی ہوتی اور عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتّا رکھنا خالی گناہ سے نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ جس گھر مین کتّا ہوتا ہی فرشتے اوس مکان مین نہین ہوتے ہین اور جو شخص کتّا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف فرما نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا الا کلب ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ رکھیگا کتا سوائے کتے مواشی یا شکار یا کھیت کے کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط مانند دانگ کو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار اللہ تعالی کو معلوم کہ کسقدر ہی اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہی کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب الا کلب صید او غنم او ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتونکا سوائے کتے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ مدینۂ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے اوترنیکی جاے ہی اور کتے مانع ہین نزول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر مطہر کو آلودگی کتون سے پاک کرین اور سوا اسکے بہت احادیث اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو اس جانور سے انکار ہی اور صحابہ و ائمہ اہل بیت اور اولیاے کاملین مین سے کسی کی یہ عادت نہ تھی کہ بے ضرورات ثلثہ مذکورہ کے ایک کتا بھی اپنا رفیق بنائے ہوے پھرا کرین

جیساکہ شیخ جونپوری نے اس بدعت کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین اوس کتنے کی و بزرگیان
او رپاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدی کے اصحاب پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے
ہین سالہ حجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک کتا میران کے دنبال رہا کرتا تھا جہان اوترتے تھے کتا بھی اوترتا
تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا اور موذن غیرت مند اس کتے سے تنگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ
کتا ہر روز صبح کو دوزانو بیٹھ کر ذکر خفی کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نکھاتا تھا
اور اوسکو کبھی سوتے نہ پاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا یار سگ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی
اسی سبب سے بڑے بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر مہری اور ولی یوسف وغیرہما کے اپنی تصانیف مین تمنا
کرتے ہین کہ مہدی کا کتا ہووین اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہووے اور اتنا نہین سمجھتے ہین
کہ خداے عالم کے کتون کا یہ حال ہے کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدی کے کتے کو کون پوچھتا ہے
اب ان دانشمندون سے سوال ہے کہ یہ کتا مہدی کا جو وقت اذان کہتا تھا یہ اذان کس لہجے مین ہوتی ہے آواز بشری تھی
یا عو عو کلابی تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی ندا
تھی اور فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے
تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے بقولیکہ پانیمین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان گائی
بہرے نے بوجھی اور اس صورت مین موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیون گھبرا کر غیرت سے بیدار
ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدی کے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک عو عو تھی
تو اسکا کیا اعتبار ہے ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہین اسمین کیا بزرگی ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہے اگر کتے
بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہے کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلاشبہہ صحابی مہدی کا تھا
اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اس پر مہدی کی ایسی تاثیر پڑی تھی کہ اسکی خوش اوقاتی دیکھکر موذن مہدی شرماتا
تھا کہ تنگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا گویا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ بھی
مہدی کا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر و حضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت بھی نہ رکھتا تھا کہ کتے کے
برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدی کی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی بگہ یا بھائی کالو تھا جیساکہ شواہد الولایت سے معلوم
ہوتا ہے اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت سگ وری کی خاندان مہدی مین جاری ہے چنانچہ میان سید محمود
مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک وزیبی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ اگر وہ

کتا ہوا وسکو مار و لیکن وہ کتا نہین ہی بی بی نے کہا کہ میرانجی یہ بھائی کالو کے بجا ہی کہا ہان یہ اوسکا بھائی ہی غرضکہ
یہ سب خوبیان علم و عقل نہونے کی ہین کہ جس سے بیزار ہین بلکہ ممنوعات سے جانتے ہین سچ ہی کہ نادان دوست سے
دانا دشمن بہتر بد خلقی ہنیز دہم یہ کہ شیخ جونپور حج بیت اللہ سے لوگون کو باوجود فرضیت و استطاعت کے
منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بمنزلہ کعبے کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ
کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک وزرا یکسن پیا
وہان نے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہی کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دینگے جاؤنگی فرمایا جاؤ یاد خدا مین مشغول رہو
اوسکے بعد چند روز کے پھر آکر کہا کہ میران جی بندی کے پاس زاد و راحلہ موجود ہی اور راہ مین امن ہی اور تندرستی
بھی حاصل ہی اگر رضا ہووے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کرو اوسنے ویسیہی کیا
بار سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے پس خوردہ بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو
انکی اولاد و خلفا نے بسر و چشم قبول کیا اور حکم خدا و رسول کو کہ مقدمۂ حج مین نہایت تاکید سے ہی پس پشت ڈالدیا
یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرۂ دلاور کہ قبلۂ موروثی و آبائی
تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران سید محمود کے وقت مین میان ولی جامع نقلیات
اور میان یوسف حاضر ہوئے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہووے مین حج کرکے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ
طواف حجرۂ میان دلاور کا کرکے آؤ اگر حج تمہارا قبول نہووے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کرکے افتان
و خیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انھون نے کسکو اپنا خدا
سمجھا ہی کہ وہ حجرۂ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہی اور خداے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہین آتا ہی
بالجملہ ان لوگون کے نزدیک حجرۂ دلاور کعبۂ شریفہ سے افضل ہوا اور فرض خدا سے کہ رکن اسلام ہی بندگان خدا کو
منع کیا اور سراسر مخالفت خدا و رسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرۂ مذکور مین
خداے عالم کا نظر آنا غلط محض ہی بلکہ فریب شیطان ہی وہ ایسے ہزارون شعبدے بناتا ہی اور جاہل عابدون کو
بہکاتا ہی ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا
کہ کسطرح دیکھتے ہو کہا دربار تخت ہوتا ہی اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے
ثابت ہوتا ہی کہ ابلیس اپنا تخت دریا پر بچھاتا ہی اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ
کرتا ہی اوس بزرگ نے فورًا توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس سے مجھکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا

اور ملا فیضا معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
کے وقت مین ایکروز ایک صحرا مین پونہچا اور وہان چندروز توقف کیا ایک روز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اور سوقت
ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ انداز ہوا اور اوسمین سے مانند شبنم کے مجھپر برسا کہ مین سیراب ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر
پڑا کہ افق آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی کہ اور ایک آواز ہوا کہ ای عبدالقادر مین تیرا پروردگار
ہون حرام چیزین مینے تجھپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ دور ہو
ای ملعون پس یکایک وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اور مجھسے کہا کہ ای عبدالقادر تو نے
بسبب اپنے علم کے میرے ہاتھ سے نجات پائی اس کرشمے سے مینے ستر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے
عرض کیا کہ آپ نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مین نے تجھپر حلال کردیا انتہی
دیکھیے ائمہ حضرات طریقت جہان خلاف شریعت کچھہ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ
شیطانی ہی یہان جب انکے مہدی نے شروع سے علم کی ممانعت کردی یہ بیچارے کیونکر پہچانین کہ یہ کرشمہ شیطانی
ہی اگر ذرہ بھی ان کی سمجھہ ہوتی پہچان لیتے کہ جو منافی فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین ہی
بلکہ شیطان کیطرف سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون پر
قصد کرنا بیت اللہ کا اوس شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف آنیکی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے
نیاز ہی عالمین سے انتہی دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف مین جو ابو امامہ
کی روایت سے وارد ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعه من الحج حاجة
ظاهرة او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یهودیا وان شاء نصرانیا
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض بعض کرنے والا
پس مر جاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی
کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے اور یہ نہ فرمایا کہ اگر چاہے
دل اوسکے جو جی چاہے کا طواف کرلے اور جب یہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام تیار کرچکے حکم الہی ہوا کہ اَذِّنْ فِي النَّاسِ
بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ یعنی پکار دے لوگون مین حج کیواسطے

کہ آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے پس حضرت ابراہیم حسب الحکم مقام
ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوے اور وہ مانند بلند پہاڑ کے اونچا ہو گیا پس حضرت ابراہیم نے دونون کانون مین
اونگلیان رکھکر چارون طرف متوجہ ہو کر پکارا کہ ایہا الناس تمہارے رب نے ایک بیت بنایا ہی اور تمپر اوس بیت کا
قصد کرنا فرض کیا ہی اپنے رب کا حکم قبول کرو پس جنکی تقدیر مین حج کرنا تھا اونھون نے اپنے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن
کے رحمون مین سے جواب دیا کہ لبیک اللھم لبیک چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہی اور یہ کہین نہین ہی
کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہون کہ چاہے اس بیت کو آنا اور چاہے گجرات مین ایک دلاور فقیر ہوگا اوسکے
جھوپڑے کا طواف کر لینا فاللہ المستعان علی ما تصفون اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس بیت پاک کے
حج مین وارد ہین کہ اون سب کا خلاف کیا شیخ جونپور اور اونکے بیٹے سید محمود مذکور نے بدخلقی نعوذ باللہ یہ کہ یہی
میان دلاور کہ جنکے حجرے کو شیخ جونپور اور اونکے بیٹے نے کعبہ اور حج کی جاے بلکہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہی شیخ جونپور
انکے حق مین فرماتے ہین کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثری تک بیسار وشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین دانہ رائی کا
ہووے چنانچہ پنج فضائل مین مذکور ہی حالانکہ یہ دلاور اپنی غیب دانیان ایسی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے
مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوس پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان دلاور مراقبے مین بیٹھے تھے دل مین آیا
کہ رام و لچھمن و سیتا نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال انکا کیا ہوگا اوسیوقت حکم الٰہی ہوا کہ ہمارے بندے نے
یاد کیا ہی لیجاؤ ملائکہ نے اونکو ویسی مسلسل انکی پیٹھ کے پیچھے لا کر کھڑا کیا میان دلاور نے متوجہ ہو کر سبب اس گرفتاری کا
پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر مار کر روے اور بولے کہ ہماری زہد و ریاضت مین [illegible] مقصود نتھا سب ضائع ہوئین
اب اس عذاب بد مین گرفتار ہین اس لحظ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہی جب نظر خداوندگار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ
عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس چیز کا ہی فرمایا انکو عذاب مہو برکا ہی کہ
بعضے درکات سردی کے ہین اونکا نام زمہریر ہی انتہی یہان قطع نظر اس بحث سے کہ رام وغیرہ خاکی ہین یا آتشی
میان دلاور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن شیاطین کو کہ آتشی ہین عذاب آگ کا نہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین
صاف وارد ہی کہ جن کو بھی عذاب آتش ہی چنانچہ یہ آیت اوسپر شاہد ہی قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہو تم ساتھ اور امتون کے کہ گذر چکی ہین پیشتر تمسے
قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق اس امر کی کہ جن خود آتشی ہین انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہی کتاب بستان المحدثین
کی فصل تتمیم اصل جن مین موجود ہی یہان بسبب غرابت مقام کے اعادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدی جسکے

بدخلقی نعوذ باللہ [illegible] غلط خبری کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثری تک مانند دانہ رائی کے روشن ہی [illegible]
حال رام وغیرہ کا معلوم ہوا اور خلاف قرآن کے [illegible] کہ جن پر عذاب آگ کا نہیں [illegible]

حق مین کہے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانے رائی کے روشن ہی اوسکو معلوم نہووے کہ رام و لچھمن و سیتا کا کیا
حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہی اور آیت مذکورۂ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ
لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ مذکور ہو چکا واہ وہ وصف ہی اور یہ کشف ہی بد خلقی بستم
یہ کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ
فلک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا کسی کے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس رگ کو قطع نظر
زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم نہ تھے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے پاس دو شخص مرید
ہونے کو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اُسکو مرید کیا عبدالرحمن نے
پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اُسکی پیشانی پر مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول
لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس خدا سے بعد سعی کر علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اُس رگ کو
اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الہی نہیں بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلاً اسی مثال
خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری
کوشش سے مقبول ہوگیا تو وہ الست الہی آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اور اس کشف عرشی و فرشی پر تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ اب تک بھی معلوم نہ تھا کہ شداد کہان ہی
اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی اور قصۂ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبدالفتح نے
شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اُسکا آدمی ہی کہ دختران بازدہ ساله
بکثرت اوس مین معلق ہین جب سکندر ذوالقرنین وہان پہنچے ایک دختر کے ساتھ اوسمین سے خواہش کر جماع کیا
اوسدن سے اسدم تک قطرات خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھوگے پس دو انگلیان
عبدالفتح کی آنکھون پر رکھدین اور بعد نکلنے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اوسنے پوچھا
میان جی سکندر نے آدمیون کو اسی پہاڑ پر سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پر بھیجا کہ دیکھے کس طرف
کیا ہی وہ جب سر کوہ پر پہونچا اُس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی
تبسم کرکے زنجیر توڑا کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الہی مین متوجہ ہو کر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ
وہان بہشت شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر نہ بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی
کہان سے آئے آدمی وہ کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى یعنی ای آدمیون ہمنے پیدا کیا تمکو ایک نر اور ایک مونث سے یعنی آدم وحوا علیہما السلام سے اور یہ بھی خیال نکیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہی اور ولایت مین اتفاق ہی وہ بغیر نکاح دختر ونختی سے جماع کیونکر کرینگے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بہشت شداد کوہ قاف کے پرلے کہان ہی وہ بہشت ہر اعلی وادنی کو معلوم ہی کہ شہر عدن کے صحرا مین تھی اور اسیکا نام ارم ہی اسواسطے کہ بانی اسکا شداد بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہی پس اس مکان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا اور اس عاد کی اولاد کو بھی عاد کہتے ہین لیکن انمین سے متقدمین کو عاد اولی اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو عاد اخیرہ کہتے ہین چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہی اور عاد اخیرہ زمین احقاف مین متصل حضر موت کے رہتے تھے اور انکے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے قصہ انکا قرآن مجید مین جابجا مذکور ہی اور عاد اولی کہ بانی شہر ارم ہین مساکن انکے قریب شہر عدن کے تھے قصہ انکا قرآن مجید مین دو جاے فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورۂ نجم مین کہ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَى اور دوسرے سورۂ فجر مین کہ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ اور تفصیل اوس قصے کی تفسیر عزیزی وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین موجود ہی اب اگر کوئی مہدوی صاحب اپنے بزرگون سے حسن ظن باقی رکھنے کے واسطے یہ توجیہ کرین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کے دور مین مربع الجوانب تھی کہ ہر جانب دس کوس کی مسافت ہوتی تھی اور دیوارین اوسکی سونے چاندی کی اینٹون سے تیار ہو کر پانسو گز کا ارتفاع رکھتی تھین اور اندر اوسکے ایک ہزار محل عالیشان مرصع زمرد و یاقوت سے تھا بعد ہلاک ہونے شداد کے نظر سے آدمیون کے غائب ہو گئی ہی شاید اوڑ کر کوہ قاف کے ورے یا پرے پہونچ گئی ہو اور میان نظام کا کشف صحیح ہو جواب سکا یہ ہی کہ یہ بات نہ عقل سے ثابت ہو سکتی ہی نہ کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط تمہارا خیال خام ہی اور وہ مکان اوسی سرزمین مین موجود ہی چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کہ اصحاب حضرت رسالت پناہ سے ہین ایک روز اوس نواح مین وارد تھے کہ ایک اونٹ انکا بھاگا یہ اوسکے پیچھے دوڑے اور متصل شہر ارم کے پہونچے اللہ تعالی نے وہ شہر ان پر مکشوف کر دیا پھر دیکھنے اوسکے منارات اور دیوارونکے مدہوش و مبہوت ہو گئے دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہی شاید عالم معاملہ مین مجھپر وہ بہشت منکشف ہوئی ہی جب اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مکانات وانہار واشجار تمام مشابہ بہشت کے ہین لیکن شہر مین کوئی شخص نہین ہی تھوڑے سے جواہر و یاقوت کہ صحن کی شگون مین رکھے تھے چادر مین اوٹھا لیے اور تنہائی کے خوف کر کے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوے جب وہان پہونچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہ اوسوقت کے

بیان اون قوم عاد و باغ ارم کا اور داخل ہونا عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کا ارم مین

خلیفہ سے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہی یا بیداری مین کہا بیداری مین مینے دیکھا ہی اور علامات اوس مقام کے مجھکو سبیا دہین کہ کوہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلے پر ہی اور اوسکی دوسری جہت مین فلانہ درخت ہی اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہی اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھا لایا ہون میرے پاس موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماے عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا شہر ہی کعب احبار وغیرہ علماے جواب دیا کہ ہان ہی اور قرآن مین اوسکا ذکر ہی کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُہَا فِی الْبِلَادِ لیکن اللہ تعالی نے اوسکو نظر سے پوشیدہ کردیا ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پونہچیگا جب معاویہ نے یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہی چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور کشاف اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً او اجمالاً مسطور ہی بد خلقی بست و یکم یہ کہ میران کو دعوی تھا کہ مین تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجھکو حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی اور اثبات اس دعوے مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت اور متابعت کے ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات و فرائض سے تھین اوسکو مطلقاً ترک کردیا تھا بیان اوسکا یہ ہی کہ میان ولی یوسف رسالہ حجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک وزن میران کم تھے ایک ندان باوجود چار فندان پیشین کا مکہ وہان سے جدا ہوگیا اتباع کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب چہارم مین لکھا ہی کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہی اونہون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہی کہ علے جنگ و جدل ایک دانت بھی گر پڑا اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دلوسے کے نام پر اسم نے مسمی ابو القاسم مقرر کردیا اور جہاد ساتھ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب پر فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اوسپر بعد دعوے مہدویت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہی کبھی عمل نکیا اور جو سنتین آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند ترتیب جنگ و تقسیم غنائم اور اخذ جزیہ اور فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہا اور حکمرانی بلاد اور عدل و انصاف بین العباد اور اجراے حدود و احکام وغیرہ صدہا سنن و عادات حضرت سید کائنات کو ترک کردیا اور کبھی خیال مطلق اسکا نکیا ایسی باوجود اسقدر مخالفت کے تابع تام کیونکر ہوے اور سواے اسکے اور بہت سی سنتین ان کو نہین ترک کی ہین

چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہی کہ آنحضرت کے وقت سے آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہین اس قوم مین مطلقًا ممنوع و موقوف ہی حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازون فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتیلیان پھیلانا او آسمان کے سامنے کرنا اور دونون مونڈھون تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھون کو مونھہ پر پھیر لینا چنانچہ ابوداود مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورها فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهکم یعنی سوال کرو اللہ تعالی سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہرون پر اور ترمذی مین ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردهما حتی یمسح بهما وجهه یعنی تهی عادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھہ اپنے دعا مین نہ اوتارتے تھے اونکو یہان تک کہ پھیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرۂ شریف پر اور حصن حصین مین نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین ت مس یعنی کھولنا دونون ہاتھون کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعهما ع وان یکون رفعهما حذو المنکبین د مس یعنی اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا طرف آسمان کے نقل کی یہ صحاح ستہ مین اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھون کا برابر مونڈھون کے روایت کی یہ ابوداود واحمد و حاکم نے اور ترمذی مین ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کون سی دعا مستجاب تر ہی فرمایا درمیان پچھلی رات کی اور پیچھے فرض نمازون کے اور نسائی مین بھی روایت ہی کہ نمازون فرض کے بعد وقت اجابت دعا ہی غرض کہ دعا کے وقت ہاتھہ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب مین احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہین کہ اونکا حصر اس رسالے مین نہین ہو سکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا مین ہاتھہ اوٹھانا سنت انبیاے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیا مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمعیل کو مع اونکی والدہ کے بامر الہی مکے مین بیت اللہ کے پاس رکھکر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے بیت اللہ کی طرف مونھہ کر کے دونون ہاتھہ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبِّ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھہ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی ہی

دعامین ہاتھ اوٹھانا [illegible]

سنت ابراہیم بھی ہی اور منشا غلط اس قوم کا شاید کہ حدیث مسلم ہی صلوۃ الاستسقا مین بروایت انس رضی اللہ عنہ
کے کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی
یری بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین
یہانتک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکے کی انتہی اور ظاہر ہی کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانے کی نفی
نہین ہی بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلون کی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ
ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہی کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ
ثابت ہوا ہی حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حصر و شمار سے
زیادہ ہین اور مین نے اون مین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین
اونکو نقل کیا ہی مین نے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہی کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلون کی نظر پڑے سوا استسقا کے
نہوا یا یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاون مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے
والے مواضع کثیرہ مین کہ جماعات ہین ایک شخص پر کہ حاضر نہووے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل
ضرور ہی کیونکہ احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور یہی تاویلات
اوس روایت سے کے ہین کہ جسمین سات مواضع کا ذکر ہی اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے
مذکور ہی کہ ایک روز حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اوسکے مصالحے کے واسطے تشریف لے گئے تھے جب وہان سے
مراجعت کی دیکھا کہ ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑکر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہوئے
جب ابوبکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پر کھڑے رہو فرفع ابوبکر
یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجا لائے پھر
پچھلے پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا
کہ نہین لائق ہی ابو قحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خیر جاری شرح بخاری مین ہی کہ جب
حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہونچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین
باب التکبیر عند الحرب مین ہی کہ جب صبح کے وقت لشکر محمدی خیبر پر پہونچا اوس وقت اہل خیبر اپنے کسی پھاوڑے لیکر نکلے
تھے کہ ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبرا کر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباحہم

المنذرين يعني الله اكبر خراب هوئی خيبر هم جسوقت اوترے ميدان کسی قوم مين بری هوئی صبح کفارکی غرض که اسقدر روايات هاتهه اوٹهانے مين وقت دعاکے وارد هين که شمار سے باهر هين پس ثابت هوا که هاتهه اوٹهانا وقت دعاکے سنت مستمره هی کہ انبياے سابقين سے آنحضرت تک جاری تهی پس آدمی جب دعا کرے هاتهه اوٹهانا مسنون هی اور چونکه دعا بعد نمازون فرض کے مستجاب هے جيساکه ترمذی او نسائی کی حديث سے ثابت هوا پس بعد نماز پنجگانه کے بهی دعا مانگنا اور هاتهه اوٹهانا مسنون هے اور عمل مهدويونکا خطا ٹههرا اور ايک سنت انبيا يه بهی هی که بکريان چرانا چنانچه صحيح بخاری مين کتاب الانبيا مين هی که صحابۂ کرام نے حضرت سے پوچها که اکنت ترعى الغنم قال وهل من نبي الا وقد رعاها يعني کها آپنے بهی بکريان چرائی هين فرمايا که جو پيغمبر هی اوسنے بکريان چرائی هين انتهی اب ديکهيے که شيخ جونپور باوجود دعوے اتباع تام کے اسپر عمل نکرکے اس شغل کو کفر بولتے هين چنانچه عقيدۂ چهار دهم اور بد خلقی دهم مين مذکور هو چکا که حيوانات وزراعات وغيرها کو کفر جانتے تهے شيخ جونپور کے اخلاق اسقدر حضرت رسالت سے مخالف هين که اونکو سواے کرام کاتبين کے کوئی حصر کتابت مين نهين لاسکتا هے يهان بقدر نمونے کے اسی پر اکتفا کی گئی که مشتے نمونه از خروارے باشد وانده کے دليل بسيار ورنه تمام کتاب حقيقت مين انهين اخلاق مخالفه کے بيان مين هی اب تهوڑی سی خوبيان انکے خلفا و توابع کی بيان کرکے بحث تمام کيا جاتا هی

تتمه خلفا و توابع شيخ کے بعضے احکام و دعاوی خوارق خلاف نقل و عقل کے بيان مين منها انصاف نامے کے باب هشتم مين لکها هی که مياں علی دهولقه نے شهر ناگور مين بيچ دائرے ميان نعمت کے انتقال کيا اور پچاس فيروزے ترکه چهوڑا ميان نعمت نے سويه کرکے تمام اهل دائرے کو تقسيم کرديا اور پسر و دختر متوفی مذکور کے دهولقه مين موجود تهے انکو کچهه نه بهيجا اور قصبه برلی مين ميان فقيه محمد راجپوت کے هاتهه مارا گيا ميان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے ترکه اوسکا سپرد کرديا خوندمير نے سنکر کها که نيک نه کيا يه حق فقرا و مهاجرين کا تها اگر اقربا اوسکے هجرت و جهاد کرين تم مين سے هونگے انکے ساتهه حق صلۂ رحم کا بجالانا چاهيے انتهی يه بناء الفاسد علی الفاسد هی که اول ايک شريعت تازه يه تراشی گئی که هجرت کرنا يعنے اپنا گهر اور وطن چهوڑنا فرض هی حالانکه فرض يه هی که دار الملک کفار سے هجرت کرکے دار الملک اسلام مين جانا اور اسيواسطے جبتک مکه فتح نهوا تها صحابه مکے سے هجرت کرکے مدينے کو آتے تهے جب مکه معظمه فتح هوکر دار الاسلام هوگيا حکم هوا که لا هجرة بعد الفتح يعني نهين هی هجرت بعد فتح کے يعني اب مکے سے هجرت کرنا کچهه ضرور نهين هی بخلاف مهدويون کے که جس حکومت سے هجرت کرتے هين پهر اوسی حکومت مين دوسری بستی مين رهتے هين چنانچه خود مهدی جونپوری اپنے وطن سے که دار الحکومت بادشاهان اهل سنت کا تها

ہجرت کرکے پھر اونھین کی حکومت مین گجرات و سندھ وغیرہ مین رہتے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی
بستیون سے نکلکر اوسی ملک حکومت مین دوسری بستیون مین متوطن ہوے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین
مقرر ہی وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک اختراع تازہ مثل اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن و خانۂ قدیمی کا
چھوڑنا اور ایک دوسرا خانہ دوسرے مقام مین بنانا مرکوز رہتا تھا اول یہ ہجرت دین اسلامی مین فرض نہین ہی بلکہ
ممنوع ہی کلا رھبانیۃ فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے اقربا کو نہ
پہنچے دوسرے مہاجرین اگرچہ اغیار و اجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا کہ بسبب موالات
دینی اور ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب صحابۂ کرام ہجرت
کرکے مدینے مین انصار کے پاس آئے حضرت نے دو دو آدمیون مین مواخات اور برادری کروادی تھی اور جب
اون مین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھ نہین ملتا تھا بعد اوسکے
یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ الآیہ یعنی اہل قرابت بعض اونکے اولی ہین ساتھ بعض کے کتاب اللہ اور حکم خدا مین
مومنون اور مہاجرون سے یعنی اقربا کا آپس مین وارث ہونا کتاب اللہ کی رو سے بہتر ہی اس سے کہ مومنین و مہاجرین
بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین اوس وقت سے آج تک حکم منسوخ ہی اب میان نعمت خوندمیر
چاہتے ہین کہ اس ناسخ کو موقوف کرکے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن و حکم خدا سے جاودان
کی ہی اور یہ حکم انکا جیسا کہ اس آیت کے مخالف ہی ویسی آیت میراث کے مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے ہر ہر کا حق
مقرر کردیا اور اونکا حق اونکو حوالہ کرنے کی تاکید فرمائی کہ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الآیہ اور انھون نے
اہل حق کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جو آیات و احادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت مین واقع ہین
اوس سب کے مخالف کیا اور کسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہین وہ سب ان پر
صادق آئین کیونکہ حق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہی اور حیرت یہ ہی کہ ان لوگون کو دعوی یہ تھا
کہ بجز قوت ایک روز کے کچھ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ ترکات
ان کے پاس نکلتے تھے ایضاً ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ علی متقی کا
رسالہ رد مذہب مہدویہ مین مکۂ معظمہ سے گجرات مین پونہچا میان لاد خلیفۂ مہدی نے اپنے مرید عبد الملک سجاوندی کو
اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون عرض کیا کہ بندہ جب سے آپکا مرید ہوکر کسب و شغل درویشی مین پڑا ہی تمام علوم

فراموش ہوگئے ہین میان نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس علم کی جوابات لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی روح حاضر ہوکر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار اسیطرح پر تمام لکھی گئی انتہی بندہ کہتا ہے کہ یہ دعوی میان ولاور کا سراسر غلط ہے اسواسطے کہ اوس کتاب مین علم کلام وحدیث واصول ومناظرہ وغیرہا علوم کے اغلاط موجود ہین چنانچہ اس رسالے مین بمواضع متفرقہ بعض اغلاط اوسکے منقول ہین اگر تمام ایمۂ علوم کی ارواح کمک پر حاضر ہوئی ہوتین یہ اغلاط اوسمین کو واقع ہوتین علاوہ یہ کہ اگر تمام ایمۂ علوم کی ارواح حاضر تہین تو اخفش کی روح کو کیا سرخاب کا پر لگا تہا کہ حاضر نہوئی کیونکہ اوس کتاب مین سجاوندی نے بعض مقامات مین ترکیب نحویہ کے سمجھنے مین بھی خطا پائی ہے چنانچہ بطور نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہے عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کی جو معترضین یہ ہے فان قیل حدیث من کذب بالمهدي فقد كفر صريح في ان انكاره كفر فالجواب على التنزل من ان الحديث احاد ضعيف وعلى تقدير صحته فلا يفيد الا الظن فلا نجزم بكفر جاحده بهذا الحديث ان الحديث انما يدل على وجوب اعتقاد مهدي ما لا المهدي المعين انتہی اس عبارت پر سجاوندی صاحب فہم وکشف وخرق اعتراض کرتے ہین باین عبارت قلت والاولی ان يقول لان الحديث باللام الجارة ليكون علة لقوله فلا نجزم بكفر جاحده اومع ان الحديث انتہی اہل دانش پر ظاہر ہے کہ باوجودیکہ عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت واضح ہے اور اوسمین کسیطرحکا اغلاق نہین ہے مہدویون کے علما بالعد سجاوندی صاحب نہ سمجھ سکے اور اوسکی ترکیب نحوی مین خطاے فاحش کی پس کجا المداح ایمۂ علوم اگر کوئی بچہ کافیہ خوان بھی حاضر ہوتا سمجھا سکتا تہا کہ فالجواب مبتدا ہے اور ان الحدیث اوسکی خبر ہے فلا نجزم کی علت نہین ہے اور من ان الحدیث متعلق ہے تنزل مصدر سے وہ مبتدا ے مذکور کی خبر نہین واقع ہوا ہے ورنہ متنزل منہ کون ہے اور حرف من اوسپر کیون ہے ایضاً سید محمود بن خوندمیر نبیرۂ شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدویون کے خاتم مرشد اور حسین ولایت ہین انصاف نامے کے باب ہفتدہم مین لکھا ہے کہ انھون نے معاملے مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھون نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہین انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہے اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرماوے کہ تم یہ کام دیکھو اور وہ بذات خود اوسپر التفات نکرے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے یہام شعر کلان تنا دان اور نے پروائی کا ہوکر موجب عتاب سلطانی ہوگا چہ جاے کہ شہنشاہ عالم صاحب کن فیکون کہ ملائکہ کروبین اور انبیاے مرسلین جسکی عدول حکمی سے تہرا رہے ہین اور اوسکے ہر امر مؤکد وغیر مؤکد کی

بجا آوری کو موجب فخر و نجات جانتے ہین اتنا بڑا کام آپکرنیکے قابل یعنے محاسبہ تمام عالم ایسے بڑے
فرمان بردار خاص رسول با اختصاص کو فرما کر تشریف بخشتے اور وہ اسکو میران پر پھینکین اور میران اَطِیْعُوا اللّٰهَ
پر عمل کرین نہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ نہ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھ کر اپنے بیان کی
ایک نیچے پڑ الدیوین استغفر اللہ العظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ مانند اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ و یُحَاسِبْکُمْ
بِهِ اللّٰهُ کے شاہد ہین کہ حساب مخلوقات کام خالق کائنات کا ہے اور انکو کشف ہووے کہ نہین کام میرے باپ کا لیکن
گجرات کا ہے اور احادیث شفاعت دال ہین اس بات پر کہ تمام انبیا و مرسلین اوس قدر ہیبت الٰہی سے تھرا رہے ہونگے
کہ سوائے نفسی نفسی کے اسقدر بھی جرات نکر سکینگے کہ کسی کی شفاعت مین ہان ہلا کر اوسکا حساب رجوع کروا دیوین
اور حضرت خاتم الرسالت تعلیم صبح مین لیس او خواست کے واسطے کہ خداوند احساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے
نجات دے سر بسجدہ پڑے ہونگے تب ونکی نہایت تضرع و زاری کے بعد خداوند داور آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا
اور اون احادیث مین کہین مہدیکا نام و نشان بھی نہین ہے چہ جائے اسکے کہ شیخ جونپوری کی مہدویت کو بھی ثبوت
نہین ہے کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کروا وین کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا
ایضًا اوسی باب مین لکھا ہے کہ اونھین میان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مینے اس عالم سے عروج کیا اور عرش و کرسی
گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالیٰ کے سامنے بعضے اصحاب مہدیکے اپنے سرون کے بال کھولے ہوئے
ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین اوس جاجو کچھ حضرت رسول خدا کو کھلائی تھی مجھکو بھی کھلائی کقولہ تعالیٰ
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی الی وَمَا طَغٰی انتی رسول خدا کو یہ ناچ اور دستک کی کہان کھلائی گئی تھی جو کہ تمکو کھلائی
گئی اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس مین وارد ہوتا ہے اوسکے ادب سے بھاندون وغیرہ کا
ناچ موقوف کروا دیتے ہین چہ جائیکہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے دراز ریش و لحیان ہلاتے بال
بکھیرے ہوئے دھما چوکڑی مچاوین اور تالیان بجاوین استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی اس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا تھا
یا فقط تمھارے مہدیکے عہد مین اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا بتانا منظور تھا
یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالیٰ کی شان لہو اور عبث سے منزہ ہے لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ کُنَّا فٰعِلِیْنَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَکُمُ الْوَیْلُ
مِمَّا تَصِفُوْنَ و اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا الآیۃ اور اگر اپنا کچھ کمال تبلانا منظور تھا تو یہ ناچنا اور
دستک بجانا کیا کمال ہے اگر اسیکا نام کمال ہے تو تمسے بڑھکر بھاند طوائف و رقاصین اس فن مین کامل ہین

خدا کے پاس اوسکا کمال پوچھا جاتا ہی نعوذ باللہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ع اندرین راہ حق حملہ ادب باید بود ؎ آپ نے دیکھا کہ جب اس خاندان کے بچونکو ایسی صوم دھر کے کی معراج ہوتی ہی اگر انکے نانا کے واسطے بھی کہ ہمنطوق ع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست کے یہ سب کرشمے اونھین کی بدولت ہیں رنگ پکڑے ہین دعوی معراج کا کرین کیا عجب ہی چنانچہ سید مصطفی نے اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلفہ ۱۳۳۳ھ مین ایک داستان طویل متضمن معراج مہدی جونپوری کی بیان کی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ ایک رات ثلث شب کے وقت ندا سے ہاتف ہوئی کہ ای بندے میرے تم باہر آؤ اور میری طرف نقل کرو پس بی بی ملکان کے گھر مین سے نکلے اور سید سلام اللہ کو بھی ساتھ لیا سبحان اللہ یک نشد دو شد پھر مکے اور مدینے کو آئے بعدہ مسجد اقصی کو پہونچے پھر بیت المعمور پر چڑھے اور تمام ارواح مومنین و اولیا و شہدا و انبیا اور ملائکہ حاضر تھے اور بہشتین اور فلک ہفتم خوب زینت آراستہ تھے کہ اتنے مین روح کلیم اللہ کی آئی اور میان سلام اللہ نے کہا کہ موسی یہی ہین موسی ہین پس موسی علیہ السلام نے طمانچہ اوٹھایا پس مہدی نے کہا کہ ای کلیم اللہ عفو کرو پھر سلام اللہ سے خفا ہو کر کہا کہ یہ تم سے بڑی خطا ہوئی بعدہ آگے بڑھے اور دیدار جل جلالہ سے مشرف ہوئے فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہو گیا اور عابد و معبود مین یہ کلام ہوا کہ یرضی عنك الرحمن انك ماحی البدعة والطغيان ومحي السنن والایمان من براك له الامن والامان ومن امن بك وجب عليه الغفران ومن انكر بك حقت له النيران تو میری درگاہ مین آیا کیا لایا ہی عرض کیا کہ تیرے کلام اور رسول کی اتباع لایا ہون اور جو کچھ حکم تیرا تھا بطور امانت کے خلق کو پونہچا دیا جو کہ روز ازل مین مومن تھے مطیع ہوئے اور جو کہ روز میثاق مین ہالک تھے گمراہ رہے پس جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت ہوئے تھے مہدی موعود کو بھی ہوئے اور اوسی شب مین اپنے گھر مین واپس آئے انتہی غرض کہ ان خرافات کی کچھ انتہا نہین ہی آدمی کہانتک اوسکا شمار کرے اور ایسے مقامات کا تعاقب بھی نہ کیا اسواسطے کہ اہل فہم پر انکا بادی النظر مین اونکا بطلان بانند روز روشن کے روشن ہو جاتا ہی اس سبب سے یہان اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور اگر اس سے زیادہ شوق مطالعے کا ہو تو ابواب رابعہ مابعد مین شیخ موصوف اور اونکے خلفا کے باقی اقوال و افعال ہر باب کے آغاز مین جمع کر دیے گئے ہین کہ اون سے انکی مخالفت اخلاق زیادہ تر واضح ہوتی ہی اور اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو تمام کتاب بیان اخلاق مخالفان بزرگ مین ہی کہ جس سے انکا کذب و بطلان دعوی بخوبی واضح ہوتا ہی کیونکہ جس شخص کے اقوال و افعال اسقدر مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہووین اوسکے دعوی کی تصدیق کسی پر ہرگز واجب نہین ہوتی ہی بلکہ جبکہ دعوی ایسا ہو کہ جسمین مخالفت ساتھ صدہا احادیث و آثار صحیحہ کے کہ علامات مہدی مین وارد ہین لازم آتی ہو تکذیب واجب تی ہی علاوہ یہ کہ جب اوس شخص کی تصدیق مہدویت متضمن تصدیق دوسرے عقاید باطلہ

اور نا وسکے اقوال کا ذکر کی ہو مثلا تمام امت اسلامیہ کو چارسو برس سے اوسکے انکار کے سبب کافر جاننا اور اوسکو برابر
رتبہ حضرت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیا و مرسلین سے افضل جاننا اور رویۃ کلام الٰہی و وحی کے اوسکے
حق مین قائل ہونا الی غیر ذلک کہ خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہین تو بالضرور اوسکی تکذیب واجب اور
تصدیق حرام ہوئی اور تصدیق کرنے مین آدمی کے ایمان و عاقبت کا ضرر ہی پس کمنا عالم میان کا آخر رسالہ معارضہ مین
کہ لو بالفرض ہو افق زعم اہل انکار کے اگر یہ دعوی خطا پر بھی ہو تو بھی اہل اقرار تصدیق پر شرع شریعت سے کیا الزام و
ضرر ہی بخلاف اہل انکار کے انتہی باطل محض و نحن ابلہ فریب ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ اہل اقرار سراسر خسارت اور ضرر مین ہین
بخلاف اہل انکار کے کہ ان بدعات سے محفوظ و امین ہو کر طریقہ سواد اعظم اسلامی و عقائد حقہ ایمانی پر ثابت ہین

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ باب چہارم بیان

اون گستاخیونکا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام و ائمہ اعلام کے کی ہین اول یہ کہ کتاب شواہد الولایت کے
گیارھوین باب مین لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری گلبرگے کو آئے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو دراز کے داخل گنبد ہوے
جوتیان پاؤن سے نہ اوتارین اور اندر جا کر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد عرصہ دراز کے باہر آئے ہمراہیون نے
پوچھا کہ سبب دیر کا کیا تھا جواب دیا کہ موافق درخواست روح سید گیسو دراز کے تین بار مع جوتیون کے اونکی قبر کو روندا تا کہ
گرد نعلین کی قبر پر پڑے اور دعوی مہدویت کا کہ اون سے حیات مین صدور پایا تھا اوسکی خجالت سے پاک ہو جاوین
اور اسکے ساتھ یہ بھی بولے کہ انکو اللہ تعالی نے مرشد زمانے کا بنایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمعصر تھے اور انسے طالب حق نہوئے
اونسے خدا تعالی پوچھے گا کہ ایسا مرشد ہوتے ہوے کیون تحقیق حق نکی انتہی ملخصا اب محرر اوراق انسے پوچھتا ہی
کہ یہ کشف تمہارے مہدیکا موافق شرع اطہر کے تھا یا مخالف اگر مخالف تھا تو کسواسطے اسپر عمل کیا باوجودیکہ جو مہدیکے پیرو ہمیشہ
اعتقاد رکھتے تھے کہ کشف مخالف شرع مردود ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے
مہدی نے کہا کہ جہان رعایت شرع محمدی کی نہو اوسکو کشف نبولا چاہیے اور معلومات تمہارے تنویر مین پڑین کہ
خلاف شرع محمدی کے کیا تمنے انتہی پس باوجود اس اعتقاد کے کیون اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدون کے واسطے آئندہ
طور ڈالا کہ وہ بھی ایسی حرکات کیا کرین چنانچہ ایسی ہوا کہ کتاب پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ دلاور خلیفہ مہدیکے
کہین جاتے تھے راہ مین ایک قبر کہنہ نظر آئی بولے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اے دلاور اپنا پاؤن اس قبر پر رکھ کہ تیری جوتی
کی گرد سے یہ مستحق عذاب بخشا جاے پس اونھون نے بھی مطابق سنت اپنے پیر کے اوس قبر کو پامال کیا آئندہ مغفرت کا
حال خدا جانے تعذیب فی الحال مین تو کوتاہی نکی اور اگر یہ کشف مہدیکا موافق شرع اطہر کے جانتے ہو تو بیان کرو

کہ کس حال شارع نے زیارت قبور کا یہ ڈھنگ ٹھہرایا ہی بلکہ اسکے خلاف آیا ہی جیسا کہ سنن ابن ماجہ مین آخر مین ایک حدیث
طویل نقل کی ہو کہ رای رجلا یمشي بین المقابر في نعلیه فقال یا صاحب السبتیتین القهما یعنی
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ جوتیان پہنے ہوئے مقابر مسلمین مین پھرتا تھا پس
فرمایا کہ ای جوتیون والے پھینک ان جوتیون کو اور عبد اللہ بن عثمان نے کہا کہ یہ حدیث جید ہی اور یہ حدیث سنن
ابی داود مین بھی مذکور ہی اور ابن ماجہ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان امشي علی جمرة او سیف
او اخصف نعلي برجلي احب الي من ان امشي علی قبر مسلم وما ابالي اوسط القبر قضیت
حاجتي او وسط السوق حاصل یہ کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ چلنا میرا آگ پر یا تلوار کی دھار پر یا سی
لینا جوتیکو پاؤن سے اچھا ہی میرے نزدیک اس بات سے کہ چلون مین قبر پر کسی مسلمان کے اور بیچ قبر کے یا بیچ بازار کے
قضائے حاجت بشری کرنا میرے نزدیک دونون برابر ہین انتہی ملاحظہ کیا چاہیے کہ اس حدیث مین حضرت نے
ان کاموںکو اپنی طرف نسبت فرمایا کہ اگر مین کرون تو بھی بد ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال نہ ایسا بد ہین یہ کہ اگر
کوئی بزرگ کرے تو مردہ بخشا جاوے اور عوام کرین تو گنہگار ہووین بالجملہ قصداً جوتیون سے مسلمانون کی قبرون کا
روندنا ثابت نہین ہوتا بلکہ عقل سلیم بھی متحیر ہوتی ہی اسواسطے کہ واسطے مغفرت مقبور کے سید محمد جوتیون کی
خاک ڈالکر آپ گنہگار ہونا کیا ضرور تھا کیا بطور مسنون پاس قبر کے کھڑے ہو کر سلام و دعائے آمرزش کافی تھی
باقی رہی ایک اور بات کہ فائدہ جلیلہ ہی یعنی کہ مہدویون کی تقریر سے معلوم ہوا کہ سید گیسو دراز نے دعوی
مہدویت کا کیا تھا اوسکے کفارہ کے واسطے یہ پامالی کی گئی الغرض انسے پوچھا جاتا ہی کہ تمہارے نزدیک یہ دعوی
البتہ غلط تھا اور خواجہ گیسو دراز تمہارے مہدی کے حسب الاقرار بھی مرشد زمانہ اور کملین عصر سے تھے پس معلوم ہوا
کہ کاملین بھی باوجود جلالت منزلت کے خطا سے معصوم نہین ہین بلکہ کبھی ہو کا کھا کر دعوی مہدیت کا کر بیٹھتے
ہین اور تا مہدگی اوسی ہو کہ مین رہتے ہین اور تائب نہین ہوتے بلکہ عالم برزخ مین اسکے تدارک کی فکر کرتے ہین
ورنہ معلوم ہی کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له اگر تائب ہو چکے ہوتے کیا حاجت تھی اس تگ و دو کی
پس ایسی اگر سید محمد جونپوری بھی بالفرض اگر ولی ہون اور ایسا دھوکا پائے ہون اور اولیاء وسع علم میں منفعل
ہوتے ہون کیا عجب ہی اب جو صاحب سراج الابصار اور تمام مصنفین انکے سلف سے خلف تک عموماً چلاتے
ہین کہ جب ایک شخص مین مقامات ولایت اور خصائل و اخلاق پیغمبرین کے مانند ثابت ہوئے محال ہی کہ اس سے
خطا واقع ہووے اور ازالہ اوسکی خطا کا نکیا جاوے مثل یہ کاہ کے اوڑ گیا و المهدي معصوم عن الخطأ مثل شهداء الولایت

چوبیسوین باب مین لکھاہی کہ انکے مصدق نے ایک روز مقام فراہ مین اپنی بیٹھک کی طرف پھر کر کہا تم بھی بڑے نہین ہو
تم بھی بڑے نہین ہو تم بھی بڑے نہین ہو تم بھی اس جماعت مین داخل ہوئے فلان نے پوچھا کہ میران جی یہ بات
کس سے کی تمنے بولے ارواح سات سلطان یعنی بایزید بسطامی ابراہیم ادہم شیخ شبلی حضرت عبد القادر جیلانی
سلطان سنجر ماضی عبد الخالق غجدوانی ابو سعید ابوالخیر کی حاضر ہوکر آرزو کرتی تھین کہ کاش میرے وقت مین
ہوکر میرے فیض ولایت سے بہرہ یاب ہوتی اس لیے مینے جواب دیا کہ تم بھی بڑے نہین ہو میرے گروہ مین داخل ہو
سوم شواہد الولایت کے تینتیسوین باب مین لکھاہی کہ مہدی سے معجزہ تنبیہ ولایت یہ ہوا کہ جب جہاز پر سوار
بیت اللہ کو جارہے تھے اونکے ایک مہاجر کے دل مین گذرا کہ راستے مین میرا بھی سے فلانے ولی کی زیارت
چھوٹ گئی اگر کر لی ہوتی تو اچھا تھا مہدی نے اس خطرے پر مطلع ہوکر تند نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ دیکھو تمہارا
کیا مرتبہ ہی کہ تمام اولیا اللہ کہ ہندوستان مین مدفون ہین سیان جہاز کی گندھون پر ڈالے ہوئے کھینچتے چلے جاتے
ہین مہاجر مذکور دیکھکر شرمندہ ہوا اور مہدی نے کہا کہ پھر ایسی گستاخی نکرنا چہارم پنج فضائل مین لکھاہی کہ شاہ
دلاور خلیفہ مہدی کی عورت خوند بوا پوتی حضرت شاہ عالم بن قطب عالم بن محبوب عالم کی ایک روز شاہ دلاور سے
پوچھی کہ تمہارا خادم یوسف کہان گیا کہ آج پانی نلایا کہا بی بی نام میان یوسف کا نلے دبی سے کیون لیا عورت نے
کہا کیا ہم سے عالی مقام ہی کہا ہان کہا ہمارے باپ سے بھی کہا ہان کہا شاہ عالم سے کہا ہان کہا قطب عالم سے
کہا ہان کہا محبوب عالم سے بھی بڑھکر ہی کہا ہان اگر چاہو تو دیکھ لیو پیر دو انگلیان اپنی بی بی کی آنکھ پر رکھنے
ساتھ اون پر منکشف ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی ایک تخت پر بیٹھے ہین اور یوسف انکے پاس
کھڑا ہی اور حضرت شاہ عالم اور قطب عالم اور محبوب عالم جسجا یوسف نے جوتیان اوتاری ہین کھڑے ہین
پنجم پنج فضائل مین لکھاہی کہ ایک روز ایک نیلی کوا ہلا یعنی پورا یا اوسمین بیلین لگر طیعن کی لوگون نے کھیتون سے بھگا
جلدی تھین ایک مہدوی بطمع لگر دینے کے اوس مین کودا اور بیلون مین اولجھکر ڈوب گیا اور عبد الفتح مہدوی نے
کہا کہ مردار مرا ہی کھینچ کر پھینک دیو میان ولی مہدی نے دفن کرادیا جب یہ کلمہ اسکا شاہ دلاور پاس گیا کہا کہ خدا تعالی
اوس مردے کو مقام بایزید بسطامی کا دیتا ہی وہ قبول نہین کرتا ہی کہ یہ مقام میرے کب لائق ہی مین تو مہدی کے گروہ سے
ہون عبد الفتح نے سنکر کہا کیا بھی تعالی کی دکان بھی کہ میان لاو جب راضی ہوتے ہین کسیکو مقام انبیا کے
بخشتے ہین اور کسیکو مقام اولیا کے بخشتے ہین کہا ہان ہان خزانے ولایت محمدی کے مہدی کے حوالے کر دیے
ہین جسکو چاہے اچھا معلوم ہوتا ہی سو کرتا ہون تعجب حیرت کا مقام ہی کہ جس قوم کے پاس دائرہ یعنی تکیہ سے باہر

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف دائرے کے آگ سمجھکر اندر اوسکے بدست و پا بیٹھے رہنا اور تینون قسم کا سوال
یعنی حالاً اور قولاً اور فعلاً حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پر نکرے گروہ مہدی مین قابل شمار و قطار کے نرہے اور
اوسکے فلاح و نجات کی امید نہووے جیسا کہ رسالۂ سید میران جی بن سید سلام اللہ مین مسطور ہی باوجود
اس سب باتون کے اگر ایک شخص ان مین سے پرائی بیل اور پھل بہتے ہوے دیکھکر غایت حرص و ناعاقبت اندیشی سے ندی
مین کود پڑے اور اپنی جان کو بیگانہ مال پر فدا کر کے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان التارکین ہین
اور کاملین امت انکے حق مین فرماتے ہین کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکۃ ملے اور وہ اپنی حسن خدمت
کے لائق نہ سمجھکر خداوند عالم کی حضور مین پچھتانا شروع کرے اور جانے کہ میری قدردانی اس سرکار مین برابر
نہین ہوئی کجانتا تھا کہ خداے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر نہ پہچانا یا باوجود پہچاننے کے جزا برابر نہ دی کیا قرآن شریف
کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہی اِنِّی لَا اُضِیعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنکُم مِّن ذَکَرٍ اَو اُنثیٰ یعنی مین تم مین سے کسی محنت
کرنے والے کی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہی کہ مَن جَاءَ بِالحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیرٌ مِّنہَا
یعنی جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھ کر بدلا ملے گا ششم شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے
کہ ایک روز انکے مہدی کے روبرو مذکور ہوا کہ سلطان عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ قدمی ہذہ
علی رقبۃ کل ولی اللہ جواب دیا کہ ہان سید عبد القادر اپنے وقت مین صاحب مان ہوئے ہین چنانچہ شیخ
صنعانی کہ قدم انکا قبول نکیا خوک بانی کے اور آخر کو قدم خوکون کا اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید عبد القادر
گیلانی نے کہ بوجھ اپنا اولیاء اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یون تھا کہ فرماتے قدم اولیاء اللہ کے میرے شانے پر ہین
انتہی جواب انصاف کا مقام ہی کہ انھون نے جو پہلے دعوی ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا ساتھ
رسولون اولو العزم اور حضرت خاتم الرسل کے یہ اس منصب مساوات کو اپنے یارون اور مریدون کے واسطے
تجویز کر کے اپنے واسطے عہدہ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا یہ سب بیجا اور بیجا معلوم
ہوا اور ایک بات بھی اسمین سے یاران کے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہ موافق حکم خداے اجاد دادی کے اتنا دعوی کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیا کی گردن پر ہے سو انکو
ناپسند معلوم ہوا اسمین کون سی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور بنہایت صحیح روایتون
کے موافق نزدیک علماء محدثین کے ہی ثابت ہوا کہ جناب موصوف نے یہ کلام بحکم حق سبحانہ فرمایا اور اسکے اعلان کے
مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے سلف نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرماوینگے چنانچہ تھوڑا سا

اوسمین سے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہی کہ عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ یہ جو باتین لکھی جاتی ہین یہ سب بواسطہ روایات
صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار مین مروی ہین لیکن یہان واسطے اختصار کے
انکے اسانید حذف کرکے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہی **بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے مین** شیخ
ابواحمد عبداللہ بن علی بن موسی الجون نے سن چار سے چوسٹھ مین بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہی کہ زمین عجم مین
ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا ساتھ کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک تمام اولیا کے
کہیگا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله اور اولیا اوس وقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل ہونگے
اور اپنے زمانے کو شرف بخشیگا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضا** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے
خبر دی کہ قریب ہی کہ ظاہر ہوگا ملک عراق مین ایک عجمی بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا
عبدالقادر سکونت اوسکی بغداد مین کہیگا قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله **ایضا** اور شیخ تاج العارفین
ابوالوفا کے پاس حضرت شیخ عبدالقادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگون نے
جب اسکا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہی کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے
اور گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ بغداد مین برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمی هذه علی رقبة
کل ولی الله اور اوس زمانے کے اولیا گردنین رکھ دینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم مین سے جو شخص یہ
وقت پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضا** اور شیخ عقیل منبجی سے ایکدن لوگون نے پوچھا کہ اس زمانے مین
قطب الاقطاب کون ہی بولے مکے مین ہین وہ مخفی ہین کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہین پہچانتا ہی اور عراق
کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ قریب ہی کہ یہان ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد مین اور خاص
و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہ کہیگا قدمی هذه علی رقبة
کل ولی الله اور اولیا اپنی گردنین رکھ دینگے اور اگر مین ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا **ایضا** اور شیخ علی بن وہب کے پاس
ایک روز ایک جماعت فقرا کی آئی اون سے پوچھا کہان سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے
جیلان سے کہا اللہ تعالی نے روشن کردیا وجود کو بسبب ایک مرد کے کہ ظاہر ہوگا تم مین سے مقرب اللہ تعالی کا
نام اوسکا عبدالقادر جائے ظہور اوسکی عراق ہی کہیگا بغداد مین قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله اور
سب اولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی کے مقر ہونگے **ایضا** اور شیخ ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی نے
کہا کہ مین بیچ سنہ پانسو تین کے بغداد مین خدمت مین شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبدالقادر اون دنون

اونکی صحبت مین تھے ایک وزا آکر اون کے سامنے مؤدب بیٹھے جب اوٹھ کر گئے تو شیخ حماد دباس نے فرمایا کہ اس عجمی کا قدم ہی
کہ اپنے وقت مین اوس وقت کے اولیا کی گردنون پر ہوگا اور مامور ہوگا کہ کہے قدمي هذه على رقبة كل ولي الله
اور کھو دیجاوینگی اوسکے واسطے اوس عہد کے اولیا کی گردنین ایضاً اور ابو سعید عبد اللہ نے دمشق مین سنہ ۵۸۰ مین
روایت کی کہ مین ہنگام جوانی مین بغداد کو گیا اور رفاقت ابن السقا کے مدرسۂ نظامیہ مین طلب علم مین مشغول ہوا
لیکن ہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیاء اللہ کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اور اوس زمانے مین
بغداد مین ایک شخص تھا کہ اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہین اور کہتے تھے کہ یہ جب چاہتے ہین ظاہر ہو جاتے ہین
اور جب چاہتے ہین نظر سے غائب ہو جاتے ہین صاحب بہجۃ الاسرار نے کہا کہ کہتے ہین کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب ہمدانی تھا حاصل کلام مین اور ابن السقا اور شیخ عبد القادر کہ اون دنون جوان تھے اونکی ملاقات کو
گئے ابن السقا نے راہ مین کہا کہ مین ایسا ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نآویگا اور مینے کہا کہ مین ایک مسئلہ
پوچھکر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہین اور شیخ عبد القادر نے کہا کہ معاذ اللہ کہ مین کچھ پوچھون مین سامنے بیٹھکر
منتظر اونکی برکات کا ہونگا القصہ جب ہم اونکے مکان مین پہنچے وہان وہ ہمکو نظر نآئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہین کہ وہ بیٹھے ہین پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھکر کہا کہ خرابی تیری اے ابن السقا
تو مجھسے ایک مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھکو اوسکا جواب نآوے مسئلہ یہ ہی اور جواب یہ ہی مین دیکھتا ہون کہ کفر کی آگ
تجھ مین بھڑک رہی ہی پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہی کہ مین کیا جواب دیتا ہون مسئلہ
یہ ہی اور جواب یہ ہی اور بسبب اس بے ادبی کے کانون کی لو کیون تک تجھپر دنیا گرے گی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبد القادر
کے اور نزدیک بٹھا کر اکرام کیا اور کہا اے عبد القادر بسبب اس ادب کے تو نے خدا و رسول کو راضی کیا گویا
کہ مین دیکھتا ہون کہ تم بغداد مین کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله
اور گویا کہ مین دیکھتا ہون کہ تمھارے وقت کے اولیا تمھارے اجلال کے واسطے اپنی گردنین جھکا دی ہین پس اوسی وقت غائب ہو گئے
اور بعد اسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبد القادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا اور ابن السقا تمام علوم
مین فائق ہوکر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کی طرف سے ایلچی بنکر روم کو بادشاہ نصاری کے پاس
گیا اور وہان بادشاہ نصاری نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علما سے مقابلہ کروایا ابن السقا نے سبکو
ساکت اور عاجز کر دیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوکر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی بنکر اوس لڑکی سے
عقد کیا اور کلام غوث کا یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان میں ترجمے مین حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی کے لکھا ہی

کہ ابن السقا قاری جید تھا جبکہ بسبب حجر حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہوگیا ایک شخص نے اوسکو آخر حال
مین شہر قسطنطنیہ مین دیکھا کہ ایک کان مین بیمار پڑا ہوا اپنے مونھ پر سے مکھیان اوڑا رہا ہی راوی کہتا ہی
کہ مینے نزدیک جاکر پوچھا کہ اب بھی کچھ قرآن یاد ہی کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہی رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ العیاذ باللہ اور مین دمشق مین آیا اور مجھکو سلطان نورالدین شہید نے حجرا خدمت بیت المال
دار وقاف کی دی اور دنیا میرے اوپر گری ہم سب کے حق مین غوث کا کلام سچ ہوا انتہی

بیان اون اولیاے کرام کا کہ اوسوقت مجلس مین حاضر تھے اور اپنے سر کو جھکا دیے اور اونکا کہ اونھون نے دور سے بطور کشف کے معلوم کرکے تعظیم کی اور سرنگون ہوے

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیاے کرام اور مشائخ عظام اوس روز اوس مجلس مین حاضر تھے کہ شیخ علی بن ہیتی اور
شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ صدقہ اور شیخ قضیب البان
موصلی اور شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نماز مکے مین ادا کرتے تھے اور شیخ ابو عمرو صریفینی کہ رجال الغیب سیارہ سے ہین اور شیخ
مطر جمال رضی اللہ عنہم اون مین داخل تھے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے کرسی پر عین وعظ مین علی
رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشائخ عراق وغیرہ نے اپنی گردن
جھکا دین بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھکر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھکر پردامن کے نیچے کر دیا اور مجلس اوٹھی
پر جب اونکے مریدون نے اونسے پوچھا جواب دیا کہ اگر جو مینے دیکھا تم دیکھتے مرگر پڑتے اوس وقت کی تجلی سے اور
ابو النجیب سہروردی نے ایسا سر جھکایا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاوے اور تین بار کہا علی راسی علی راسی علی راسی
اور حضرت کے صاحبزادون یعنی سید عبد الرزاق اور سید ابو عبد الرحمن اور سید عبد الوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم سے
منقول ہی کہ ہمکو مشائخ متفرقین سے کہ اطراف و امصار بعیدہ مین تھے خبر پونہچی کہ اون سب نے اپنی گردنین
جھکا دین اور شیخ ابو سعید قیلوی سے مروی ہی کہ جسوقت شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ حق عز وجل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک خلعت حضرت رسالت آب کی طرف سے
لاکر اونکو پہنایا کہ اوسوقت ایک جماعت اولیاے متقدمین و متاخرین سے حاضر تھی زندہ ساتھ اجساد کے اور
مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائکہ اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا مین صفین باندھے کھڑے تھے
اور تمام اولیاے روے زمین نے اپنی گردنین جھکا دین اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ ماجد کردی اور شیخ مکارم نے
بھی قریب اسکے خبر دین اور شیخ مکارم کی روایت مین یہ بھی ہی کہ علم قطبیت کا سامنے اوٹھایا گیا اور تاج

غوثیت میرے سر پر رکھا گیا اور خلعت تعریف عام کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب اولیا نے وقت واحد میں سر جھکایا
یہانتک کہ فرشتہ ابدال نے کہ خواص مملکت و سلاطین وقت ہین اور شیخ خلیفہ نے خواب مین حضرت رسالت سے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبدالقادر نے کہا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله فرمایا کہ سچ کہا شیخ
عبدالقادر نے اور کیون نہو کہ وہ قطب ہے اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون اور شیخ عطا نے کہا کہ مین شیخ
لولوارمنی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اونکا وہ مقام مجھکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین مینے نہ دیکھا تھا میرے
دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شیخ سے نسبت ہوگی اونہون نے فوراً جواب دیا کہ اے عطا میرا شیخ شیخ عبدالقادر ہے
جسنے کہا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے ہین
سر جھکا دیا اون مین سے اوسوقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس اور شام
مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین تئیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و ماجوج
مین سات اور وادی سرندیپ مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے رضی اللہ
تعالی عنہم وعفا بہم اور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ اکا ایک
گردن دراز کرکے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اسوقت بغداد مین شیخ عبدالقادر نے
فرمایا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر پڑی اور
شیخ عبدالرحمن طفسونجی نے کہ اوسوقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ میرے
سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر نکلی اور شیخ محمد بن
عبد بصری نے بصرے مین حالت غلبہ مین قطع کلام کرکے سر زمین پر رکھدیا اور شیخ حیات بن قیس نے مقام
حران مین گردن دراز کرکے کہا کہ میری گردن پر اور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین
سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر اور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوسدن گردن جھکا دی اور ایک عبارت
دراز آپ کی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے لله در من شرب من بحار القدس وجلس على
بساط المعرفة آخر تک اور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منهم اللهم
اني اشهدك واشهد ملائكتك اني سمعت واطعت اور شیخ عبدالرحیم قناوی نے مقام
قنا مین گردن دراز کرکے کہا کہ صدق الصادق الصدوق اور شیخ ابو عمرو بطائحی نے مقام بطائح سے
بطولی الارض کے بغداد مین آکر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخاست مجلس کے جب

دست بوسی کے واسطے سامنے گئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر میں بطائح کو پہونچ گئے

بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے

شیخ ابوالمفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ شیخ عبدالقادر سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہیں مینے کہا پھر انکے کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد ہوتا ہی فرمایا ہوتا ہی لیکن سوائے شیخ عبدالقادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیا نے امر الٰہی پر سر رکھدیا کہا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر الٰہی کے اور شیخ ابو سعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبدالقادر کو امر تھا کہ کہین قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھ شک ہی نہین اور یہ زبان قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبون کو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ انکو سوا چپ رہنے کے کچھ چارہ نہین اور بعضونکو بولنے اور ظاہر کرنے کا حکم ہوتا ہی کہ انکو بے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتی سے کہ سنتے ہی اوس کلام کے کرسی پر جاکر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اون کے لوگون نے سبب پوچھا کہا انکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور اذن ہوچکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کردین اسلیے مینے چاہا کہ مین سب کے اول فرمان برداری پر دوڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبدالقادر نے امر سے کہا تھا یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جسدم امر الٰہی ہوا شیخ عبدالقادر کو کہ کہین قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله مینے دیکھا کہ تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے سر جھکا دیے مگر ایک شخص نے مین عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسیدم اوسکا حال اور مقام غائب ہوگیا اور شیخ ابوالکرم اکبر اور ابو عبداللہ دربانی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا اور راوی کہتا ہی کہ مین اون جمعے کے تیسری رمضان سن پانسو اناسی ۵۷۹ھ مین جامع مسجد حران مین پاس شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اون سے مرید ہونیکو آیا بولے تجھپر تو نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبدالقادر کا ہون لیکن خرقہ کسی سے نہین پہنا بولے ہم ایک زمانہ دراز تک سایے مین شیخ عبدالقادر کے رہا اور اونکی عرفان کے چشمون سے جام خوشگوار پیتے رہے اونکی شعاع

نور آفاق مین پھیلتی تھی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تھے اور جب اونکو یہ امر ہوا کہ کہین
قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جب سے اولیاء اللہ کے دلون مین بسبب سر جھکانے کے انوار اور برکات
علی ٹھو گئے انتہی ملخصاً یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا کتاب بہجۃ الاسرار مین بکمال ضبط و احتیاط موافق شرائط محدثین کے
بواسطہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے مذکور ہی دوسرے ملافیظ مشائخ پر اسکو قیاس نکیا جاے اور اسکے
اکثر روایات سے جو قید اولیاے ہمعصر اور اوس ملنے کی سمجھی جاتی ہی کچھ مضایقہ نہین ہی اسلیے کہ متاخرین
مین جو اولیا گذرے ہین یا آگے کو ہوونگے بالضرور اونکے پیر یا پیرونکے پیر اوس وقت مین موجود تھے جب
سب مامور اور سرنگون ہوئے تو اونکے مستفیدون اور مریدون کو کہان سر اوٹھانے کی جاے باقی رہی اور اگر
کوئی بے ادب بولے کہ ہمارے مرشد اپنے پیر اور اون سب پیرون سے افضل ہین وہ قابل خطاب اور داخل حساب نہین ہی
شعر بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ۞ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۞ اب باقی رہا کلام مہدویون کے میان کے ساتھ
سو ان میان سے پوچھا جاتا ہی کہ آپ جو بے تحاشا بول اوٹھے کہ شیخ عبد القادر گیلانی کو یون کہنا بہتر نہ تھا بلکہ
یون بولتے تو بہتر تھا کہ اولیاء اللہ کے قدم میرے شانے پر ہین یہ آپ کسکو اصلاح دیتے ہین شیخ عبد القادر جیلانی کو
یا خدا ے جاودانی کو اگر شیخ عبد القادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے مین مامور اور مجبور تھے اگر یہ بات باوجود
ایسے حکم نافذ کے نبولتے تو خوف عتاب کا تھا اور کب شان اولیا سے ہی کہ اونکو حق سبحانہ ایک حکم فرماوے اور وہ
بجا نلاوین بالکہ اونمین ادنی سستی اور کاہلی روا رکھین وہ تو یہ صفت رکھتے ہین کہ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
اور مانند فرشتون کے لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ کب اونکی شان سے ہی کہ
اللہ تعالی اپنے فضل سے غایت سے ایک منزلت اور رتبۂ عالی اونکو مرحمت کرے اور چاہیے کہ ملک و ملکوت مین
اون کی عزت بڑھاوے اور رفع ذکر کرے اور اونکا شرف دکھاوے اور وہ اس نعمت عظمی اور موہبت کبری
کی قدر نسمجھین اور خلاف رضاے الہی کے کچھ کا کچھ بول دین یون کیا تمنے اونکو اپنے پر قیاس کیا جیسا کہ کتاب
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میانکو حضرت ذو الجلال کا حکم بارہ برس تک ہوتا رہا کہ سامنے تجھکو مہدی
موعود کیا اور یہ دفع کرتے رہے کہ شاید یہ وسوسۂ شیطانی ہووےگا بعد مدافعت بارہ برس کے عتاب یہ ہوا کہ ہم
سامنے سے حکم کرتے جاتے ہین اور تو عین حق کو باطل سمجھ رہا ہی ہلاک ہو جائیگا باوجود اس عتاب کے ایک
مدت اور حیلے بہانے کرتے رہے کہ بار خدایا مین اس خدمت کے لائق نہین ہون جب اس تکرار پر بھی ایک مدت گذری
جواب آیا کہ ہم سمیع اور علیم اور بصیر ہین لیاقت دیکھکر بوجھ رکھ رہے ہین لکھتا ہی کہ پھر بھی نمانا اور اس حریف طرار

اور شاہ حریف مکاسے ایک ا در تقریر نکال کر آٹھ برس اوٹہا لا العیاذ باللہ سچ ہی کہ نادان دوست سے دانا دشمن
بہتر یہ قوم نادان پیرایۂ دوستی مین گیا کیا اوس کے رگ بہ باندھتے ہین اور اسمین اونکا علو رتبہ اور اپنی خوش اعتقادی
جانتے ہین ؎ تراا شد ہا گر بود یار غار ٭ از ان بہ کہ جاہل بود غمگسار ٭ اب آیا چاہیے شق دوم پر کہ اگر
غرض اس اعتراض سے اصلاح دینا ہی خداے جاودانی کو تو بہلا کسی مخلوق کو عرش سے فرش تک طاقت ہی
کہ آفریدگار عالم کے معاملے مین دم مارے شعر اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند ٭ عالمی را در دمی ویران
کند ٭ طرفۃ العینی جہان برہم زند ٭ کس نمی آرد کہ آنجا دم زند ٭ ہست سلطانی مسلم مر ورا ٭ نیست کس را
زہرہ چون و چرا ٭ بہلا اگر اس آیت کریمہ کا خیال آپ کو نہ آیا کہ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ
یعنی وس سے کوئی نہین پوچھ سکتا ہی جو کچھ کہ کرے اور اورون سے پوچھا جائیگا تو یہ مصرع بوستان کا تو بہت
مشہور تھا کہ ع نہ ہر حرف او جاے انگشت کس ٭ اب یہ خیر خواہ آپ سے ایک اور سوال کرتا ہی کہ یہ جو تمام
روایات صحیحہ سے اوپر ثابت ہو چکا کہ تمام جہان کے اولیا کے دلون پر منکشف ہوا کہ شیخ عبد القادر خداے عز و جل کی
جناب سے مامور ہین اس کلام کے بولنے پر اسواسطے سب نے سر جھکا دیے یہ آپ کے روشن ضمیر پر بھی کچھ
کھلا تھا یا نہین اگر کھلا تھا تو اس چون و چرا کا کیا موقع ہی اور یہ اعتراض آپکا سہرا پا غلط اور خطا ہو گیا اور اگر
آپ پر اسمین سے کچھ نہین کھلا تو وہ کلام آپکا بالکل غلط ٹھہرا جو کہ کتاب شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین
لکھا ہی کہ میانجی نے فرمایا کہ حق تعالی نے بندے کو مرتبے اور مقامات تمام انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات
اور احوال تمام موجودات کے ایسے بتلا دیے ہین جیسا کہ کسیکے ہاتھہ مین رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھرا کر اسکا حقہ
پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے انتہی اور دونون صورت مین بطلان مہدویت کا لازم آیا اسواسطے
کہ ان لوگون کے نزدیک بھی یقینیات سے ہی کہ مہدی کو ہر قسم کی خطا سے پاک ہونا لازم ہی کہ یَقْفُو اَثَرِیْ
وَلَا یُخْطِیْ اوسکی شان ہی

باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین —

شواہد الولایت کے دسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی کے پاس ایک روز تذکرہ صفات امیر المومنین
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا کہ کچھ اوپر تین سو صفتین اون مین تھین انکے خلیفہ نظام نے پوچھا
کہ اوسمین سے ہم مین بھی کوئی صفت ہی کہا بلکہ وہ سب صفتین تم مین موجود ہین انتہی آگے ایک حدیث اوپکی

باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین

کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوسی کی تقلید سے یہ نقل بنائی گئی ہی ایضاً پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ ایکدن شاہ نظام اپنا سب گھر لوٹا کر ایک باریک لباس کانٹون سے اٹکا کر پہن کر پیچھے مہدی کے
آکھڑے ہوئے خدا تعالی کا حکم ہوا کہ ای سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی لباس پہنے
ہین پہر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے
کمل پہنا تھا اور جبرئیل اور سب فرشتون کو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا چنانچہ نظام نے
تین دن تک وہ لباس بدلا اور تمام فرشتے بھی ہی رنگ و ٹھاٹے رہے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایکروز
سید محمود جونپوری حجرے سے نکل کر اپنے مہاجرون کی جماعت مین آکر بولے جس شخص نے ابوبکر کو نہ دیکھا ہی
میان دلاور کو دیکھ لے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ
شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھو وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الآية اور یہ بولے کہ ہمنے
اور میان نعمت نے میدان محکل مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور وجہ اس دوڑانے کی
تھی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان حدانیت مین گھوڑے دوڑائے تھے
مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑا کر ایضاً پنج فضائل مین ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ حیا مین ثانی عثمان ہین یہ نعمت بھی انکے خلیفہ ہین
ایکروز انھون نے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کھاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا
مغز کھاؤگے ایضاً کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اگر مین کسی پیغمبر کو
نہ بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ اوتارتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور ہمنے
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی اور رسل کے پاس پیدا نکیا یہ فقط تمھی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید محمود نام
انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہی چنانچہ بکرات گذر چکا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین ایضاً پنج فضائل
مین لکھا ہی کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالت مآب کے چار یار ہین
مہدی کے بھی ہین پہر جب کہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھون نے سر مراقبے مین جھکا کر
پھر اوٹھا کر کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ میران سید محمود ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان سید خوندمیر ہین
پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نظام ہین پھر

جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہوگئے اور اسکی وجہ یہ بولے کہ زمانۂ رسول مین نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الولایۃ افضل من النبوۃ یہان پانچ ہین ایضًا رسالۂ بشارت نلے مین سالۂ سید و میان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت رسالت مآب کے اصحاب مین عشرۂ مبشرہ تھے مہدی کے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی آور تذکرۃ الصالحین وغیرہ مین انکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آبین محمد ملک معروف عبد المجید ملک لوحی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرض کہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب واہل بیت حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے سب اپنے لوگون کے واسطے تراشے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مریدونکا نام تابعین اور تبع تابعین قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان کھا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین لڑے یا مارے گئے اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الویتی اور بی بی ملکان اور بی بی بھابون اور بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور انکی بیٹی کو فاطمۂ ولایت لقب کرتے ہین اور پانچ خلیفونکو صحابۂ کرام کہتے ہین اون مین سے دو صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر نواسۂ مہدی کو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی سے اون کے مرید و خادم بھی مبشر بالجنۃ بنا سکتے ہین چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنۃ ہوئے ہین ای میان لاد تمہارے پاس بھی ہون گے انتہی غرضکہ اس داستان سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب و اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توقیر ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہی کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اون کو اعلی اور افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختۂ مشق ٹھہرایا ہی کہ جسکو چاہتے ہین اون سے تشبیہ و تفضیل دیتے چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور دلاور اور نعمت کو برابر امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ٹھہراتے ہین اور کبھی انھین نعمت کو ہمرتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت کا اسد اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین کوئی شخص نہوا ہی اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور کسیکو حسین ولایت اور کسیکو فاطمۂ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہی نبوت سے

یہ سب لائق کے عہدہ دار بھی اصحاب اور اہل بیت نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھ عجب نہین ہی اسواسطے
کہ فصل آیندہ مین آویگا کہ یہ اونکو انبیا و مرسلین کے برابر سمجھتے ہین العیاذ باللہ کیا جرأت ہی خدا و رسول پر کہ
جو منہ مین آیا سو بول بیٹھتے ہین اور ذرا بھی حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب
نہین کرتے ہین اب چند حدیثین عنایت آداب مین اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت مین
بیان کیجاتی ہین کہ دین کے سمجھدار سنکر بولین مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا صواعق
محرقہ مین لکھا ہی کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان الله اختارني واختار لي اصحابا واختار لي منهم اصهارا وانصارا فمن حفظني
فيهم حفظه الله ومن اذاني فيهم اذاه الله تعالى یعنی اللہ تعالی نے مجھکو پسند کیا اور میرے واسطے
اصحاب چنے اور اون مین سے میرے واسطے داماد اور سسر اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے حق مین
میری پاس خاطر کریگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے مین مجکو تکلیف دیگا اللہ تعالی اوسکو تکلیف
پہونچائیگا اور امام بغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ہی ابن عیاض انصاری سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظوني في اصحابي واصهاري فمن حفظني فيهم حفظه الله في الدنيا
والاخرة ومن لم يحفظني فيهم تخلى الله منه ومن تخلى الله منه يوشك ان ياخذه
یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب اور اصہار کے مقدمے مین پس جس نے میری رعایت کی اون کے باب مین
محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا اور آخرت مین اور جس نے نہ رعایت کی میری اون کے باب مین الگ
ہوگیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہوگیا قریب ہی کہ گرفت کریگا اوسکو اور دارقطنی نے
روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظني في اصحابي ورد علي الحوض ومن لم يحفظني
في اصحابي لم يرد علي الحوض ولم يرني یعنی جس نے کہ میری پاسداری کی میرے اصحاب کے باب مین
حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جس نے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب مین نہ میرے پاس حوض کوثر پر
آویگا اور نہ مجھکو دیکھے گا اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
احفظوني في اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم یعنی میرا خیال رکھو میرے اصحاب کے
باب مین اور اونکے تابعین اور تبع تابعین کے باب مین اور ابن عدی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
کہ حضرت نے فرمایا ان شرار امتي اجرأهم على اصحابي یعنی میری امت مین بدتر وہ لوگ ہین کہ میرے

احادیث و آثار در فضائل اصحاب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم اجمعین

اصحاب زیادہ جرأت کرتے ہین اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اذا اراد الله برجل من امتي خيرا القى حب اصحابي في قلبه یعنی جب اللہ تعالی کسی شخص کے
ساتھ میری امت مین سے نیکی کیا چاہتا ہی میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل مین ڈالتا ہی اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانکم وشان اصحابي ذروا لي اصحابي ذروا لي
اصحابي فوالذي نفسي بيده لو انفق احدكم مثل احد ذهبا ما ادرك مثل عمل احدهم يوما واحدا یعنی تمکو
میرے اصحاب سے کیا کام ہی میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑدو میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑدو پس قسم ہی اوس ذات کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھ مین ہی اگر تم مین سے کوئی شخص احد کے برابر سونا خیرات کرے ایک صحابی کے ایک دن کے
عمل برابر رتبہ نپاوے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا اما انه
لا يدرك قوم بعدكم صاعكم ولا مدكم یعنی آگاہ ہو کہ نہین پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمھارے آوے
تمھارے صاع اور مد بھر خرچ کرنے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت مین
آیا ہی لو ان احدكم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه یعنی اگر دوسرون مین
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد نہ آدھے مد کے درجے کو پونہچے گا مد اور صاع
پیمانے ماپ کے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ پچھلون مین سے کوئی کتنی مجاہدہ اور عبادت کرے اور
اعلی درجۂ ولایت کو پونہچے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنی عمل کی برابری نہین کرسکتا ہی اسکے دو سبب ہین ایک یہ
کہ جو کچھ اسلام اور ایمان عالم مین پھیلا اوسکے سبب یہی ہین کہ نہایت غربت اور بیکسی کے وقت مین اپنے
مال اور جان نثار کرکے اور محنتین سخت سخت اوٹھا کر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ بنکر دین کو جمایا اور
اسلام کو اطراف واکناف عالم مین پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمۂ محمدی نصیب ہوگا بدولت اور طفیل انھین
حضرات کے ہوگا اور جو کچھ اوس کلمے پر مقامات ولایت اور امامت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب اور
علت یہی حضرات ٹھہرینگے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنة حسنة فله اجرها و
اجر من عمل بها یعنی نیک راہ نکالنے والے کے واسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہی اور جو لوگ اوسپر عمل کرینگے
اونکا بھی ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا ویسیقدر اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کسطرح سے انسے زیادہ
یا انکے برابر نہین ہوسکتے ہین دوسرا سبب یہ ہی کہ چونکہ اللہ تعالی صورتون اور اعمال کو نہین دیکھتا ہی بلکہ
نیتون کو دیکھتا ہی عمل کی بقدر خلوص نیت وصفائے باطن کے ہی اور بسبب تاثیر صحبت حضرت رسالت کے

بیان افضلیت صحابۂ کرام

جسقدر کہ انکے بواطن اور نیات کی اوصفا تھے دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے
ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی
اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیسا کہ ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی بہترین
قرنونکا قرن میرا ہی پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہونگے اور ابو نعیم نے حلیہ مین
روایت کی کہ خیر ھذہ الامۃ اولھا و اخرھا اولھا فیھم رسول اللہ و اخرھا فیھم عیسی بن
مریم وبین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولست منھم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین
پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسی بن مریم ہین اور درمیان اسکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ
نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین اونسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیسا کہ القران یفسر بعضہ بعضا
یعنی قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھہ مین آجاتے ہین ایسی حدیث مین بھی ایک حدیث
دوسری حدیث کی شرح کردیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثون مین جو آیا ہی کہ حال
میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اوسکا بہتر اور مفید ہی یا آخر اوسکا مراد اوس سے
اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہونگے کہ اونھون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات نے نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسی روح اللہ سے بھی سعادت اندوز
ہوے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکھٹا ہوے جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام
کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب انھون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لائے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر
اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنے کا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت اور صحبت
اختیار کرنے کا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرما کر اپنی شریعت پر اونسے
عمل کروایا اور عیسی علیہ السلام جب اوترینگے اپنی شریعت پر حکم نکرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلاوینگے
سوا اس راہ سے حضرت عیسی سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین من وجہ داخل ہین لیکن افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
ہین اور قیامت کے روز اونکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرہ رسولون مین ساتھ لواے رسالت کے اور ایک حشر
زمرہ اولیا مین ساتھ لواے ولایت کے جیسا کہ کتاب الیواقیت والجواہر مین شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی
علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جیسا کہ اس امت کے اولیا سے افضل ہین

پہلی استون کے اولیا سے بھی افضل ہین سوا عیسی علیہ السلام کے کہ وہ حضرت صدیق سے یقینا افضل ہین اور ایسی
حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہے درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ اکبر نے فتوحات مین فرمایا
کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہے اور فرمایا کہ مجھسے اونھون نے یا لمثنا فہ اپنا یہ
مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہے کہ امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہے انتہی اس مقام سے معلوم ہوا
کہ مہدی حقیقی سے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین چہ جائے مہدی جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہے
اونکے چیلون یا لکون کا کہ جنکو حضرت ابوبکر کا ہمسر جنب ٹھہراتے تھے اور تسلیم کرنا فعل شیخ اکبر کا مہدیون پر اہم واجبات
سے ہے اسواسطے کہ انکے مہدی نے کہا ہے کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہے اولی لوح محفوظ پر نظر کرکے
بعد قلمبند کیا ہے جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین منقول ہے پس اب دو الزام سے ایک الزام ان پر لاحق
تمام ہوا اور ہر صورت مین مہدویت کا بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جس مین اپنے مریدون کو برابر یا برتر
صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہے صحیح ہین تو وہ کشف غلط ہے کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہے تو یہ کشوف
سابقہ سب غلط ہین او ہر دو صورت مین یہ مہدی نہوسکے کہ اونکے حق مین تو وارد ہے کہ لا یخطی یعنی خطا نکریگا
جیسا کہ یہ لوگ جابجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا جائے ہے شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تاکہ فقط انھین کی
تخطیے پر کہ ہر دو صورت مین ناگزیر ہے اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور امت کا کہ افضلیت ابوبکر صدیق
کے قائل ہین لازم نآوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیث تبرکا بیان
کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہے کہ دار قطنی نے روایت کی کہ عبد اللہ محض کے صاحبزادے نے کہ لقب اونکا نفس زکیہ
تھا فرمایا هما افضل عندي من علي یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نزدیک میرے افضل ہین علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین سید حسنی اور حسینی بھی یہی ہوئے اور دار قطنی نے
روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعة علي شيئا الا وانا ارجو من شفاعة
ابي بكر مثله وقد ولدني مرتين یعنی جس قدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید رکھتا ہون اوسیقدر مجھکو
ابوبکر کی شفاعت کی امید ہے اور ابوبکر سے مین دوبار پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہے کہ والدہ امام جعفر کی ام فروة
بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق ہین رضی اللہ
تعالی عنہم اور فرمایا کہ ان الخبثاء من اهل العراق يزعمون انا نقع في ابي بكر وعمر وهما والداي

فائدہ: تعامل سادات و اولاد اہل بیت کرام در تفضیل شیخین

یعنی خبیث لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر اور عمر کے اور وہ دونو میرے والدہین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یس افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیا اور مرسلین کا اور نہ صاحب یس یعنی حبیب نجار افضل تھی ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے اذا کان یوم القیمة نادی مناد لا یرفعن احد من ہذہ الامة کتابه قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک منادی ندا کریگا کہ کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامہ اعمال پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائة وستون نیک خصلتین تین سو ساٹھ ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھہ مین اس خصلتون سے کوئی ہی فرمایا کلها فیك فهنیئا لك یا ابابکر وہ سب خصلتین تیری ہین ہین پس خوشگوار ہووین تجھکو ای ابوبکر اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام محمد باقر سے لوگون نے حال شیخین کا پوچھا فرمایا ابی اتولاهما مین اون سے محبت رکھتا ہون ایک شخص اوس مجلس مین بولا کہ شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما یخاف الاحیاء ولا یخاف الاموات فعل الله بهشام بن عبد الملك كذا وكذا یعنی ڈراجاتا ہی زندون سے نہ مردون سے اللہ تعالی ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا برا کرے یعنی صحابہ کرام مرگئے اب ہم اون سے کیون ڈرین کہ تقیہ کرین ہم تو ایسے نے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو کہ خلیفہ عصر ہی برملا برا کہتے ہین اور سید اسعد مکی نے نشہب محرقہ مین نقل کیا کہ ابویعلی موصلی اور ابونعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد خیر سے روایت کی کہ خطب علی فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق وافضلهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته فسئل عن الذی لو شئت ان سمیته قال المذبوح کما تذبح البقرة یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل الناس بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر مین تیسرے کا نام بولنا چاہون تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہی فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہی یعنی ذات جناب موصوف اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین سے ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا علی فقال من خیر ہذہ الامة بعد نبینا فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر ہذہ الامة بعد نبینا ابوبکر ثم عمر یعنی حالت خطبے مین علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون شخص اس امت مین افضل ہی

بعد ہمارے پیغمبر کے میں نے عرض کیا کہ تم یا امیر المومنین فرمایا نہیں افضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے
ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں اور صواعق میں ہے کہ روایت کی ابوبکر الاحری نے کہ کہا ابو جحیفہ نے کہ میں نے سنا کہ علی مرتضی
رضی اللہ عنہ کوفے میں بالاے منبر فرماتے تھے ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم خیرھم
عمر یعنی افضل اس امت میں بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں ذہبی نے کہا کہ جسوقت کہ جناب
مرتضوی اپنی مملکت میں کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے بتواتر منقول ہوئی یہانتک کہ کچھ اوپر اسی
آدمی نے اون سے روایت کی اور بعض طرق میں اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانہ بلغنی ان رجالا
یفضلونی علیھما فمن وجدتہ فضلنی علیھما فھو مفتر علیہ ما علی المفتری یعنی آگاہ ہو کہ مجھکو
خبر پہونچی ہے کہ کچھ لوگ مجھکو تفضیل دیتے ہیں پس جسکو میں پاؤں فضیلت دیتا ہوا اون دونوں پر وہ مفتری ہے اوسکی
وہی سزا ہے جو کہ مفتریوں کی سزا ہے غور کا مقام ہے کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور میاں جیو اور اون کے بالکون کو تفضیل دینے والا مفتری نہو
بلکہ اپنا لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مع الصادقین ہمارے واسطے ہے فانھا لا تعمی الابصار و
لکن تعمی القلوب التی فی الصدور اور عبد بن حمید اور ابو نعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی وفی لفظ
ما طلعت الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب نے طلوع
وغروب نکیا اوپر ایسے کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یوں ہے کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا اور رسلوں کے
اوپر کسی کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبرئیل
اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی روح القدس جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل
بعد تمہارے ابوبکر ہے اور دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایک روز کچھ لوگ کوفے اور جزیرے
کے خدمت میں محمد بن عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہم کے حاضر ہو کر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا پوچھنے
لگے اونھوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا انظر الی اہل بلادک یسئلوننی عن ابی بکر وعمر
لھما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے ملک کے لوگوں کو مجھسے سوال کرتے ہیں حال ابوبکر و عمر کا
حالانکہ وہ دونوں نزدیک میرے افضل ہیں علی سے انتہی اور مشکوۃ المصابیح میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے
آخر میں ایک حدیث کے ہے کہ فرمایا حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ھذا ملک لم ینزل

الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم علي ويبشرني بان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة رواه الترمذي یعنی یہ ایک فرشتہ ہی کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اوترا تھا اپنے رب سے پروانگی مانگ کر آیا کہ مجھکو سلام کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیون اہل جنت سے بہتر ہین اور حسن اور حسین سب جوانون اہل جنت سے افضل ہین اور انس رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين رواه الترمذي ورواه ابن ماجة عن علي رض یعنی ابوبکر اور عمر رض کہول بہشتیون کے ہین اولین اور آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہی اور کہل مرد میانہ سال و موی بہ سپید کو کہتے ہین کذا فی الصراح یعنی جو لوگ کہ دنیا مین کہل مرے ہین انکے یہ سردار ہین ورنہ بہشت مین سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر مین ہی کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رض سے اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے اور ابو یعلی نے اور ضیا نے مختارہ مین انس رض سے اور طبرانی نے اوسط مین جابر رضی اللہ اور ابو سعید رض سے اور ریاض مین علی رض سے انتہی اور شیخ عبدالحق نے فرمایا کہ جب سردار بڈھون کے ہوئے جوانون کے بدرجہ اولی ہوئے اور مؤید اس قول کی وہ روایت ہی کہ مرقات مین امام احمد رح سے منقول ہوئی کہ سیدا کهول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين یعنی دونون سید ہین بڈھون اہل جنت اور جوانون اسکی کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان سے معلوم ہوا کہ لفظ کہول حدیث مین واسطے احتراز کے غیر کہول سے نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ سوائے انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہین اسیواسطے مرقات مین لکھا ہی کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتون کے ہین پس افضل ہین اصحاب کہف سے اور مومن آل فرعون سے اور حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہون اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا اس امت کے ہین اور الا النبيين والمرسلين کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہوگئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہون پس تعبیر بلفظ کہول اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی مین یہ حالت کمال عقل و علم کی ہوتی ہی اور جنت مین درجہ بقدر عقل کے ملنے کا جیسا کہ خجندی روایت کرتے ہین کہ حضرت نے جناب مرتضوی کو فرمایا کہ جب آدمی طرح طرح کی نیکیون سے قرب الہی ڈھونڈتے تم بانواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمھارے مہدی بھی گلگشت بہشت کا ارادہ رکھتے ہین یا نہین اگر رکھتے ہین تو مہدی اور سیادت حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

کرین اور دعوی برابری اور برتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب کے توبہ کرین تنبیہ
یہ جو صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ مہدیکو حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور ہمنے جبرئیل
اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسے ہی یہان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقول مین
گذر چکا اسے اصل محض ہی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا سب مال لاکر حضرت رسالت مین بدر کھدینا
تو مقرر ثابت ہی چنانچہ مشکوۃ مین امیر المومنین عمر رض سے روایت ہی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ان نتصدق و وافق ذلك عندي مالا فقلت اليوم اسبق ابابكر ان
سبقته يوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ما
ابقيت لاهلك فقلت مثله واتى ابوبكر بكل ما عنده فقال يا ابابكر ما ابقيت
لاهلك فقال ابقيت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شئ ابدا رواه الترمذی
وابوداود یعنی کہا امیر المومنین عمر نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا تعالی
مین کچھہ خرچ کرین اور اتفاقا اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا کہ اگر میری تقدیر
مین کسی دن ابوبکر پر غالب ہونا ہی تو آج کے دن مین اون پر غلبہ لیجاؤنگا پس مینے اپنا آدھا مال لاکر
حاضر کردیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل و عیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا کہ جسقدر
لایا ہون اسیقدر اونکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابوبکر صدیق نے جو کچھ کہ پاس تھا سب حاضر کیا حضرت
پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو اونکے واسطے چھوڑ آیا تب مینے
دل مین کہا کہ کسی چیز مین مین انپر سبقت نہ لیجا سکونگا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ابوبکر صدیق
کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے روایت کی
کہ عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ ایکدن مین خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا
اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوے کہ دونون طرف اسکے کانٹیون کا ٹانکا سے
اسکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نازل ہو کر اس حال کا حضرت سے استفسار کیا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکے کے سب مال مجھپر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی اونکو سلام
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس فقر مین مجھسے راضی ہی یا نہین ابوبکر نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے رنجیدہ
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون اور سند اس حدیث کی غریب ہی مگر ابو نعیم نے ابو ہریرہ اور ابن مسعود

سے مثل اس حدیث کے روایت کی اور سند اس کی بھی ضعیف ہی اور ابن عساکر نے مانند اسکے روایت
کی ابن عباس رضؓ سے اور خطیبؒ نے بواسطے ایک سند کے ابن عباس سے یون روایت کی کہ جبرئیل ایک طنفسہ
یعنی پارچہ گستردنی پہنے ہوے اور اسکو کانٹیون سے اٹکائے ہوے آئے جب حضرت رسالت پناہ نے
سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو فرمایا ہی کہ تم آسمان مین متخلل نخلال ہو جیسا کہ ابوبکر زمین
مین ہوے ہین ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت منکر ہی اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث کو
بہت سے لوگ متداول نکیے ہوتے تو اسی سے اعراض کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین محمد بن محمد
کوفی نے کتاب الکشف والافصاح عن الحدیث الموضوعات الملتبسۃ بالصحاح مین لکھا ہی کہ ھذا وضع
بید الاشنانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہی دو ہاتھ اشنانی نے اور حافظ ابن العراق نے اپنی کتاب
اسماء الرجال اور تذکرۃ الموضوعات مین لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اشنانی کے مروی
ہی وھو مما عملت یداہ یعنی اور وہ منجملہ اون حدیثون کے ہی کہ ابوبکر اشنانی کے دو ہاتھون نے
بنایا ہی انتہی اب غور کرنے کا مقام ہی کہ انکے مہدی اس قسم کے رطب و یابس کہین سنکر یا کسی کتاب
مین دیکھکر تقلیداً ویسی باتین اپنے اور اپنے مریدون کے واسطے بنا لیا کرتے تھے اب ونکے بلکے
غایت جہل و بے خبری سے اوس سب کو قطعیات اور یقینیات سمجھتے ہین حاصل کلام حدیث اول یعنی حضرت
ابوبکر صدیقؓ کا متخلل بعبا ہونا اگرچہ ضعیف ہی لیکن موضوع نہین ہی اور امت نے اسکو قبول کیا ہی
کہ آج تک مجاورین مدینۂ طیبہ کے جبکہ مرقد انور صدیق اکبر پر سلام پڑھواتے ہین یہ الفاظ بھی اوس مین شریک
کرتے ہین کہ یا من انفق مالہ کلہ فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعبا اور حدیث ثانی یعنی جبرئیل اور
ملائکۂ آسمانی کا متخلل بطنفسہ ہونا موضوع ہی اور اوسکا موضوع ہونا ایسے علم حدیث پر اس قدر ظاہر ہی کہ اسکے
واضع کا بھی نام معلوم ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمہارے مہدیکو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرش تک
پھیلا تھا یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قصہ غلط ہی اور ابوبکر اشنانی کی گڑھت ہی کہ خدا اور رسول و ملائکہ پر
افترا کیا ہی یا بالکل معلوم نہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیون حدیث باطل کی روایت کی اور خداوند عالم کیطرف
ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیا تقوی تھا کہ اتنی بڑی معصیت سے اجتناب نکیا کہ حدیث متواتر المعنی
ہی کہ من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس نے کہ جھوٹ باندھا مجھپر قصداً
پس ٹھہراوے جاے اپنی آگ مین اور مسلم اور ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

کہ من حدث عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور ابن ماجہ مین یون ہے کہ
من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور لفظ کاذبین بصیغہ جمع اور تثنیہ
دونون طرح سے روایت کیا گیا ہے یعنی جو شخص کہ مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہے
کہ وہ جھوٹ ہے پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹون مین سے ہے یا ایک وہ جھوٹون مین سے ہے یعنی ایک وہ
شخص کہ جسنے اس حدیث کو بنایا دوسرا یہ کہ جس نے لوگون کو سنایا اور امام نووی نے شرح مسلم مین
فرمایا کہ حرام ہے حدیث موضوع کا روایت کرنا اوس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہے یا گمان غالب رکھتا ہے
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ سے ہو سب حرام ہے اکبر کبائر سے اور اقبح القبائح
سے ہے باجماع اون مسلمین کے کہ اجماع مین قابل شمار کے ہین اور اجماع ہے اہل حل وعقد کا کہ عوام الناس پر
جھوٹ بولنا حرام ہے چہ جائے اوس ذات پر کہ قول اوسکا شرع ہے اور کلام اوسکا وحی ہے اور کذب وپیر
مانند جھوٹ باندھنے کے ہے خدائے تعالی پر اسلیے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اھ
جیسا کہ رسالہ موضوعات مین ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہان تو مانند اور تشبیہ کی کیا حاجت ہے بلکہ
بلا واسطہ خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا کہ بولے کہ حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا
تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا الخ یہان بھی کیا کہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہے اس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالی پر جھوٹ اور اسی طور سے
خلفاے راشدین باوجود اس طول صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابوبکر
اور عمر رض سے جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہوتی تو ادس سے گواہ
مانگتے تھے اور ڈراتے تھے اور علی مرتضی رض قسم کھلواتے تھے اور بعض صحابہ اور تابعین احتیاطا مابعد
روایت حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریبا من ہذا ونحو ہذا وشبہ ہذا یعنی یہی الفاظ فرمائے ہین یا انکے
قریب ومشابہ فرمائے ہین اور اگر انکے عہد یکو یہ بات بالکل معلوم نہوتی کہ ملائکہ آسمانی کمل پوش نہوئے
تھے اور ابوبکر صدیق نے یہ افترا کیا ہے بلکہ انھون نے دوسرون سے سنکر بحسن ظن روایت کر دیا تو دو قباحتین
لازم آئین ایک کہ خداوند عالم کیطرف کیون نسبت کی دوسرا یہ کہ وہ کلام انکا غلط ٹھہرا کہ حق تعالی نے محمد کے
کو احوال تمام موجودات کے ایسے تبلادیے ہین جیسا کہ کسی کے ہاتھ مین رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھیر کر
لکما حقہ پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے جیسا کہ آگے پر انکو بیچا ہے غرضکہ بہر تقدیر بطلان صدوریت کا

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پر اور رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان نہین ہی اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہی

باب ششم بیان مین اُن بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین و الآخرین سے اداکی ہین

شواہد الولایت کے اونیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک وزیر میران نے عزیز اللہ اور مخدوم کے حق مین کہا کہ ان دونون کو مقام ابراہیم صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ کا دیا گیا ہی اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن یہ کوچ کیا چاہتے ہین جب وعظ ہو چکا وہ دونون شخص سب سے دست بوس کر کے رخصت ہوے ایک تیسرے دن مرا اور دوسرا نوین دن ایضاً مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ ملک سندہ مین بادشاہ اور وہان کے مسلمانون نے نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے چوراسی مرید ہمراہی میران کے مر گئے میران نے بشارت دی کہ ان سبکو مقامات انبیا و مرسلین اور اولوالعزم کے ملے ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام مہتر عیسی علیہ السلام کا فرمایا مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ البتہ فیض یافتہ ذات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام قم باذن اللہ سے احتراز کرے ایضاً شواہد الولایت کے چھبیسوین[26] باب مین لکھا ہی کہ ایک دن میران نے کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان فرمائے اسلیے اکثر پیغمبرون کو تمنا تھی کہ بندے کی صحبت مین پہونچین اور اکتیسوین[31] باب مین لکھا ہی کہ اکثر انبیا او رمرسلین اولوالعزم دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا ہمکو امت محمدی مین کر کے مہدی کے گروہ مین داخل کر دے اون مین سے مہتر عیسی کی دعا مقبول ہوئی کہ اب آکر بہرہ یاب ہون گے چنانچہ صاحب دیوان مہدی اون کے نعت مین لکھتا ہی شعر بل چہ عالم کہ زادم و عیسی ✤ زیحیی و خلیل از موسی ✤ بودہ غایت بصحبتش ہوسے ✤ ہرچہ ہست از ولایت ست ظہور ولہ نقطۂ آن دائرۂ مفضلان ✤ شد تمنائے ہمہ مرسلان ✤ خواست نعتی ہمہ یکبار از اولین ✤ رب اجعلنی لمن الآخرین ✤ معلوم رہے کہ اس قوم مین کلام خوندمیر اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل لاصول شمار کیا جاتا ہی جیسا کہ رسالہ بشارت نامے مین لکھا ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران قضاے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فرہی نے

(حاشیہ:) یعنی گروہ مہدویہ سے

(حاشیہ:) باب ششم بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین و الآخرین سے ادا کی ہین

پوچھا کہ میران جیو غلام تو آئے عیسیٰ کب آوینگے میران نے ہاتھ پیچھے کرکے کہا کہ بندے کے پیچھے آوینگے
فوراً حاجی محمد کو مقام عیسیٰ روح اللہ کا حاصل ہوگیا میران کی زندگی بھر توچپ رہا بعد مرنے کے سندھ
مین طرف نگر ٹھٹھہ کے جاکر دعوی عیسویت کا کیا وہانکے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی و شیخ خضر کو
اوسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اوسکے قتل کی خبر سنکے راہ سے پلٹے شاہ دلاور نے بشارت دی کہ
اسکے غرغرے کے وقت توبہ قبول ہوگئی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کی تھی ضائع نہوا ایضاً
پنج فضائل مین ہی کہ دلاور نے اپنے میران سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے
سرتک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سرتک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام
زیر سینے سے سرتک مسلمان تھے اور عیسیٰ زیر ناف سے بالائے سرتک مسلمان تھے دوسری بار جو آوینگے
پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران نے
کہا ہی جو کہ خدائے تعالیٰ کو بعید دیکھے وہ مشرک ہی ایضاً شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی
کہ میران نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کرکے فرمایا کہ ای سید محمد ان سب ارواح کا پیشوا
بننا قبول کر پہلے مینے اپنی عاجزی پر خیال کرکے عذر کیا پھر عنایت خدا تعالیٰ پر کہ میرے حال پر ہی
نظر کرکے کہا اگر سو حصہ اس سے زیادہ ہون تو بھی قبول کیا ایضاً شواہد الولایت کے چھبیسوین
باب مین لکھا ہی کہ درمیان محمدین کے فرق نہین ہی اور فرق کرنے والے کو زیان ہی یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری برابر ہین استغفر اللہ العظیم اور حجہ بر نامے مین لکھا ہی دوہرہ نبی مہدی
یک ذات جانو برابر اجتہاد عقلی سون پاک یک ظاہر باطن تابع متبوع حق مانو کل ادراک ۲ دیگر آنکہ ولایت
کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہیں
وجہ اول ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھ حق کے
اور نبوت مشغولی ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہی اور نبوت امر ظاہر ہی چہارم ولایت خاص ہی
اور نبوت عام ہی پنجم ولایت کو نہایت نہین اور نبوت کو نہایت ہی ایضاً بشارت نامے مین لکھا ہی
کہ مہدی نے کرات و مرات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات کے
بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہوگئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لیکر
ہر طرف پھراتا ہی اور دیکھتا ہی پہچانتا ہی اور اوسی سلسلے مین یہ بھی ہی کہ میران نے کہا کہ بعد ختم خاتمین

کے نام انبیا اور اولیا کا ختم ہوگیا لیکن مقامات اور درجہ انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ مین قیامت
تک جاری ہی اور پیغمبرونکا اس گروہ مین ہونے کی تمنا کرنا بھی اسی مین مذکور ہی اور یہ بھی لکھا کہ جو کچھ میران نے
خبر دی سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران مین اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہی ایضاً
رسالہ صراط مستقیم مین لکھا ہی اوسکی عبارت بعینہا یہ ہی نبی و مہدی علیہما السلام یکذات موصوف بجمیع
صفات سرتاپا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سون برابر فرق کرنہارے کا فر مردود انتہی ایضاً رسالۂ
درج الاسرار مین لکھا ہی کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ
اور نظیر ظاہر و باطن کے میران ہین اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی
دوسرے صدیق خوندمیر اور نظیر شریعت مین حضرت عیسی علیہ السلام اور نظیر حقیقت مین خوندمیر پس
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت مین نظیر ہین لیکن برابر میران نہین ہین ایضاً مطلع الولایت مین
لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ مین انتقال کیا اون کے صحابی الہداد حمید نے
ایک مرثیہ بنا کر دسوین کے روز جمیع تمام صحابہ مین پڑھا کہ منجملہ اوسکے یہ شعر تھے قطعہ دو شش کہ فضل
داد زمان را ابراولین * دردا کہ چند سال نیابید در عدد * فضلش کہ بہ جمیع پیمبر شد از خدا * بادا
بروز حشر شفاعت گر از احد ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفی
اور ابراہیم علیہما السلام ایک زمانے مین ہوتے کوئی ہرگز فرق نکرسکتا اور اونکے خلیفہ دلاور نے
کہا کہ اگر مجھکو اللہ تعالی ان تینون کو دکھلاوے ہرگز فرق نکرسکون ایضاً شواہد الولایت کے
تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام اور مقصود ایک ہی ایضاً
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد کہ دعوی مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بجز
اوقات نماز ہوش مین نآتے تھے ایک دن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہی
کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کرسکتے بولے ایسی ہی دریائے تجلی الوہیت کی ہوتی ہی کہ اگر
ان دریاؤن سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش مین نآوے فرمان
حق تعالی کا ہوتا ہی کہ چونکہ تجکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہی اس سبب سے فرض ادا کرواتے ہین
ایضاً مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ بندے کے پاس تعلیم ہوتی ہی
کسی نے پوچھا کہ میران جی تعلیم کسکو کہتے ہین بولے یہ جو ایک پادشاہ کی جا ہی یہ دوسرا پادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور سب لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا کہتے ہین کہا کوئی عرض کہتا اور بعضے آمدہ نیامدہ بھی
کہتے ہین بولے ایسی ہو رہا ہی تین رات دن ہوئے ہین کہ بندے کو فرصت نہین ہی بر نماز سے فارغ ہوتے
ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاو کہ بقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون
اور انبیا اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ یہ حضرات اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کرکے اپنے
مقامات کو پونہچے اب انکے ارواح کے جانچنے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب دیا کہ حق تعالی کا حکم ہوتا ہی
کہ ہمیں خزانے سے تمنے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالی فرماتا ہی
کہ جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان تنسے مردود ہوا وہ عند اللہ بھی
مردود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی میان
خوندمیر کے پاس بھی ہووے گی **ایضاً** شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین
لکھا ہی کہ جناب رسالتمآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پہ
ایک حدیث نے اصل بیان کرکے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیے تا کہ
مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جب کہ قوم ایسا ہووے اونکا امام کیسا ہووے گا پس ظاہر ہوا کہ
وہ افضل سب سے ہی انتہی وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ **ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن
میان عبد الرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پہنچے
کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے
استغفر اللہ العظیم **ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب بھائی صف بستہ بیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی
ہم انبیاء بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام مرسلین کے
ہین اور یہ کہا کہ مرسل اوسکو کہتے ہین کہ مثل جبرئیل اوس پہ وحی لاوین لیکن یہ آدمی اون سے بھی فاضلتر
ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا

کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک او رقاضی عبد اللہ العیاذ باللہ الغرض
خلاصۂ کلام یہ ہی کہ اس فرقۂ ناپاک کے نزدیک اونکے مہدی کے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے برابر
بلکہ برتر ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی اور گستاخی پر کمر باندھ کر مہدی کے مرید اپنے مریدونکو برابر حضرت
خاتم المرسلین کے بلکہ بعضونکو فاضلتر اوس جناب سے جانتے ہین لیکن بعضے ان ہین سے جو اپنے
تئین اہل علم جانتے ہین جسوقت کہ انسے یہ باتین پوچھی جاتی ہین تو تھوڑا سا خدا سے شرما کر کہتے ہین
کہ یہ باتین فقط لکھنے کے واسطے ہین اعتقاد اس پر نہین ہی کہ مہدی کے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے
یا افضل اون سے ہون فقط اسیقدر اعتقاد ہم رکھتے ہین کہ ذات مہدی افضل ابو بکر صدیق سے اور
برابر ہی ساتھ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسکو مسئلۂ تسویہ بولتے ہین اور اس مسئلے کو
انکے اگلے اور پچھلے اپنی دانست ہین بہت دہوم دہام سے مدلل اور مبرہن کرتے ہین کہ مصرع فکر ہرکس
بقدر ہمت اوست ؁ بیان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدی کا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح
اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون اور انبیا اور اولیا اور مومنین کی
آدم سے اس دم تک تصحیح ہوتی ہی اور مقبولی اور مردودی ہمارے پاس کی مقبولی اور مردودی خدا کے
پاس کی ہی اور اون کے خلیفونکا اپنے مریدونکو حضرت خاتم الرسالۃ سے افضل بولنا سب غلط اور
خطا ہی یا دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہی افسوس کہ نظام کو خدا سے شرم نا آئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین
کے ہونا صنعت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی دور ہی اور دلاور کو خدا کا خوف
نہ آیا کہ کہا میرے لوگون مین چار شخص حضرت سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین واللہ المستعان
علی ما تصفون باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ مین آوے گا انشاء اللہ تعالی

باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ سے کی ہین

پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے بیٹے سید نجی نواسے مہدی کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالی کھیلا
کرتا ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ایضا شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا گیا کسی نے جیسا حق پہچاننے کا تھا اوسکو نہ پہچانا کہ وما قدروا
اللہ حق قدرہ فہم من فہم ایضا شواہد الولایت کے اونیسوین باب مین لکھا ہی کہ جب مہدی کے

لوگون سنے ایک راجہ کے ملک مین اپنی گائے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا جب نظر لوگون کی اپنر پڑی معتقد ہو کر سر پاؤن پر رکھکے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہم کس سے جنگ کرین اور انہون نے اس کلام پر کچھہ انکار کیا ایضًا شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ ایک فرزند شاہ بھیک جذنے مین بول رہے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایمان ہی بولنا کفر ہی اوسنے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب وتین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا کیا پرا نے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بیزارم ازان کہنہ خدا کہ تو داری ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر ست ایضًا شواہد الولایت کے پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میران جیو پھوٹین وہ آنکھین کہ مہدیکو دیکھین ہون بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جیو نے سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھہ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئین خدا دیکھتا ہی ایضًا شواہد الولایت کے سترھوین باب مین لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان مہدویت کا کرتے ہین کیا مہدی آپ سے بڑھکر ہین تبسم کرکے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھکر ہی ایضًا پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میرانجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا مین بندہ ہون خدا نے مجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہوجاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا کا کہ مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا ایضًا پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ جو شخص خدا ہوتا ہی خدا کو پہچانتا ہی ایضًا پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہہ مین ایکروز میرانجیو میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات اللہ رب العالمین ہی جب دوسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسری بار مین جواب یا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اوسکے ایک ساعت پھر آنکھہ بند کرکے کھڑے رہے پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر مین گھس گئے ایضًا پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمود نے اپنے باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھون نے کہا مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مین نے کسیکو جنا اور ایک ورا فتنگے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب لم یلد ولم یولد پر پونہچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد ولم یولد کہا یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپ رہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو کہتے

ہین سو حق ہی ایضًا پنج فضائل ہین لکھا ہی کہ اونکے خلیفہ نعمت نے کہا مین بندہ کمینہ نعمت ہون کبھی
مین خدا ہوجاتا ہون اور کبھی بندہ ہوتا ہون اور کبھی عین حق ہوجاتا ہون اور عین حق کے تئین دیکھتا ہون
اور کبھی حق تعالی فرماتا ہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضًا اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
ایک اپنا لنبا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی مجھسے پوچھکر بندونکو سرفراز فرماتا ہی کہ اگر
تو کہے تو یہ درجہ اوسکو دون وگرنہ ہرگز ندون پس مین سفارش کرکے دلوا دیتا ہون ایضًا پنج فضائل مین
ہی کہ شاہ نظام نے ایک لنبا معاملہ دیکھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہوگیا اور میران انکو نگل گئے پھر
ثابت ہوگیا اور نگل گئے اور اگل دیا پھر میران ٹکڑے ہوگئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا بعد اوسکے محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ٹکڑونکو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہوگیا اور مجکو ثابت نگل گئے پھر اگل
دیے پھر حضرت رسالت ٹکڑے ہوگئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا پھر اللہ تعالی کے ساتھہ بھی یہی معاملہ
ہوا جب مینے یہ معاملہ اپنے میران سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی ذات مین تم فنا
ہوگئے انتہی بالجملہ ناظرین بالانصاف پر واضح ہوگا کہ دلیل اخلاق سے یہان تک کسقدر کلمات وحشت ناک
ان بزرگوار سے منقول ہوے کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمات زبان پر
نہ لایا ہوگا بااین ہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سوا اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے ایسے
وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ یہ پاسنگ ہی اوس میزان کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا چنانچہ
جوہرنامے مین لکھا ہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھہ مہدی نے فرمایا ہی اگر بندہ کما حقہ اسکو بیان کرے
میرا حال تم لوگون مین ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے مین لیجا کر بولے
کہ یہ گوشت گائے کا ہی اسکو لیو اور شاہ نظام نے کہا کہ اگر جو کچھہ میران سے مین نے سنا ہی بیان کرون
برادران دینی بندے کو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ اگر جو کچھہ مہدی سے مینے
سنا ہی بیان کرون موافقین ہمارے تئین سنگسار کرین اور انصاف نامے کے باب ہفتم مین لکھا ہی کہ
میان ولاور نے چندبار کہا ہی کہ جو کچھہ میران سے مینے سنا ہی اگر رو برو بعضے مہاجرون کے بیان
کرون یہی لوگ مجکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہوچکے وہ اسقدر مخالف
دین ملت ہین کہ مخالفین انکے بسبب ان کلمات کے چارسو برس سے آج تک انکو سنگسار اور ہجا
سے نکال کرتے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور ہین وہ اسقدر

باوجودیکہ اس قدر کثرت سے کلمات وحشت آمیز اوس گروہ مہدوی سے منقول ہیں پھر بھی اگر بیان کرین خود مہدوی اونکو سنگسار کرین

بدتر دشمن ہین کہ اگر خود مہدوی لوگ بلکہ اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی مسن پاوین تو خاص جانشینان مہدی یعنی میان خوندمیر اور میان نظام اور میان ولاور کو سنگسار کرین العیاذ باللہ یہ کیا مذہب ہی کہ مخالفین اور موافقین کلہم اجمعین سنگسار کرنے کو تیار رہتے ہین مقبولیت خلائق علامتیہی مقبولیت خالق کی اور بغض و انکار خلائق خصوصاً بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہی بغض و انکار آلہی کی چنانچہ مشکوۃ مین حدیث صحیح مسلم کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت رکھ پس جبرئیل اوس سے محبت رکھتے ہین پھر آسمان مین پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالی فلانے شخص سے محبت رکھتا ہی تم بھی محبت رکھو پس اہل آسمان اوس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہی اسکے واسطے مقبولیت اہل زمین مین اور جب اللہ کسی بندے سے بغض رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان مین کہ اللہ تعالی بغض رکھتا ہی فلانے سے تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین اوس سے اہل آسمان پھر رکھدیا جاتا ہی اوسکے واسطے بغض زمین مین انتہی منقولات مذکورہ مین چند سوال بطور نمونے کے کیے جاتے ہین ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب خارج حد بیان سے ہی **سوال اول** نقل اول کے کیا معنی ہین کہ اللہ تعالی ہمیشہ خوندمیر کے بیٹے سے ساتھ کھیلا کرتا ہی تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالی عبث و لعب اور جمیع عیوب سے پاک ہی اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان و زمین اور جو اونکے بیچ ہی کھیلتے ہوے یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہو قرآن اور عقائد جمیع اہل ادیان و ایمان کے **سوال دوم** نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ جب شاہ بھیک نے کہا کہ سبحق ہی میران نے کہا کہ ہان جاننا ایمان ہی بولنا کفر ہی یہ مسئلہ وحدت وجود کا میران کے نزدیک حق ہی یا باطل اگر باطل ہی تو اسکے جاننے کو ایمان کہنا خطا ہی اور اگر حق ہی تو اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہی جن اولیا اور علما نے اسکو حق جانا ہی صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون بولے کہ انا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہی اور نقل ہفتم وغیرہ مین میران و خوندمیر دونون یہی بولے ہین پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہی دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین کہ عوام کے روبرو

بولنا کفر ہی تو وہان عوام کہان تھے وہان سب خاص الخاص جمع تھے یہان تک کتا بھی دربان کا وہ مقام رکھتا تھا
کہ اصحاب مہدی کو شرماتا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتدہم مین مذکور ہوچکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہوئی اگرچہ
باریک ورقیق ہی نہایت لامر یہ کہ عوام کے روبرو اوسکا تذکرہ نے احتیاطی اور گناہ ہو گا کفر کیونکر ہو گا
بلکہ اعتقاد ایمانی کے کلمہ کو کفر بولنا خود بے احتیاطی اور گناہ سخت ہی **سوال سوم** اوسی نقل چہارم مین اسکے کیا معنی
ہین کہ کہا پرانے خدا پر تقید ہوگئے ہو کہ پڑھو شعر بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ؎ ہر لحظہ
مرا تازہ خدائے دگر است ؎ انتہی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہی اور قدیم ہی اور اسپر اہل وجود
اور اہل شہود سب کا اتفاق ہی کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہین یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا معنی
اور آگے کہان پڑھو اور ہر لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت مین ایسے کلمات
بیباکانہ زبان پر لاتا ہی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ **سوال چہارم** نقل ہفتم مین اسکے کیا معنی ہین
کہ خدا فی الحال ہوجاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال یعنی آدمی خدا فی الحال بن سکتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی
اور پھر اسپر شکر ہوتا ہی کہ خدا نے مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن و بالفعل ہی
اوسکے استحالہ اور محال ہونے کے قائل ہوے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے اور
خدا بننا کہ محال ہی اوسکے امکان فعلیت کے قائل ہوے عجب تعارض و تساقط ہی کہ بیان سے باہر پھر اوسپر
یہ دعوی کہ اللہ تعالی نے مجکو اور تمکو مالک اپنے ملک کیا مالک الملک اللہ تعالی ہی فقط قُلِ اللّٰھُمَّ
مَالِکَ الْمُلْکِ اور کوئی اسکے ساتھ ملک مین شریک نہین ہی وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ
یعنی نہین ہی کوئی اوسکا شریک ملک مین میران خوندمیران یَقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا **سوال پنجم** نقل
ہیم مین اسکے کیا معنی کہ نہ مین کسی سے جنا گیا اور نہ میںنے کسی کو جنا اور خلیفہ دلاورنے یہ کیسی
دلاوری کی کہ نص قرآنی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ مین تحریف کرے اوسکو یلد یولد پڑھا وہ آیت
شان الٰہی مین ہی نہ کوئی شخص اللہ تعالی سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالی کسی سے پیدا ہوا جب اوسکو
یَلِدُ یُوْلَدُ پڑھا تو یہ معنی ہوے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہین اور خدا بھی کسی سے پیدا ہوا ہی
سبحان اللہ شیخ جونپوری کی شان اسقدر بڑھی کہ کہتے ہین مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ میںنے کسی کو
جنا اور خدائے بیچون وبیچگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا ہی اِنْ
ھِیَ اِلَّا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْآ اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ سوال سوائے اسکے

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورۃ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بہادی النظر استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب

یہ عمدہ مطالب ورائس عقائد مہدویہ ہی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہین سمجھتے ہین جیساکہ بغیہ اقرار مہدویت شیخ جونپور کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث اونکے مذہب مین دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلائل مہدویت تھا بفضل آلہی بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کرکے ابتدا کی جاتی ہی وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول کہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہی کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب قرب الٰہی مین ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم المرسلین ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی ترین وجوہ باطل ہو چکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہی اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمہ ثانیہ او مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہووے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہی کیونکہ یہ بولینگے کہ این مژدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمۂ ثانیہ او مطلب دوم کا حقیقت مین بخاطر مہدویون کے نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقائد اہل سنت ہین خصوصا مطلب دوم کہ نہایت مخالف نصوص واجماع اہل اسلام کے ہی ابطال ورد اوسکا ضرور معلوم ہوا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ مطلب اول کا مقدمۂ ثانیہ رسالۂ اعتقادیات وعملیات مصنفۂ سید عیسی ملقب بعالم میان مین لکھا ہی **قولہ** مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہی کہ شواہد الولایت کے اکیسوین باب مین لکھا ہی کہ خواہر کے شمانے اون کے مہدی سے پوچھا اکرم است رسول اللہ مین داخل ہو کہا ہان داخل ہو اے ...

کہا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر صدیق سب امت پر فاضل ہین جواب دیا کہ
ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابوبکر کا علما نے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی
علما نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کس طرح ایمان تمھارا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالے
نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ جواب خلاصۂ کلام یہ ہی کہ علما نے استدلال
کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہو اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمھارے
ایمان پر بھی کہ جزو ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ
امت مین داخل ہونے سے مجھپر ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ایمان اون کا ابوبکر رض سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین بدلیل اس آیت
کے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اور نہین ہی یہ شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تم ای محمد اون مین موجود ہو مخفی نرہے کہ مہدوی اپنے
مہدی کی اس تقریر کو غرائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ یہ بیان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اونکے مطلب کے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہ تھی کہ تم جزو امت ہوا اور جب جزو ہوے تو کل کی مغلوبیت سے
جزو کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا ذکر
نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فِيْهِمْ سے ظرفیت سمجھی جاتی ہی اور جزو اور کل مین ظرفیت
نامعقول ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جب تک کہ تم اون مین
رہتے ہو اون پر عذاب آلہی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اس کی خواہش بھی کرین اس واسطے
کہ عادت آلہی ایسی ہی کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہو جاتے ہین تب عذاب اوترتا ہی جیسا کہ
امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے یہ غور نکیا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہی امت دعوت اور امت

اجابت امت دعوت اوسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے
واسطے آئے ہین اور کفار بھی بایں معنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہے
اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنھون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبر کے اونکے تابع ہوے
اور انبیا علیہم السلام بایں معنی بھی داخل امت نہین ہوسکتے اسواسطے کہ تابع اور متبوع مین
فرق ضرور ہے اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہے کہ یہ مہدی اپنے تئین مبین
مراد اللہ بولتے تھے اور بیان کلام الٰہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے
کہ اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب تک تم ان کفار مکہ
مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالی ان پر عذاب نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف
اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہے بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی
ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہوجاویگا
اسواسطے اوس آیۂ کریمہ کا ماقبل اور مابعد لکھا جاتا ہے وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ
أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ
عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ
وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ
السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا
كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ
يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآية آونکے مہدی سے اس ظاہر آیت کے فہم مین
ایسی خطا صریح ہونا دال ہے اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے
نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ نجانا کہ یعنی اونکے مہدی نے فقط مفسرین کے خلاف کیے
بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدوی اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین
کہ اونھون نے کہا ہے کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ بندے کے موافق ہو اوسکو اعتبار
کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نہ ماننا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر قطعی یعنی
نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہے حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ مین

مخالفت قطعیات کی ماقبل مین مسطور ہو چکی تفریع کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے جہدی اس امت مین داخل ہین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علماے فراہہ سے سنکر تسلیم کیا ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اگر یہ مراد ہی کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر مشابہ اور برابر ہی کہ مجازًا اسکو عین بولا جاتا ہی بطریق کانہٗ ہُو کے تو یہ بات سراسر ناہموار ہی اسواسطے کہ جب انکا ایمان ابوبکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت سے بمراتب کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہی اور مطلب یہ ہی کہ مجکو علیحدہ ایمان نہین ہی بلکہ وہ ایمان کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہی اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان اپنے نفس مین نہین کہتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہی اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہی تو مثل اور اوصاف اور تشخصات کے وصف ایمان بھی تمہارا علیحدہ چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی کام آتا تو کوئی ایمان نلاتا اور ایک حضرت کا ایمان سبکے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرہ انبیا علیہم السلام کے فرماتا ہی تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اونکا ہی جو کما گئے اور تمہارا ہی جو تم کماؤ اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہی کہ ایمان حضرت کا منتقل ہو کر بعینہ مجھہ مین آگیا تو یہ بات عقلًا اور نقلًا باطل ہی اسواسطے کہ ایمان ایک عارض نفسانی سے ہی اور عرض کا منتقل ہونا ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلاے عالم کے باطل ہی اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو روح مقدس کا اس وصف سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین با علی صفات وکمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی ونھین صفات سے بلکہ یومًا فیومًا زیادہ واوس سے موصوف ہی چہ جاے ایمان کی کہ اصل اور مبدأ تمام کمالات کا ہی اور اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے انمین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہی کہ تمہاری روح بھی تم مین ہی یا نہین اگر ہی تو تم دو دلے ہوے اور یہ بھی باطل ہی بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ الایۃ یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہیں کہ ہم میں دوسری روح نہیں ہی بلکہ وہی روح مقدس ہمارے بدن کی بھی روح ہی اور ہم اور
حضرت رسالت دو قالب یکجان ہیں تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جنم بدلنا کہتے ہیں اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہیں بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہیں جیسا کہ ایک آدمی میں دو نفس ہونا محال جانتے ہیں
جیسا کہ صدرا وغیرہ میں مبرہن ہی اور اگر ایمان بمعنی مؤمن بہ کے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونھیں چیزون پر بعینہا بندے کو ایمان ہی تو اس دعوے سے تمکو کچھ
فضیلت ابوبکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہیں ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان اونھیں
چیزون پر ایمان لائے ہیں جن پر حضرات انبیا ایمان لائے ہیں قال اللہ تعالی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ
لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ یعنی ایمان لایا رسول اون چیزون پر کہ اوتاری گئیں اسکی
جانب رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے
اور کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہیں فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے
رسولون سے اور دوسری جاے فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی
اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی
وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّہِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْہُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا الآیۃ یعنی کہو تم اے مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور
اسحق اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی اور ملے سب
پیغمبرون کو اونکے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے
اور ہم اوسیکے فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو
پس تحقیق راہ پاوینگے انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی وجہ پر خالی خطا سے نہیں ہی
پس جب کہ ایسے مطالب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہوے مہدی معصوم کہان سے ہوئے
وہو المقصود قولہ اور دلائل شرعیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاۃ شرح مشکوۃ مین
باب اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیسا خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی جواب باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اس مقدمے
مین گذرین کہ ابوبکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین پس قول صاحب
مرقاۃ کا اونکے مقابل رتبہ استدلال کا نہین رکھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمہارے نزدیک
کالوحی من السما ہی تو تمہارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہوجاے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی
اس کلام سے سراسر تمہارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ
متعلق اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے
مولانا علی قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے
ہین یا اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر تریہ ہی کہ جانب
باپ سے حسنی ہووین اور جانب ماں سے حسینی قیاس کرنے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق
صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام
مین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر قائم مقام
سبکے اور خاتم الانبیا ہو کر نعم البدل ہوے ایسے ہی چونکہ اکثر ایمہ اور اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ
عنہ مین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولی
ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہووے انتہی اب غور کا مقام ہی کہ مہدی
جونپوری تو اونکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین
اور بھی مالامال افزایش ہو گئی اور آہین امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ اونکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا
علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبین
کو بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب ولیا بولتے ہین تو مراد اوسنے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سواے
انبیا اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ایمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رح نے مختصر بہجۃ الاسرار
مین اوسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین
زمین پر لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چارپایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب
اگر کوئی دابہ بلے قرائن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھین گے اور انسان وغیرہ
نہ سمجھین گے اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام

اولیا اس امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید اکھول اہل الجنۃ کے
گذر چکا اور وہی صاحب مرقات تمھارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین
چنانچہ اس کتاب مین بعد دو ورق کے لکھتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہی کہ اونکو
مہدوی بولتے ہین اونمین کچھہ ریاضتین عملی اور کشوف سفلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتو کے
ایک یہ ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہو کر مر گئے اور مدفون ہوے بعضے بلاد خراسان
مین وہی مہدی موعود تھے اور اب ونکے سوا کوئی مہدی وجود مین ناوے گا اور اونکی گمراہیون مین
سے ایک بات یہ ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہی اور ہمارے شیخ
عارف باللہ مولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامعہ علامات مہدی مین رسائل سیوطی سے منتخب کر کے
تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب مین فتوی
پوچھا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہوا وپر اسکو واجب ہی کہ اونکو قتل کرے
تمام ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسیطرح ملاے موصوف اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اس قوم کی
تضلیل و تکفیر کرتے ہین اور طرہ یہ ہی کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور امداد علوم انبیا ورسل
کو عیسی میان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے فصوص الحکم سے سمجھہ کر اپنے شیخ جونپوری کے حق مین
جماتے ہین چنانچہ آیندہ آویگا اوسکو ملاے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے ہین اور تحقیق
اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے مہدی نہین ہین
مطلب دوم مین آویگی انشاء اللہ تعالی قولہ سوال یہ خلاف ہی حکم قطعی کا جو اجماع سے ثابت ہی کہ افضل بعد
انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب نور الانوار وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور
ہی کہ حکم اجماع کا قطعی ہونیکو رکن و شرط یہ ہی کہ تمامی امت کہین کہ اجماع کیا ہمنے اس حکم پر اور متفق ہوئی
تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلاف کیا تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہی اور اختلاف
اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہی جائز ہی کہ صواب اس ایک کی طرف ہووے باقی تمام خطا پر ہووین
اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا ولیکن بعضے ساکت رہین تو اسکو اجماع سکوتی کہتے ہین اس مین
خلاف ہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہی نزدیک ونکے انتہی اب ظاہر ہی کہ اس
حکم مین ایسے فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی اور اسطرح کا اجماع اس حکم تفضیل مین

بیان اقسام اجماع کا اور باطل ہوجانا افضلیت شیخ جونپوری کا بسبب اجماع مرکب صحابۂ کرام کے کہ ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما افضل ہین تمام امت سے

ممنوع غیر مسموع ہی تمام ہوئی عبارت رسالۂ مذکورہ کی جواب بیان جو تمنے نور الانوار دیکھکر یہ تقریر طولانی بنائی تمھارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہی بلکہ مضر ہی اور ہمارے مقصود کے واسطے مفید اور موافق ہی شرح اوسکی یون ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہی اسواسطے کہ اجماع دو قسم ہی ایک وس بات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد اور رائے کی حاجت نہین ہی بلکہ ہر خاص و عام اوسکو سمجھ سکتا ہی جیسا کہ اس بات پر اجماع ہی کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان کے روزے فرض ہین کہ اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہی اور مسئلہ تفضیل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس قسم کا نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین رائے اور اجتہاد کی حاجت ہی جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے اسمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق ہونا کچھ ضرور نہین ہی فقط مجتہد لوگ ایک ماننے کے خواہ عصر صحابۂ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے ہون جب اوس بات پر متفق ہوگئے اجماع قطعی ہوگیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبۂ اجتہاد کو نہین پہنچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نرکھتا ہو یہ خلاصہ ہی توضیح اور دائرا اور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم سے ہی کہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہی بعد انبیا علیہم السلام کے مجتہدون کا کام ہی کہ اول معنی افضلیت کے پہچاننا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے حق مین وارد ہین اسکو جمع کرکے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا پس ایسے نازک مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے شرط ٹھہرایا نہایت خطا ہی یہ اجماع صحابۂ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کہ اونسے بڑھکر اس مقدمے کا پہچاننا دوسرونکو قسم محالات عادیہ سے ہی پس صحابہ مین جو لوگ رتبہ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق کافی ہی اگر ثابت ہوجاوے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ امیہ فرقہ تفضیلیہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی تو اجماع ممنوع ہی تمھارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہی کمال مضر ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہی جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اس امت کے ہین مگر حضرت سلمان اور ابو ذر اور مقداد

اور خباب و جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہی کہ علی
افضل امت ہین پس تمام صحابہ مجتہدین اونکے تحقیقا اور مقلدین تقلیدا اس قول پر متفق ہوے
اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہین اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہی چنانچہ توضیح مین
لکھا ہی کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوے اجماع ہوگیا اس بات پر کہ قول تیسرا باطل ہی بعضے کہتے
ہین کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھ مختص ہی اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہی کہ اونکے حق مین گمان
جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجماع
مرکب ہو جاتا ہی اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسی لکھا ہی اور مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ اگر
قول ثالث رافع اور نقیض ہوا اون دو قولون کے تو ممنوع ہی اب بیان سے ثابت ہوا کہ جب صحابہ
کرام کا اجماع مرکب کہ ابو بکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضی مہدویونکے تیسرے قول اختراعی سے
کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے اوٹھہ جاتا ہی تو یہ قول تیسرا خارج اجماع ہوا لیکن باطل ہوا موافق
قاعدہ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدہ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہی چنانچہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ نے اپنے رسالہ سلسلہ مین لکھا ہی کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام
مہدی اور منکر اجماع صحابہ نبوت النبی اور صحابہ المہدی ولایت کافر ہی قولہ شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ شرح عقائد نسفی مین بحث اس مسئلے کی لکھی ہی کہ پائی گئے دلیلین جانبین کی متعارضہ
اور نہین ہی یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تاکہ ہووے توقف اسمین محل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع
قطعی سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نکہتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر بیجا
و خطاے فاحش ہی اور یہ میرا تعلق اس مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا ترتیب بین الحسنین
رضی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہی جواب تمکو اس سے کیا کام کہ شیر شاہ کی داڑھی بڑی یا سلیم شاہ
کی اگر فضیلت عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہووین یا فضیلت ابو بکر و علی مین دلائل متعارض ہووین
بہر حال صحابہ کرام سواے فضیلت ابو بکر یا علی کے تیسرے کی فضیلت نہین مانتے ہین اور اسی پر
اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدہ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری سب سے
افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک کو افضل تمام امت پر جانتے تھے
خطا ٹھہریگا اور یہ محال ہی کہ امت حضرت کی خصوصا صحابہ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے کہ

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی
شرح مین بحر العلوم نے محقق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین
رکھے ہین بلکہ اس مین تاویل و توجیہ کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی جزو عم سورۃ اللیل آیۃ کریمہ وَسَیُجَنَّبُهَا
الْاَتْقَى کی تفسیر مین لکھے ہین کہ اہل سنت و جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت و بزرگی
سب امت پر بعد انبیا علیہم السلام کے اسی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اسکی دلیل ہی اور بعد تقریر
دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھے ہین کہ بعضے اہل سنت و جماعت کے بزرگون سے سنا گیا
کہ فرماتے تھے کہ یہ خاص اون لوگون کی نسبت ہی جو زندہ ہین اب حضرت ابوبکر صدیق رض آخر عمر مین جو آپکی
خلافت کا زمانہ ہی اس کلمے کے مصداق ہو سکتے ہین اور بعد قدرے تفصیل اس مضمون کے لکھے ہین
معلوم ہوا کہ اتقی اسکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے
کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی جواب یہ جو تُنے کہا
کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابوبکر صدیق رض کو مطلق نہین رکھے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین
جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی ہونا
بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ بولتے ہین کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے
افضل اور اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس تخصیص سے
تمھارے مطلب کو کچھ بہرہ نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کسی اور شخص کی
نسبت بھی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے خلاف ہی
بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اونکا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابوبکر رض فقط اپنے
ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد یا قبل والون سے کہ سواے انبیا علیہم السلام کے
ہین افضل نہین ہین یہ تخصیص اتقی مین اونھون نے فقط نسبت با انبیا علیہم السلام کے کی ہی اور سبب
اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ
عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزٰى یعنی اور بچا دیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اورون سے بڑھکر
پرہیزگار ہی جو کہ دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنیکو اور نہین ہی کسی کا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے
امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی اس بات پر کہ افضل خلق

بعد رسول اللہ کے یا ابو بکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دو مین سے ایک کے حق مین ہی اور ہم کہتے
ہین کہ ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت مین فرمایا
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت رسالت پناہ کا
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اوپر صادق نہین
ہوسکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابو بکر صدیق پر حضرت کا احسان
دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع نثار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ مال کسی کا
مسلمان نے مجکو اسقدر نفع ندیا جس قدر کہ مال ابو بکر نے ہان احسان ہدایت اور راہ بتلانیکا ابو بکر صدیق
پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ
مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھہ بدلا پس ثابت ہوا کہ یہ آیت
ابو بکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ
اَتْقٰکُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمہارا ہی معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق افضل امت ہین
انتہی مگر یہ شبہہ رہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابو بکر صدیق اورون سے اتقی ہین حضرت رسالت مآب سے
کیونکر اتقی ہوینگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ تفضیلیہ کی طرف سے وارد کر کے
دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی نہ پیغمبرون مین اسلیے کہ شریعت سے معلوم
ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اونکو سائر الناس پر اور سائر ناس کو اون پر
قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اس قسم کے الفاظ مخصوص
بامت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص ذکری سے قوی تر ہی جیسا کہ کوئی کہے کہ گیہون کی
روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہی اسلیے کہ وہ
معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین دانے اور غلے سے ہوتا ہی نہ نواکہ اور میوے سے اور
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یون بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اس جا
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابو بکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین ہووین
پس ابو بکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا الخ اب افضلیت
کا مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے نہ یہ کہ

که بعد زمانهٔ ابوبکر صدیق رض کے جو لوگ پیدا ہوونگے اون پر بھی فضیلت مراد نہین ہی اسواسطے
کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہی کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر مین سائر موجودین سے
کہ عمر و عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اونمین داخل ہین افضل و اتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام
متاخرین امت سے افضل ہین اور معلوم ہی کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہی لامحالہ ابوبکر صدیق
تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوے ایسے ظاہر و باہر مقامونکو طیر حاطیر عاکرکے اپنے
مقصود پر کسی گلون اور پچھلون کے حاشیہ خیال مین بھی نگذرتا ہوگا جمانا نہایت ہٹ دھرمی ہی
قولہ اور معلوم کیجیے کہ موضوعات مین علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ہی کتاب
الفتن مین ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول
ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین خلیفہ ایسا کہ نہین فضل ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند مین اوسکی
زکریا وقار اور شیخ اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن ضعیف ہین پیچھا کیا گیا ہی یعنی اعتراض کیا گیا ہی کہ یہ دونو
بری ہین اس ضعف سے کیونکہ آئی ہی یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف
مین ابن سیرین سے جواب کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہین ضعف سے حالانکہ آئمہ اس فن کی
تصریح کرتے ہین کہ مؤمل بن عبد الرحمن ضعیف ہی چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال مین موجود ہی
بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی نہین مفہوم ہوتی ہی ورنہ اوس عبارت مین تقریب تمام ہووے
اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہی ہی حدیث يكون في اخر الزمان خليفة لا يفضل
عليه ابوبكر ولا عمر عد من حديث ابي هريرة وفيه زكريا الوقار وشيخه مؤمل
بن عبد الرحمن ضعيف تُعُقِّبَ بانهما بريان منه فقد ورد بسند صحيح اخرجه
ابن ابي شيبه في المصنف عن ابن سيرين قولہ اب غور کیا چاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ
مین بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ مؤمل مذکور ضعف سے بری ہی کیا راوی ضعیف
کبھی کوئی حدیث صحیح نہین بولتا ہی کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی دوسرونکی روایت سے صحت کو
پہونچ جاتی ہی تو یہ کلمہ منتقض ہوکر وہ راوی ضعف سے بری ہوجاتا ہی و هل هذا الا العجاب
بلکہ مطلب یہ ہی کہ ان دونون شاگرد و استاذ کے ضعیف ہونے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث
بالکل بے اصل ہووے اور ابتداءً سہواً انھین سے سرزد ہوئی ہووے سو کہا کہ یہ دونون بری ہین

تحقیق قولہ ابن سیرین کا قول آخر زمانے مین ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ ابوبکر و عمر اوس سے افضل نہین ہین

اس بات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس توجیہ سے
اگرچہ عبارت موجہ ہوگئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ
قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو اسقدر
پونہچا کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے کہ راوی
اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف ہدیہ سالہ نے عجب کام نے
یعنی عیسی میان مہدوی ...
دیانتی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت کے ترجمے مین اسیقدر لکھا کہ
لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے تا کہ دیکھنے والے سمجھین کہ یہ وہی
حدیث ابو ہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نکہا کہ ابن ابی شیبہ جو
لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابو ہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی
کہ عن ابن سیرین قولہ اور اگر یہ عبارت سمجھہ مین نآئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی نہ دیکھی تھی کہ اوسمین
یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو سلمۃ عن عوف
عن محمد ھو ابن سیرین قال یکون فی ھذہ الامۃ خلیفۃ لا یفضل علیہ
ابو بکر و عمر و لیس ھذہ اول قارورۃ کسرت فی الاسلام یہ ایک شمہ ہی اونکی عادت کا
چنانچہ ابواب سابقہ مین معلوم ہوچکا کہ اونکے پیشواؤن نے کسقدر آیات و احادیث و عبارات
کتب منقول عنہا مین تحریفات کی ہین اور بے اصل اور موضوع حدیثین اپنے موافق لا کر قطعیات
سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہی قولہ اور واسطے
اسکے طریق دوسرا بھی ہی لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن مین انتہی جواب تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم سب طرق حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے جاتے ہو حالانکہ ایسا
نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابو بکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری
سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان مین لکھا ہی کہ اخرج نعیم من طریق
ضمرۃ عن محمد بن سیرین انہ ذکر فتنۃ تکون فقال اذا کان فاجلسوا فی بیوتکم
حتی تسمعوا علی الناس بخیر من ابی بکر و عمر الخ قولہ اور شیخ علی متقی رسالہ برہان کے
بارہوین باب مین لایا ہی اس ابن شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو اور صاحب عقد الدرر

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی حدیفہ کہتے ہین ہم کہ ہوگا اس
امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اس روایت کو امام ابو بکر دانی
رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین جواب ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہو چکی اوس مین عوف محمد بن
سیرین سے روایت کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ
جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف
کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابۂ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ
کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ وغیرہا کتب معتبرہ
حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ باب پنجم مین مذکور ہو چکین
اور آگے بھی آوینگی اور علی مرتضی سے بتواتر قطعی کچھ اوپر اسّی راوی کی روایت سے مروی ہونا
کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرا
اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم و شعور امور دین مین ہوگا وہ
بلا تامل جانے گا کہ قوت کسطرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے
سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جس وقت محمد بن سیرین نے
یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے بکمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا
اور طرہ یہ ہی کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی دوسرے ہین مہدی متنازع فیہ نہین
ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ
مقرر ست چنانچہ ذکر کردہ امام احمد بن عبد اللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار النیرین ست
بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی هریرة قوله صلی الله علیه وسلم لا تقوم الساعة
حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاه قال القحطان ابو الیمن قال المقدسی
اختلف فیه فقال ابن سیرین القحطانی رجل صالح وهو الذی یصلی خلف عیسی
وهو المهدی فلهذا ابن سیرین ذکر کرده المهدی من هذه الامة کہ ثم عیسی بن مریم
بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب مہدویوں کا قول ابن سیرین سے تفضیل مہدی فاطمی کی ثابت کرنا
مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی اور یہ سب ایک طرف رکھو خود تمہارے مہدی کے قول سے کہ جنکو

معصوم جانتے ہو لزوماً نکلتا ہی کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہو اسواسطے کہ افضلیت ہوا کہ تمہارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھہ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر کے بعد قلم تر کیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمہارے نزدیک مہدی افضل ہین ابوبکر صدیق سے تو بہ کشف اونکا خطائے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا اور مہدویت تمہارے اصول کے موافق غارت ہو گئی پس تمہاری برخورداری اور سعادت مندی اسمین تھی کہ اپنے بزرگ کو جھٹلاتے ـ اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ کہ اوتریگے عیسی ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوٹھا دینگے جزیہ یعنی ذمیون کو جزیہ لیکر اونکے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ یا قتل یا اسلام کا حکم فرماوینگے اور مہدویہ کے ایک سالہ مین دیکھنے مین آیا کہ خلیفہ چھ ہین خلفائے راشدین اور مہدی اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفائے راشدین کے کہ فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ کیف تہلک امۃ انا فی اولہا وعیسی فی اخرہا والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا بلکہ ابن عدی کی حدیث جو ہمنے شروع مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت رکھتی ہی نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین ایسا خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے مین خلافت حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اسپر لفظ وسط کا صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح آخرہا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکے اور عیسی آخر اوسکے اور قبل اوسکے ایک حدیث بروایت ابونعیم مذکور ہوئی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین خیر ہذہ الامۃ اولہا واخرہا اولہا فیہم رسول اللہ واخرہا فیہم عیسی بن مریم یعنی بہترین اس امت کے

اوّل والے اور آخر والے ہین اول والون مین رسول اللہ ہین اور آخر والون مین عیسی بیٹے مریم کے ہین پس مہدویونکو لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ خلاف اجماع مفرد جمہور کا اور اجماع مرکب کا نہوتا اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم نہ آتی اور شیخ محی الدین بن عربی کا کلام بھی اونکے مخالف نہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ مہدی ثناخوان ابن عربی مین سچے نکلتے مگر انھون نے مہدی کی افضلیت پر اونکی مہدویت کو فدا کر دیا اور مصداق اس کلام کے ہوئے شعر یکے بر سر شاخ بن می برید ❊ خداوند بستان نگہ کرد و دید ❊ بگفتا کہ این مرد بد میکند ❊ نہ با من کہ بر نفس خود میکند ❊ اور حیرت کا مقام ہے کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر حرام جانتے ہین تا کہ جس حدیث مین کہ کچھ حال مہدی کا مذکور ہے اور تعبیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی گئی ہے وہان جائے گریز باقی رہی اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر نکیا جائے یہان اپنے اوس قرار داد و اصول کے خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر کسطرح حمل کرتے ہین **قولہ** اور بعضے تاویل و توجیہ کیے ہین ان روایتون مین اسطرح سے کہ حضرت مہدی کے وقت مین فتنے اور حادثے زیادہ ہین اون فتنون سے جو خلافت مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوئے یہ فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثون کے ہے نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثین اور اجماع اس بات پر ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل الخلق ہین بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب برہان مین فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث بل اجر خمسین منکم مین تاویل کی گئی ہے ویسیٰ لفظ ابن سیرین مین بھی تاویل کرنا مناسب ہے اسواسطے کہ زمانہ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہووینگے اور تمام نصاری اوپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چونکہ اون سب کو اللہ تعالی اونکے ہاتھ سے دفع کرا دیگا اس سبب سے اونکو اس امر خاص مین فضل ہے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر نہ اس بات مین کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر رکھتے ہون اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی یہ تاویل کرنا اور اوس قول ابن سیرین کو ساتھ دوسرے ادلہ شرعیہ صحیحہ کے تطبیق اور توفیق دینا محض تبرع اور رعایت قائل کی ہے ورنہ بموجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہان تاویل کی کچھ ضرورت نہ تھی بلکہ کہہ دینا تھا کہ یہ قول ساقط الاعتبار ہے اسواسطے کہ کتب اصول مین مبرہن ہے

فائدہ: بیان اقوال صحابہ اور تابعین کا

کہ درمیان قوی وضعیف کے تعارض نہین ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف ہوتا ہی ساقط
ہو جاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہین ہوسکتی اور خبر واحد مشہور کی معارض
نہین ہوتی البتہ جب وخبرین برابر مرتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو وہان اگر ممکن ہوتا ہی تو اول توفیق
و تطبیق کرکے دونون پر عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہین ہوسکتی ہی مگر تاریخ معلوم ہوتی ہی تو اول
کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ایک کو ترجیح دیکر اوسی پر
عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ بن سکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونون کا ساقط ہو جاتا ہی کہ اذا
تعارضا تساقطا تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم اور
شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ بیان قول ابن سیرین کا اگرچہ بسند
صحیح مروی ہووے روبرو اجماع اور قول صحابۂ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام کے کیا رتبہ
رکھتا ہی کہ معارض و مناقض کہلاوے بلکہ قول صحابی بھی مقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جاتا ہی
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرونکے
واسطے مگر بایں تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت
کیا تو اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوسمین خلاف
کیا تو تقلید واجب نہین ہی بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کی راے کے مطابق ہو اوسپر عمل کرے اب
باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہوا خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا نہو
امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہین ہی اور ابو سعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی
اور کرخی کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضرور ہی جیسا کہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابۂ کرام
اونکے فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کر لیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور
مسروق بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین نکلا
ہو تو وہ مانند دوسرے مجتہدونکے ہین کہ تقلید واجب نہین ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہین ہی اور دلائل اہل
تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہین کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی مرد
تھے اور ہم بھی مرد ہین یہ سب چون و چرا اوسوقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جائے اس بات کے کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ ہوتے ہوئے قول محمد بن سیرین
تابعی کا سب پر ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم **قولہ** اب سمجھیے جیسا کہ تاویل ان روایتون کی
بعض سے ہی ویسا ہی یہ اجماع مین جو گذرا بیان اوسکا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تفسیر سے **جواب**
مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتون مین اگر تاویل نکرین تو بھی بسبب مخالفت قوی کے
اصلا قابل استدلال نہین ہین کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت مین اوپر متمسک ہو اور مقدمۂ ثانیہ
بہتان محض ہی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام مین نہ اجماع کا ذکر کیا نہ اوسکے تاویل کا
حرف زبان قلم پر لائے فقط اسیقدر لکھا ہی کہ اہل سنت وجماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت
سیجنبہا الاتقی مین ہی تمسک کیا ہی اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبرون کے
تمام امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کر کے واسطے علحدہ کرنے پیغمبرون کے دو تاویلین کین
کہ وہ جیسا کہ ہمکو مضر نہین ہین تمکو کچھ مفید نہین ہین چنانچہ مفصلاً مذکور ہو چکا بیان اجماع کا
کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہین آیات دلیل علحدہ ہین
اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہین اور اجماع دلیل برأسہ ہی البتہ تمنے اس اجماع مین باختلاف فرقۂ تفضیلیہ
جرح کی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے تجویز کیا گیا
اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علمائے اہل سنت نے کہا ہی کہ تمام صحابہ نے اوپر
افضلیت ابوبکر صدیق کے اجماع کیا ہی پس افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہی چنانچہ مذہب
شیخ ابو الحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہی اور حکایت اس اجماع صحابہ و تابعین
کی امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ نے کی ہی اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہی
یا مراد اوس سے فضل جزوی ہی باعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیر الانام کے یا مراد تفضیل
باقی امت پر ہی سوائے شیخین کے اور اگر بالغرض مراد فضل کلی ہی شیخین پر یعنی کثرت ثواب و عظمت
نفع اسلام اور ترس و تقوی اور قرب حضرت ذو الجلال کے بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی ظنی ہو جاوے
جیسا کہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہی تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہی
موجود ہی اور بہر صورت مین مہدویونکا دعوی نابود ہی **شعر** شادم کہ از رقیبان دامن کشان
گذشتی ٭ گو مشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد ٭ **تنبیہ** یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی حقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سبکے نزدیک
قطعی ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسبب متواتر ہونے
کے یا اجماع صحابہ سے بسبب غلاف ناصحین کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہو جاوے لیکن
بسبب متواتر ہونیکے کہ کچھ اوپر اسّی راوی ناقل ہین قطعی ہی یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا یہی
اقرار اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک جناب
مرتضوی معصوم ہین لامحالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہوگئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم ہین
اونکے نزدیک امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے
اونکے اعتقاد کے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ
مین ہی **قولہ** اور جیسا کہ صحیح حدیثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اوس
بات پر ہی اور یہ صاحب تاویل بھی قائل ہی اوسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور مین مذکور ہی **جواب**
اوسکا جواب قبل چند ورق کے گذرچکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہین جائز ہی
جواب اس مسئلے مین اختلاف ہی ایمۂ دین کا امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک
جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پونہچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر بکثرت ادلہ اور رواۃ
کے صحیح نہین ہی جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہی اور امام محمد اور امام شافعی اور امام مالک اور امام
احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہی اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہین
مگر یہ سب باتین اوسیوقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک رتبے کی ہووین مثلاً
ایک مضمون کی ایک حدیث ہی اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین ہین یا پہلی
کے تھوڑے راوی ہین اور دوسری کے بہت اس صورت مین شیخین کے نزدیک کثرت سے ترجیح
نہین ہوسکتی ہی اور جمہور کے نزدیک ہوسکتی ہی اور اگر دو دلیلین مختلف المرتبہ ہین تو بلا خلاف
اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی مؤید بکثرت
ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر کے
نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر
اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند کے بہت سے

اسباب ترجیح ہین یہان تک اختلافی اور اتفاقی ملاکر بعضون نے پچاس تک اور بعضون نے سو تک
پونہچائے ہین اور حدیث رسول اللہ کی قول صحابی پر بلاشبہہ ترجیح رکھتی ہی اور جہان حدیث نہو
تو قول صحابی کا اگر عقلی ہو ملحق بقیاس کیا جاتا ہی اور اگر عقلی نہو ملحق بسنت کیا جاتا ہی اور اجماع صحابہ
کا صراحۃً کہ جسمین سب زبان سے قبول کرین مانند آیت اور حدیث متواتر کے ہی کہ منکر اوسکا کافر ہوجاتا ہی
اور جسمین بعضے سکوت کرین اگرچہ ہمارے نزدیک قطعی ہی لیکن منکر اوسکا کافر نہین ہوتا ہی اور غیر صحابہ کا
اجماع جس بات مین کہ صحابہ کا اختلاف معلوم نہین ہی بمنزلہ خبر مشہور کے ہی کہ افادہ اطمینان کا کرتا ہی نہ یقین کا
اور جس بات مین کہ صحابہ مثلاً دو قول پر مختلف تھے اور بعد والون نے اونمین سے ایک پر اجماع کیا وہ
اجماع بمنزلہ خبر واحد صحیح کے ہوتا ہی کہ واجب العمل ہی نہ موجب العلم اور مقدم ہی قیاس پر اور اگر ان دو قول کے
سوا بعد والے تیسرا اپنا قول نکالین تو باطل ہی اسلیے کہ اون دو قول پر صحابہ کا اجماع مرکب تھا یہ خلاصہ ہی
تحقیق شرح حسامی اور نور الانوار اور شرح نخبۃ الفکر وغیرہ کا خلاصۂ کلام یہ ہی کہ ہمارے دلائل جو ہین یعنی آیات
صریحہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع جمہور صحابۂ کرام کا بلکہ تمام کا موافق رائے بعض کے افضلیت
امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر اور اجماع مرکب صحابۂ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و علی
رضی اللہ عنہما کے کہ ہر ایک دلیل اون دلائل سے بالاستقلال ثبت ہی ہمارے مدعا کی اور مبطل ہی
افضلیت مہدی کی اور تم لوگ اسکے مقابلے مین قول محمد بن سیرین تابعی کا لائے کہ اوسمین نام بھی
مہدی کا نہین ہی بلکہ مطلق لفظ خلیفہ کا ہی کہ محتمل ہی مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو یہان تمھاری
دلیل ہماری دلیل کے ہم رتبہ کہان ہی کہ قاعدۂ صدر جاری ہووے اور ہمکو کثرت ادلہ سے ترجیح
دینے کی کیا حاجت ہی بلکہ ہر ایک دلیل ہماری بسبب علو رتبہ کے تمھاری دلیل کے ابطال اور اسقاط
کے واسطے کافی ہی بلکہ اگر ہم کہین کہ تم محض بے دلیل ہو تو ہوسکتا ہی اسلیے کہ ادلہ شرع کے چار ہین کتاب
و سنت و اجماع و قیاس قول تابعی کا کچھ دلیل شرعی نہین ہی کہ اوس سے تم اتنا بڑا مطلب اعتقادی
ثابت کرتے ہو کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان قولہ اور جیسا کہ احتمال توجیہ و تاویل کا اوس
روایتون مین ہی ویسا ہی اس حدیث مین اقرب ہی آپ کہتے ہین ہم یہ حدیثین اور تاویل اونکی جو شاہ
عبد العزیز سے تفسیر مذکور مین مذکور ہین حدیث[1] یہ خبر دار کسیکو ابوبکرؓ پر مقدم نکرنا اسواسطے کہ وہ
افضل ہی تم سب کا دنیا اور آخرت مین حدیث[2] قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی

بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے حدیث سیّم آفتاب طلوع وغروب نہین کیا ہی بعد پیغمبرون اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے حدیث ہشتم حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی آب ظاہر ہی کہ ان سب حدیثون کی دلالت اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے اور ملنے مین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سب کا صاف دلالت کرتا ہی شق اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع وغروب نہین کیا کسی پر اور کسی کو پیدا نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور سوا ان حدیثون کے جو حدیث کہ اس مقدمے مین ہی اس معنی کا احتمال رکھتی ہی جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین باب مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ مین صحیح بخاری سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین میرے باپ کو کون آدمیون کا بہتر ہی بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمائے کہ تھے ہم زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو اور روایت مین ابوداؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابوبکر ہین الحاصل فضیلت جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کبھی دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہوسکتی ہی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالہ دوازدہ جواب مین حضرت علماء بالله عبد الملک سجاوندی عالم فرقہ مہدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مذکور ہین جواب اون روایتون کی توجیہ وتاویل کا سبب وبرکات ومرات معلوم ہوچکا اگر تاویل نکرتے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھین اور چونکہ اعمال بہتر ہی اہمال سے رعایۃً اور تبرعاً تاویل کردی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیسا کہ تمنے اس صحیح حدیثون مین کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کرکے اصول واجماع کو برہم کردیا اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن وحدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمہاری تاویل کا دو بات پر ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے یہ سراسر مخالف محاورۂ قرآن وحدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن وحدیث مین جبکہ مطلقاً خطاب طرف مومنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر اختصاص نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مومنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین ورنہ لازم

آوے کہ خطابات اَقِيمُوا الصَّلوٰةَ وَاٰتُوا الزَّكوٰةَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنىٰ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ فَاِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ان الله عزوجل اجاركم من ثلث خلال ان لا يدعوا عليكم نبيكم فتهلكوا جميعا وان لا يظهر اهل الباطل على اهل الحق وان لا يجتمعوا على ضلالة ولكني لست كاحد منكم اور سوا اوسکے اور ہزارہا خطاب مخصوص اوس عصر کے لوگون سے ہوجاوین اور تمام امت بعد کی نسبت خطاب حساب غیر مکلف ہجاوے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاوے گا دوسری یہ بات کہ ماضی کا صیغہ جس حدیث مین فقط اونہین لوگون پر دال ہے کہ پیدا ہوچکے ہین خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہون یا نہون اور بعد والے اوسکے مصداق نہین ہین حالانکہ قرآن وحدیث مین یہ محاورہ دائر وسائر ہے کہ ماضی بجائے استمرار کے آتا ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ٥ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور ایسی یہ بھی دائر وسائر ہے کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہین جیسا کہ اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ وَنَادٰى اَصْحَابُ الْجَنَّةِ اَصْحَابَ النَّارِ وَنَادٰى اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا الآيات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہے کہ جس چیز کے متحقق الوقوع ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہے وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہین اور مطول مین لکھا ہے کہ یہ مجاورہ کلام عرب مین خصوصًا کلام اللہ مین شمار سے باہر ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث محمد بن حنفیہ مین نہ لفظ ماضی کا ہے نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدۂ اختراعی مین داخل کردیا اوسکے الفاظ یہ ہین کہ محمد بن حنفیہ فرماتے ہین کہ مینے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ اي الناس خير بعد النبي صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر یعنی کون آدمی افضل ہے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا ابو بکر بھلا یہ بات کوئی اس نزدیک گوارا سے پوچھے کہ باب پنجم مین جو حدیث امام احمد کی مذکور ہوئی

کہ اوسمین یہ الفاظ ہین سید الکھول اھل الجنۃ وشبابھا بعد النبیین والمرسلین یعنی
ابوبکر و عمر سردار ہین بڈھون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان
کون سا زمانہ اور کونسا خطاب ہی او آوسی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہوئی کہ ان روح
القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح
القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمھاری امت کا افضل بعد تمھارے ابوبکر ہی یہان امت سے
بعض مراد ہین یا تمام اگر بعض ہین تو کونسا قرینہ مخصصہ مرجحہ ہی کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا
جاتا ہی اور اگر تمام امت مراد ہی تو یہ تمھارے مدعی مہدویت بھی اوسمین داخل ہین یا نہین اگر ہین
تو ابوبکر صدیق اونسے افضل ہوئے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین
تو ہمکو اونسے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہووے اور اسیکا
حدیث و قرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہی حکایت ایک روز مصنف اس رسالہ مردود سے کہ اپنی
تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر بگھر پھرا کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حدیث
نکالدیوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین و آخرین پر تب تو تسلیم کروگے کہنے
لگے ایسی کہان حدیث ہی مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ ھذان سید الکھول اھل الجنۃ من
الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون مہتر ہین کھول بہشتیون
کے اولین و آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کھول جمع کہل کی ہی اور صراح مین لکھا ہی
کہ کہل مرد میانہ سال اکتہال دوموی ہونا اور پنج فضائل مین فضیلت سید محمود مین مذکور ہی کہ اونکی داڑھی
مین سیاہی زیادہ تھی جب اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داڑھی مثل مہدی کے برابر دوموی
ہوکر حلیہ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دوموی تھے اور قطع نظر اسکے
تحقیق اسکی باب پنجم مین ہو چکی کہ مراد کھول سے اس حدیث مین سب برنا و پیر ہین اور یہ بھی مذکور ہو چکا
کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابویعلی اور ضیا اور طبرانی نے بطریق متعددہ روایت
کیا ہی القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے متحیر ہوکر اس طریق استدلال سے
گریز کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط مویدات ہین ہمارا مدار انپر نہین ہی

اصل دلیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جسکی مہدویت باخلاق نبویہ ثابت ہوئی اوسنے ایسا دعوی
کیا ہی محرر اوراق کو چونکہ اوسوقت انسے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے انکشاف مذہب کے اونکے
پیشواؤن کی کتابین اونسے بملایمت وصول کرے بخوف اس امر کے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو
طول ندیتا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سب دیان آسمانی مین اخلاق حسنہ سے
خارج ہی خصوصاً خداوند پاک پر جھوٹھہ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس
دعوی افضلیت کا صدق جزء اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوی کا
اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی
اور سواے اوسکے دوسری بداخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل ہفتدہم مین
گذرچکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتماد پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات
اس قوم مین حد وحساب سے باہر ہین اور بااین ہمہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل منجملہ
قطعیات وبرہانیات ہین جیسا کہ مصنف مذکور اس مقام مین سمجھے ہین کہ ہین مہدی کی افضلیت
حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کرچکا اسواسطے آگے اس بات پر کمر باندھے ہین کہ مہدیکو برابر ہم
رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی کہ با
آسمان نیز پرداختی مطلب دوم مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت وبزرگی مین
ہمسر وبرابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ وشرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ یہ ہین کہ
کہ منقول ہی ملک بخن رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام وبیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو امر اللہ
(ایک شخص پیشواؤن سے فروع مہدویہ سے ۱۲)
مراد اللہ ہی اتنی برابری دو محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین جواب مہدی حضرت
رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرا بھی ہوش وحواس ہین جانتا ہی کہ والد اور ولد کا ایک شخص ہونا
محال ہی پس بالبداہتہ حضرت رسالتپناہ اور مہدی دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انمین اتنی برابری پائی
ہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالت مین یہ برابری
روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا ناروا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ قدرت
الٰہی اور معجزۂ حضرت رسالتپناہی ہی کہ ہمارے الزام اور جواب دینے کے آگے ابتدا سے بحث مین
تم باطل قبیح پر ہونے کا اور ہم حق صریح پر ہونے کا تمھی سے اقرار کرادیا اوسپر علاوہ یہ ہی کہ کہتے ہو

کہ یہ برابری ناروا مہدی کے احکام و بیان سے پائی گئی پس اقرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس ناروا کا
حکم کرتے تھے اور ناروایات کا حکم کرنا خطاے فاحش ہے بیان معلوم ہوا کہ مہدی موعود نتھے اسواسطے
کہ تم بالاتفاق قایل ہو کہ مہدی موعود سے حکم مین خطا سرزد نہوگی کہ یقفو اثری و لا یخطی شان
اونکی ہی بیان خود تسنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قولہ** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی
بزرگ نہین ہے بجز خداتعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے بیان تو معلوم ہوا
کہ خدا کی بزرگی کچھ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور پنج فضائل مین لکھا ہے کہ مقام فراہ مین یہی
بزرگوار میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی مین اللہ ہون پروردگار عالمین کا
اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ مین بندہ ہون خدا فی الحال ہوجاتا ہے لیکن بندہ ہونا محال ہے انتہی شاید
مہدوی لوگ اس تعارض کی یون تطبیق دیوینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہے وہ اور ہے اور وہ خدا کہ مہدی
اور وہ ایک ہی اور وہ خدا کہ وہ بن جانا آسان ہے وہ اور ہین اسواسطے کہ انکے مہدی کے اعتقاد مین نئے
پرانے ملا کر بہت سے خدا ہین جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہے کہ مہدی نے شاہ نیک
سے کہا کیا پرانے خدا پر مقید ہوگئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدایے کہ تو
داری ٭ ہر لحظہ مرا تازہ خدایے دگرست ٭ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **قولہ**
اور حضرت نے فرمایا جب کہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہین تو برابر اونکے ہوتے ہین **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت
واسطے مساوات کے کافی نہین ہے بلکہ جز اخیر اوسکی علت کا زیادت مشقت ہے اور لفظ جب کا کہ دال ہے اس
بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہین ہوتی ہے پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہوگی لیکن مقام
مہدویت بھی اوسوقت جاتا رہتا ہے یا نہین اگر نہین جاتا ہے تو باوجود مہدی ہونے کے حضرت رسالت سے
کم رتبہ ہوتے ہین پس یہ کلیہ سابق خطا ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہے بجز خداے تعالی کے اور اگر
مہدویت سے اوسوقت معزول ہوجاتے ہین تو قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو ملا
کرین تو پانچ برس بھی کہ کمترین مدتون مہدویت کی ہے پوری نہین ہوتین بڑی خرابی یہ پڑتی ہے کہ
کہ اونکے اصحاب اور مرید اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا مین مبتلا رہتے
تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خداے پاک پر افترا ہے ویسی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار
اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہوکر سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا کہ اللہ تعالی مذمت فرماتا ہی اون لوگون کی جو وصف اپنے مین
نہوا وسپر اپنی تعریف وثنا ہونے کی خواہش رکھتے ہین اور یہ بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ حضرت
خاتم الرسالت کا کہ فائق ہی رتبۂ نبوت و رسالت محضہ پر اونکے نزدیک کسبی ہی کہ جب مشقت زیادہ کرتے
ہین تو حاصل ہو جاتا ہی پس اوسکے مستحق ہونے کا سبب بانشرط زیادہ مشقت ہوئی اور یہ مذہب اہل
ایمان کا نہین ہی بلکہ مشرب معتقدین فلاسفۂ یونان کا ہی جیسا کہ شرح مواقف مین لکھا ہی کہ رسول ہونے
کے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ پہلے خلوت مین بیٹھکر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع ہو جاوے اور
ریاضتین کرکے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی ہووی
جیسا کہ حکما کا زعم ہی بلکہ نبوت ایک رحمت اور عطاے الہی ہی کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہی جسکو
چاہتا ہی اوسکو اس رحمت سے سرفراز و مختص فرماتا ہی وَاللّٰہُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ اور
شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ حق یہ ہی کہ پیغمبرونکا بھیجنا لطف و رحمت الہی ہی کہ کیا تو احسان کیا اور اگر
نکرتا تو اوس پر کچھہ عیب نتھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الہی مین یہی مذہب و اعتقاد ہی اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہی کہ پیغمبر مین پہلے کچھہ استحقاق ہووے اور کچھہ اسباب و شروط اوس مین
جمع ہووین وَاللّٰہُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ انتہی اور انکار اسبات کا کہ مقام نبوت محنت اور مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہی کچھہ
نیا مقدمہ نہین ہی بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہی یہان تک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور کیسی ذی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل قتل کرتے
تھے چنانچہ اسی حادثے مین ۳۵۴ ہجری مین محمد بن حبان سا محدث کہ شاگرد نسائی کا اور استاد حاکم
کا ہی اور کتاب صحیح ابن حبان مشہور آفاق ہی مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین لکھا تھا کہ
النبوۃ العلم والعمل اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا اور ملاقات
اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کر دیا یہان تک کہ خلیفۂ وقت نے موافق فتواے علما کے حکم
قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذلك نفس فلسفي اور بعضون نے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکی کے کچھہ تاویلات بھی کین اور یہان تو عقائد الہیات و نبوات مین وہ
فسادات کی نوبتین جہ طرہی ہین کہ یہ بات اسکے سامنے ایسی ہی جیسا کہ نقارخانے مین طوطی کی آواز کوئی

کہانتک تاویل و توجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدیون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل و تحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھہ ذات مہدی کے چنانچہ آخر ملین عقیدہ کے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی **قولہ** اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام یک ذات ہین **جواب** شاید کہ اصحاب نے جب دیکھا کہ احکام و بیان مہدی سے وہ برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیز مین روا نہین ہی جیسا کہ گذرا توسب نے ملکر اپنے پیر بزرگ کی بزرگی
سنبھالنے اور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ برابری
ندکور روا نہووے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بوڑھے پرانے جمع ہو کے
مگر ایک کے بھی سمجھہ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایک ذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاے دنیا جانتے ہین کہ دو
جوہر کا ایک ہو جانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلًا یا بعضًا وضع اور
اشارے مین محال ہی ورنہ جائز ہو جاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سما جاوین
انتہی اور ایک ذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ ہر نسبت کے
واسطے دو طرفین اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایک ذات اور ایک شخص بولنا خطاے فاحش ہی اور
اگر مراد یہ ہی کہ انکے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبہ محبت کے حضور ذات رسالت مین اپنی
خودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہو گئے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہو کر اپنی ہستی کو
فنا فی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری و حکمی کہلاتا ہی اور مغایرت حقیقی
و نفس الامری اور تعین اور تشخص اور جزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور توئی و منی
و دوئی کا فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا اوٹھہ جاتا ہی جیسا کہ ماہرین اسمقام کے فرماتے ہین **شعر**
تو او نشوی ولی اگر جہد کنی ؎ جاے برسی کز تو توئی برخیزد ؎ اور بعضی کاملین اس مقام سے فرمایا ہی کہ
لو غاب عني رسول الله طرفة عين ما عددت نفسي من المؤمنين یعنی اگر حضرت رسالت
ایک پلک بھر مجھسے غائب ہو جاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام اعلی ہی کہ خدا لے
لایزال اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللھم ارزقنا بفضلك العظيم اور یہی گم
ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب و وصول حق ہی جیسا کہ کہا ہی **شعر** رو در وگم شو وصال اینست و بس

حاشیہ: احکام خدا اور رسول کو...

تو مباش اصلا کمال انیست وبس * پس اگر یہ مقام نفیس تمھارے مہدی کو نصیب تھا تو حضور حقیقت حضرت رسالت مین کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہین نیست ونابود وناچیز وگم ہو گئے تھے وہان العیاذ باللہ دعوی مساوات اور ہمسری کا دم مارنا اور اپنے تئین ہم پہلو اور ہم رتبہ جاننا کیا علاقہ رکھتا ہی یہ کیا لاف زنی اور نخوت اور شخاگستری نفس کی ہی درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب اور تواضع اور نفس کشی کا نام ہی حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قدسیہ مین وصیت فرماتے ہین کہ رباعی اندر رہ حق جملہ ادب باید بود * تا جان باقیست در طلب باید بود * در ہر دم اگر ہزار دریا بکشی * گم باید کرد و خشک لب باید بود * اور بعضے عارفون نے فرمایا ہی حقیقۃ الطریق ان تکون مفلسا ابدا وان تکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انک وصلت ما وصلت ومتی ظننت انک ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انک حصل لک حال لا حال لک خلاصہ اس کلام کا یہ ہی کہ جیسا سالک سمجھا کہ مین بھی کچھ ہون جاننا کہ وہ کچھ چیز نہین ہی البتہ بعضے کاملین نے بعض اوقات بامر الٰہی فخر ومباہات کی ہی لیکن نسبت اپنے اقران اور ہمعصر کے نہ نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے کہ مہتر اور بہتر تمام مکونات سے ہین حاشا وسبحان اللہ کوئی شخص بھی ساختہ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہی تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دایرۂ ادب سے پاؤن باہر نکالتے اور یون کہتے کہ شعر بلند رتبہ ازین خاک آستان شدہ ام * غبار کوی تو ام گر بر آسمان شدہ ام * انتہی یہ مراد اخیر کی اکثر تقریر منتخب ہی مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی رح سے کہ مجدد الف ثانی صاحب کو لکھا ہی قولہ ولیکن دلائل شرعیہ یہ ہین کہ بنا بر مسئلۂ دوم کے اصل دوم کو رسے ثابت ہوا کہ حضرت کا علم وحکم قطعی ہی اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر ہی کر کے بجز ظن وقیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہین ہی پس اس صورت مین حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان موقوف رہا جس قدر حضرت فرماوین اسیقدر اعتقاد مصدق پر فرض ہوا جواب معلوم رہا چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات پر ختم کیا اور مقدمے مین ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلون کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل مسائل اصل پر متفرع ہین بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب بیان تسویے کو ثابت کیا اسواسطے یہان فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تاکہ اہل
خرد سمجھین کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہان سے ثابت ہو گیا حاصل مسئلہ اول کا
یہ ہی کہ لمعات مین شیخ عبد الحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدی کا ہونا تواتر معنوی کو پونچا
اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت مین کفر ہی پس ظاہر ہی کہ انکار
جس چیز کا کفر ہی تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسئلہ دوم کا یہ ہی کہ جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا
کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہین سکتا مگر جب کہ حق تعالی اور
روح رسول اسکی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب اخذ علم کا حضرت رسالت اور
حق تعالی سے ہی اب اس دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہوگی پس تسویہ بھی کہ
اون اخبار سے ہی قطعی ٹھہرا انتہی اصل سخن یہ ہی کہ خبر خروج مہدی کی بعض علماے محققین کے
نزدیک خبر واحد ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی راے ہی اور بعضون کے نزدیک متواتر المعنی
ہی اور غرض انکی یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل قیامت کے
کسی نہ کسی وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مہدی ہرگز کسی وقت مین بھی نہ
آوینگے تو اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا کہے کہ حضرت نے مہدی کے آنے کی خبر ہرگز نہین دی ہی
تو حدیث متواتر کو نمانا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ
بخبر واحد بھی ثابت نہوئی کہ سنہ ۹۰۵ مین سید خان جونپوری کا فرزند خورد معروف بجھجو کا خسر سید محمود کا
باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام نے کسو نے ملک ملک لیا اور نہ صاحب
جہاد و غزا مہدی ہی تھا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہو جاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع
کرکے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکے مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات
کے ہین اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب حدیثین تمہارے مہدی جونپوری کی تکذیب و ابطال
کرتی ہین بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قریب بتواتر پونہچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمہارے
پیر و مرشد کے حق مین کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہو جاتا ہی اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول پر بناء الفاسد علی الفاسد
ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا تا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا
لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مہدویت کا علم واجب

اور بفرض محال اگر انھیین کی مہدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انھیں احادیث متواتر المعنی سے
انکو بھی اپنی مہدویت پر قطعیت حاصل ہو جاتی جیسا کہ دوسرونکو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم
الٰہی یا روح حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ یہ مصنف کہتا ہی کہ قطعی نہین ہو سکتا
مگر جب کہ حق تعالی اور روح رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہو پس جب کہ منصب اخذ علم کا جناب
الوہیت سے لازم نہوا ہر خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہوا پس خبر تسویہ بھی
کہ مخالف اجماع اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے ہی کیونکر قطعی ہوئی **قولہ سوال** عقاید اہل سنت
وجماعت سے یہ حکم ثابت ہی کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہین پہونچتا ہی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام
ولی ہین اب کسطرح برابر ہو سکینگے افضل انبیا علیہم السلام کے **جواب** ہان ہمارا بھی یہی اعتقاد ہی ولیکن
مہدی علیہ السلام علماے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کے پاس اس حکم مین داخل نہین ہین کیونکہ
علماے مستندین اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین باب مین مذکور ہی کہ فرمائے
ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے اور برابر ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور دوسری ایک روایت ہی کہ فرمائے کہ بتحقیق فضیلت رکھتا ہی بعض انبیا علیہم السلام پر لایا ہی ان دونون
روایتونکو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین انتہی اور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ
برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہی **جواب** تمام اہل سنت وجماعت صحابہ اور اہلبیت اور تابعین اور تبع
تابعین اور تمام اولیا و کاملین اور علما و مجتہدین زمانہ حضرت رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد
رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو
یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہی اور افضل ہونے کا کیا مجال ہی اور حضرت خاتم
الرسالۃ صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ تمام مخلوقات علوی وسفلی سے کہ خداے پاک کی
بارگاہ عالی مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ کروبی آن حضرت کے برابر قرب ومنزلت نہین رکھتا ہی وللہ در قائل
شعر یا صاحب الجمال ویا سید البشر + من وجہک المنیر لقد نور القمر +
لا یمکن الثناء کما کان حقہ + بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر + اور شیخ محی الدین بن عربی کہ
تمھارے مہدی جنپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہی اول لوح محفوظ
دیکھکر بعد قلم ترکیا ہی بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے مالامال ہین لیکن

تم لوگ اپنے مہدی کے کون سے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعوی تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھے شیخ اکبر کے اور نوشتہ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو اور ہر دو صورت مین تمہارے اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجہ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلی ہو جاتا ہی اور بعضے صوفیہ سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جب کہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی اوس سے امر و نہی الہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب باتین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا بتفصیل رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شرح مواقف مین ضمن دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا باطل ہی بالاجماع اور کسی کو احاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام پر باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھ شک نہین ہی انتہی اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر اجماع صحابہ نبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا با این ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے مہدیکو افضل انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ وعلیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ علماے محققین اہل سنت کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علماے محققین یہ اعتقاد رکھتے ہون بلکہ علماے محققین اہل ظاہر اور باطن بالتمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرۂ اہل اسلام سے نہین جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنی نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پھسل گئی ہی قدم بعضی قوم کا کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع کیے ہین اسبات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل بشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے تصدیق نہ ولی اور نہ کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے رتبہ اوسکا اور ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت انبیا کی کچھ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر کے ایسی ہی جیسے کہ تری کہ مشک دہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر نے تفوہ مز

بیان اجماع مسلمین کا اسبات پر کہ ولی درجہ نبی کو نہین پہونچتا ہی اور اقوال علما اور اولیاے امت کے افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا مین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

وتسلیم کا کمال سواے حبیب و خلیل علیہما السلام کے نہین پایا ہی اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور قرب
مین ہون اس کمال پر پہونچنے سے نا امید ہین آور ابو العباس نے کہا ہی کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی مراتب انبیا
کے ہین اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقون کے ہین اور ادنی مراتب صدیقون کے اعلی مراتب
شہدا کے ہین اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہین اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے ہین
تمام ہوا کلام تعرف کا آور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور الصدر سے
یہ ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہین ہو سکتا ہی اور اگر تمام خلق
جمع ہو وے اور معرفت اور علم اپنا جمع کرین کمال مصطفی کو نہ پہچانین اور اسکے پہچاننے کو پہچاننا مانند
تری سر مشک کے ہی کہ اوس تری سے اس قدر معلوم ہوتا ہی کہ مشک مین کیا ہی لیکن مقدار و صفات
معلوم نہین ہوتی اور اگر یہ تری نہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمین کیا ہی انتہی یہ علماے محققین اہل ظاہر و
باطن کے اقوال و اعتقاد ہین نہ جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو آور جواب روایات صاحب رسالہ کا کہ جسپر دعوی
کیا ہی کہ ان روایات کو علماے مستندین نے اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیا ہی یہ ہی کہ حاصل ان دو روایت
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابوبکر صدیق رض مین کو ہو چکی یہی ہی کہ تمام اولین
اور آخرین اہل سنت مین سے مہدویونکو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھ لگا ہی کہ اوسکے بعضے طریقون روایت
مین تفضیل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض مین بعض انبیا پر بھی مذکور ہی اور اس قول کو مخالف
اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر مہدویون نے اس قول ضعیف کو اپنے دین کا اصل
اصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین پر
اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہین بس مقدمے مین اور اجماع صحابہ وغیرہ مسلمین کو کہ دلایل قطعیہ
دینیہ سے ہی اس قول کے سامنے ترک کیا اب ان مصنف رسالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق قواعد
علم اصول کے سمجھتے ہین پوچھا جاتا ہی کہ یہ کس کتاب اصول مین لکھا ہی کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث و
اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہی کہ علماے مستندین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہی
اسواسطے کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے نعیم کی روایت کہ جس مین تفضیل علی بعض الانبیا ہی بیان
کرکے کہا کہ فی ھذا ما فیہ یعنی اس کلام مین جو قباحت ہی کہ ظاہر ہی پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی
روایت محمد بن سیرین سے کہ اسمین فقط فضیلت شیخین پر مذکور ہی لا کر کہا کہ یہ لفظ صحیح تر ہی پہلی لفظ

جواب روایات رسالہ مہدویون کا

سے اور میرے نزدیک دونون کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر خمسین منکم کی تاویل ہے یعنی
زمانہ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاری بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا ہوگا
کہ اسقدر آفات اور مصائب ما شیخین اور انبیا علیہم السلام مین پیش نآئے تھے اس سبب سے مہدی کو ان پر
ایک نوع کا فضل جزئی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب و تقرب الٰہی مین یہ اون سے افضل ہون اسواسطے کہ
احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی اور یہی
تقریر رسالہ برہان مین بھی ہے پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے با این ہمہ مصنف مذکور کے خیال مین آیا کہ
کچھہ تعرض اس روایات کا نہوا یہان تک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی اگرچہ
نسبت اوسکی ابن سیرین تک روایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوس مین اسقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت مین ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰ دونون پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکر رض مین گذر چکی پس اگر مراد عیسی علیہ السلام ہین تو کسیکے اصول پر
کچھہ اشکال نہین ہوتا ہے اسلیے کہ عیسی علیہ السلام من وجہ داخل امت محمدیہ ہین اور افضل ہین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے
چنانچہ یہی منقولہ شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہین تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ صاحب عرف
وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آوے گی یا وہ بشارت
کہ مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق مین دی ہے غلط ہو جاوے گی اور بطلان معصومیت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آوے گا اور روایت نعیم کہ جس مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر
مذکور ہے علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت احادیث
و اجماع کے جانتے ہین یا ماوّل جانتے ہین اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہین کہا اور قاعدہ مقررہ ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت
کو نہین ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونے کو نہین ہے علماے حدیث اپنی کتابون مین بہت سی حدیثین بلا
تعرض لکھتے ہین حالانکہ اوس مین ضعاف وغیرہ سب ہوتی ہین مگر بعضے محدث مثل ترمذی وغیرہ کے
کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کرلیتے ہین والبتہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ ضعف کو بھی بیان
کردیتے ہین اور بہت حدیثین اگرچہ صحیح ہوتی ہین مگر معمول بہ نہین ہوتی ہین کہ بسبب ثبوت نسخ کے

یا مخالفت دلیل اقوی کے اوس پر عمل نہین کرتے ہین پس روایت نعیم مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر یا
برابری ساتھہ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعضے ملاحدہ اور زنادقہ یا روافض سے ہی
کہ ایمہ طاہرین کو افضل انبیا و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے صادر ہوا ہی تو مراد وہی فضل جزئی
ہی کہ ناقلین نے بیان فرمائی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی
کہ یشبہہ فی الخُلق ولا یشبہہ فی الخَلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ نہونگے بیچ شکل وصورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین کہ مراد یہ ہی کہ جمیع
شکل مین مشابہ نہونگے ورنہ بعضی باتون مین ہمشکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث مین وارد ہی چنانچہ ابو داؤد مین
ہی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المھدي مني اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملؤ الارض قسطا
وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملك سبع سنین یعنی مہدی میری نسل و ذرّیت سے ہی کشادہ
پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہو گی ظلم و ستم سے مالک ملک رہیگا سات
برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہی کہ تشبیہ النبي في الاخلاق نہ معنی
برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین کس عاقل کے ذہن مین آوے گا کہ جب صحابہ کا اجماع
جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال افضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب افضلیت ابوبکر و علی پر ہو چکا کہ اوس سے
لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما سے نہین ہی چنانچہ
مہدی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابہ بنبوت کافر ہوتا ہی جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا با این ہمہ
محمد بن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے
خرق اجماع کر کے امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رض پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے
اوسیطرح یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ دال
ہین تفضیل انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہ تھین یا احادیث صحیحہ کہ نص صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین
مین اونکے گوش تک نہ پہونچی تھین کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے خلاف اختیار کرلے العیاذ
باللہ العظیم اب چند آیات واحادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین دلیل اول اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ
وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ یعنی اللہ تعالی نے چن لیا اور اختیار کیا آدم

فـ دلائل افضلیت حضرت سید المرسلین علیہ ... تفضیلات ... انبیا و مرسلین ... بیان کرتے ہین

اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر۔ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ آل ابراہیم اور آل عمران مین سے غیر انبیا مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر انتہی عالمین مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل مخصص کسی کے واسطے موجود نہین ہی پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہی کہ افضل کا افضل افضل ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم**

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ

یعنی ان پیغمبرون مین ہین نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی نے اونسے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کر دیے تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ کلام جنسے کیا وہ موسی علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیا سے اونکو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثیرہ افضل ہو گئے ظاہر ہی کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ایسی آیت باہرہ ہی کہ اگر کوئی آیت نہوتی سوا اسکے تو بھی سب انبیا کے معجزون سے افضل ہوتا چہ جائیکہ سوائے اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ متمم اخلاق اولین اور ہادی آخرین کے ہین ذات اقدس مین موجود ہون کیونکر رتبہ سب سے عالی ترنہو اور شیخ جونپور کے نقائص اخلاق اور معائب احوال ما قبل مین خصوصًا دلیل اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین بعض سے اور اجماع کیا ہی اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتدائے بحث سے یہان تک سنتے جائیے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کسی کی نہین سنتے کہ شعر صحبت مہدی ہر گشتہ تمام تن تناتن تن تناتن تن تناتن تناسو اس ترانے کے اور بہت سے دوہرے اور چھند انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چھند عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام کہ حضرت امام فخر الدین رازی نے اونہین دلیلین اس امر اجماعی یعنی افضل محمدی پر گذرانین کہ یہ چار دلیلین ما بعد کی اونہین مین سے ہین **دلیل سوم** فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی کا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کے واسطے ہوئے

تو لازم ہوا کہ افضل سب عالم سے ہو وین اور مہدی بھی اعلی علیین ہین دلیل چہارم کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ
اُخرِجَت لِلنَّاس یعنی ہو تم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیون کے اور امت کو
جو یہ بہتری اور خوبی حاصل ہوئی بسبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالی فرماتا ہی قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ
اللہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللہُ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالی
سے پس میری پیروی کرو خدا تمسے محبت رکھیگا یہانسے معلوم ہوا کہ مہدی کو جو کچھ مرتبہ ملے گا بسبب پیروی
و تبعیت حضرت کے ملے گا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے اُسکا مرتبہ کیونکر عالی ہوگا دلیل
پنجم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہین طرف جن و انس کے اور حضرت کے پیرو لوگ جس قدر ہین کسی کے
نہین ہین اور بموجب حدیث شریف کے کہ من سَنَّ سُنَّۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا
الی یوم القیامۃ یعنی جسنے ایک سنت اور طریقہ اچھا نکالا اوسکو اس طریقے پر آپ چلنے کا بھی ثواب
ملے گا اور جس قدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سب کے ثوابون کے برابر بھی ثواب اُسکو ملے گا
اب ثابت ہوا کہ اگلے مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھ ریاضت اور عبادت ظاہری اور باطنی کہ دونون مین
دعوی بکمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کر کے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی پہونچا اور سوا
اسکے بارہ سو برس مین مشرق سے مغرب تک جس قدر مسلمان علما و اولیا و ائمہ دین و جمہور مسلمین روم و شام
و مغرب و کردستان و بلاد مصر و حبش و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سند و دکن و ہندوستان
و ختا و ختن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلغار و داغستان و مکران و مازندران و جزائر دریاے شور وغیرہ مین
اعمال صالحہ بجا لائے ہین کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہین سب آنحضرت کے واسطے
موجب ترقی درجات کے ہین اسیواسطے حضرت جا بجا احادیث صحیحہ مین کثرت امت پر فخر فرماتے ہین
اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بیشمار کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہین جیسے کہ قطرے کو
دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھونڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہین اور بس سو وہ بھی بہتون سے سوا
چند فقیرون اور بیونکے جاج خوری و ظلم شعاری و دنیا داری مین مشغول ہو کر مر جاتے ہین کہ انکے مہدی کے
اقوال کے موافق بے ہجرت او ذکر دائمی کے انکا ایمان بھی صحیح کہان ہوتا ہی جیسا کہ باب اول مین معلوم ہوا
اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہو جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ مین اعمال صالحہ
سے آپ بھی محروم رہے اور اپنے مہدی کو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی دلیل ششم

الله سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کرو پس
فرمایا کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی اگر اس قرآن مین کچھ شبہ ہے تو اسکے مانند ایک سورت بنا لاؤ اور
سب سے چھوٹی سورت سورۂ کوثر ہے کہ تین آیت کی ہے پس ہر تین آیتین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز
کر دین اور چونکہ قرآن مین کچھ اوپر چھ ہزار آیت ہے پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین کچھ اوپر دو ہزار معجزہ ہوا قطع نظر
دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تھا حضرت کو ہزارہا معجزون سے
کیسا کچھ فخر حاصل ہوگا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین اسواسطے
کہ وہ اونھین کی قوم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہیں ہین بخلاف معجزات قرآنی کے کہ
جس وقت جسکا دل چاہے دیکھ لے اور جس سے چاہے مقابلہ کرلے کہ کوئی جن و انس ایسا کلام بنا نہین سکتا ہے
اور ظاہر ہے کہ خلعت جسقدر اشرف ہوگا صاحب اسکا افضل ہوگا اب سنیے مہدی متنازع فیہ کے
قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام مجھسے خداے تعالی
نے بے واسطہ فرمایا ہے مگر اس مطلب کی تقریر ایسے ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ بھی نکلتا ہے
اور عبارت خدائی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہے سو ہنستا ہے شاید خراسان کے سفر مین کہین کشمیر کے قریب
یہ عبارت بنی ہے کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہے وہ عبارت یہ ہے کہ سید خوندمیر انکے داماد و خلیفہ نے شرح
عقیدۂ شریفہ مین کہ جسکو مہدوی کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سے جانتے ہین نقل کی ہے
بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المهدي صلی اللہ علیہ وسلم علمت من الله
بلا واسطة جديد اليوم قل اني عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدي الزمان وارث
نبي الرحمان عالم علم الكتاب والايمان مبين الحقيقة والشريعة والرضوان
انتہی اب انصاف کرکے خود اور انکے خدا دونون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ ہے
کہ مین بلا واسطہ فرشتونکے خداے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدے
کے کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہے نہ اصل مقید کا یہ معنی نہیں سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ
واسطۂ جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہوجاتا ہے اور اس سے واسطۂ قدیم کے نفی نہ نکلے اب پوچھا جاتا ہے
کہ واسطۂ قدیم کون ہے اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور تمھارے
پاس ایسا کلام لائے کہ طلبۂ نحو خوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سواے جبرئیل کے کوئی

ف

دوسرا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کلام من اللہ نہین ہی ورنہ ایسا ساقط از نہ بلاغت سے کیون ہوتا اور مہدوی
اپنی کتابون مین تیس فرض بیان کرتے ہین اوسمین ایک فرض یہ بھی ہی کہ مہدی کو ہر روز بے
واسطہ تو تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اسی عقیدۂ خوندمیر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین
اس عبارت مین اگر لفظ نو لفظ واسطہ سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہوچکا اور اگر لفظ تعلیم سے
متعلق کرو تو یہ معنی عجب ہونگے کہ جدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ جدید کے بعد تاے
تانیث نہین ہی الف بھی سواے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت
تکلف و سخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت آسمانی کو دیکھا چاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت و ترکیب
سے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطاے لفظی و معنوی سے
خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب و الایمان مین بے موقع محض ہی عالم الکتاب بہتر تھا
علم کو عالم کا مفعول قرار دینا غلط یا پر تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر یا کتاب پر کسی پر بھی اچھا نہین
معلوم ہوتا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو بے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ
اور ایسی حال ہی مبین الحقیقت والشریعت و الرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضاے الہی ہین
تو حقیقت اور شریعت اوسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز درستی اسجاع کے بے معنی ہی اور اگر
مراد یہ ہی کہ مبین معنی لفظ رضوان کا ہون تو کچھ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ
کلام کسی درجہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس
کلام کو ساتھ کلام قرآنی کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھ حضرت رسالت کے
ہی اور نسبت کلامین مین یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلی درجۂ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغا کے نزدیک
ادنی درجۂ بلاغت سے بھی ساقط اور ہیچ ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب اور مفید معنی مقصود کو
موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنی درجۂ بلاغت
سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین **دلیل ہفتم** قال اللہ تبارک و تعالی
عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا یعنی قریب ہی کہ اوٹھاوے تمکو اے محمد رب تمہارا مقام
محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمۂ عسی کا جناب باری کی طرف سے واجب
ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمۂ عسی دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالی کسی کو طمع دیوے اور

امیدوار فرماوے پھر محروم رکھے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی
نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہی اور محمود اسواسطے کہتے ہین
کہ جب ایسی حالت اضطرار مین کہ اولین و آخرین اہل محشر بیقرار ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دیدینگے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دیوینگے تمام
اولین اور آخرین حمد وثنا مین آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی اور اعلی پر منکشف ہو جاویگا کہ جو قرب
ومنزلت حضرت کو درگاہ بے نیاز مین حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم کی
اسپر شاہد عادل ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی مین
سردار آدمیونکا ہون دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجھکو حاصل ہی اللہ تعالی اولین
اور آخرین کو ایک زمین پر جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہو جائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوویگی
کہ طاقت برداشت کی نرکھکر حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور
کہینگے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھہ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم مین
پھونکی اور ملائک کو تمہارے سجدے مین جھکایا اور بہشت برین مین تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے
رب کے پاس نہین کرتے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب
آج کے روز ایسا غضب مین ہی کہ نہ کبھی ایسا غضب مین ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجھکو تو ایک درخت سے
ممانعت فرمائی تھی مجھسے نافرمانی ہوگئی ہی نفسی نفسی مین اپنے نفس کی بخشائش کی فکر مین ہون کسی
اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہان سے بھی ایسی تقریر ہو کر
محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بدلالت ایک دوسرے
کے جاوینگے اور ہر جا سے اسی قسم کے عذر وحیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ السلام
کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رسول اللہ ہو
اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو یہ شرف ہی کہ تمہارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہین یعنی اگر تمسے بالفرض
کچھہ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہین دیکھتے ہین کہ ہم کس حالت مین مبتلا
ہین ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا مین پس آؤنگا نیچے عرش کے اور سجدے
مین گر رہونگا اور وہ حمد وثنا خدا تعالی میرے دل پر کھولے گا کہ کسی پر مجھسے پہلے نہین کھولا ہی اور حکم

ہوگا کہ ای محمد اوٹھاؤ سر اپنا مانگو دیے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائے گی پس مین سر اوٹھا کر عرض
کرونگا امتي یارب امتي یارب مین اپنی امت کو مانگتا ہون ای رب میرے الحدیث القصہ اگرچہ اصالۃ
امت کا سوال ہوگا مگر بطفیل اُنکے سب خلق کا راستہ نکلے گا کہ اس طپش و انتظار سے نجات پاکر ہر شخص اپنے
مقام کو پہونچیگا کہ الانتظار اشد من الموت کہتے ہین اُس وقت ایک عالم حضرت کی ثناخوانی مین مصروف
ہوگا کہ جان لیوے گا کہ اس جوش غضب الٰہی مین کہ کسی نبی مرسل اور ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
نتھی حضرت کا وہ جاہ و رتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدائے عالم کے پاس
یہ مقام و منزلت نہین رکھتا ہی جو کہ آپ کو حاصل ہی اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہی
مگر کسی مین یہ نہین ہی کہ خلق اس حالت مین جیسا کہ پیغمبرونکے پاس دوڑے گی مہدی کے پاس بھی
آئے گی یا کہ مہدی بھی حضرت کے ساتھہ مقام محمود مین ہونگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جانین
کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت اسکام کی نہین رکھتا ہی مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی
اس سبب سے کسی سے سوا پیغمبرونکے ملتجی نہونگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل
نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہی اور قطع نظر اسکے اونکو اوسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق
خدا کے اس حال زار پر رحم کرین یا متوجہ ہووین وہ اپنی کدخدائی کی فکر مین تنگ ہو کر رہے ہونگے چنانچہ پنج فضائل
مین لکھا ہی کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ہاتی پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا محمود
ہوگا اور گرد اسکے انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیا و شہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے
ہونگے اور دانت اس ہاتی کے اسقدر لنبے ہونگے کہ ان پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ
میدان حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہی گشت کر کے آگے ذو الجلال کے آکر نکاح اور جلوہ
ساتھہ بی بی مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر دو محمد شفاعت کرینگے انتہی
سبحان اللہ خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پر ہی اور مجمع اولین وآخرین سے
ایک کشاکش ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے مونہہ تک اور دوزخ کو
ملائک کھینچکر سامنے کر دیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہین ہو اوسوقت
ان بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت
اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسون کی فکر مین ہیبت الٰہی سے ڈر رہے

مہدی جونپوری کا سواری ہاتی پر میدان حشر مین نکلنا اور ... [illegible]

ہونگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہان یہ شادی اور فیل سواری اور کہان وہ حضرت **نظم** سینہ صافان اغم محنت کشان بیش از خود ست ✤ آب می نالد از ان باری کہ بر پشت پل ست ✤ بنی آدم اعضاے یکدیگرند ✤ کہ در آفرینش زیک گوہرند ✤ تو کز محنت دیگران بیغمی ✤ نشاید کہ نامت نہند آدمی ✤ طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت میں اوس عالم کے مرا کب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ مارواڑ یا پورب و دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا رنگ دیکھکر نوری بن گیا ہوگا غلط کہا نہین محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتون مین کہ خانہ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی یہی نام ہے اغلب کہ وہی ہو اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑ کر ہاتی کے اختیار کرنے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شادی ساتھ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہے اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت کے تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اور اسیواسطے تمام مہدویونکو دانتون پر سوار کیا تا کہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر براے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا یہان ہر چیلہ اور بالکا آج عاج پر سوار ہے کہ نخوت فرعونی اوسکے سامنے نگونسار ہے علاوہ یہ کہ دیلمی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کردیگا میرے ساتھ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی کبیر مین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجہ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہے پس یہ دونون بیبیان مہدی جونپوری کی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے کہ ازواجہ امہاتہم یعنی جوروان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپور کو اپنی مان کے ساتھ نکاح کسطرح حلال ہو سکتا ہے کہ یہ ٹھاٹھہ شادی کا باندھا جاتا ہے نعوذ باللہ من سوء الفہم اب اس خرافات کو چھوڑ کر دلیل ہشتم کا بیان کیا جاتا ہے

دلیل ہشتم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع رواہ مسلم وابوداود یعنی فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے مین نکلونگا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامہ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے کہ
اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے
جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیساکہ ابراہیم علیہ السلام پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بلاشبہ
افضل ہونگے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہی پس آدم بھی داخل ہوئے اسیواسطے
حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی کہ پیغمبرون مین
ایک کو دوسرے پر تفضیل ندیو اور مجھکو موسی پر تفضیل ندیو اور کسیکو لائق نہین ہی کہ کہے مین یونس
ابن متی سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرحسے ہی ایک یہ کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو
ابھی معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہی
تیسرے یہ کہ اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص اور بےادبی ہووے چوتھے یہ کہ
اوس تفضیل سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین
ہی بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا تو ضرور
ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ و وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ
عَلَىٰ بَعْضٍ والیل نہم عن ابي سعيد رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انا سيد ولد ادم يوم القيامة ولا فخر وبيدي لواء الحمد ولا فخر وما من نبي يومئذ
ادم فمن سواه الا تحت لوائي الحديث رواه الترمذي یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان نعمت
الٰہی کا کرتا ہون یا کہ مامور ہون اس امر کے اظہار کا تا کہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھ اور
تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہوگا کوئی پیغمبر اوسدن آدم اور سوائے
آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے
دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس روز سیادت اور سرداری آپ کی بے خلاف اور بلانزاع ظاہر ہوگی
بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور فجار اسمین دعوی نزاع بھی رکھتے ہین جیساکہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ
اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالی ہی اور ملک

سب وسیکا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازاً اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین وس وزیہ نسبت بھی منقطع ہوجاوے
گی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب اہل سنت کا
یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین اور شیخ محمد
صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل دہم** عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال فاكسى حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم
ذالك المقام غيري رواه الترمذي يعني فرمایا خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنایا جاویگا
مجھکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوقات
الٰہی مین سے سواے میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اب غور کیجے کہ شیخ جونپور بھی مخلوقات الٰہی مین سے
ہین اونکو بھی یہ مقام میسر نہوگا **دلیل یازدہم** عن عبد الله بن عمرو بن العاص رض ان رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى
علي صلوة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي
الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة
رواه مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالت مآب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ
کہتا ہی پھر بعد اذان کے درود بھیجو مجھپر اسلیے کہ جو شخص مجھپر ایکبار درود پڑھتا ہی اللہ تعالیٰ اوسپر دس بار رحمت
بھیجتا ہی پھر مانگو اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت مین کہ نہین لائق ہی
مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہوؤن پس
جو شخص کہ مانگے گا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ عماد الدین
بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر عرش
کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسکو درجۂ رفیعہ اور بعضے فضلیہ بھی کہتے ہین اور بعد ایک
ورق کے اوسمین ہی کہ قول اللہ تعالیٰ کا طُوبیٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ طوبی نام ہی ایک درخت کا
کہ اوسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھہ سے بویا ہی زیور اور لباس اوس مین اوگتے ہین اور شاخین اوسکی
دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین ہی اور ہر
مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پہنچی ہی تاکہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

ے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہو حضرت کو وہ سب حاصل ہی اسواسطے کہ
ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس نے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب کسی
دوزخی کو ہی ابلیس اوس مین شریک ہی انتہی یہ اشارہ ہی طرف اوس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے
روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے من دعا الی ہدی کان لہ من الاجر مثل اجور من
تبعہم لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا و من دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل
اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اثامہم شیئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے اوسکو
اوسکے پیرون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھ اونکے ثواب کم ہوجاینگے اور جسنے کہ بلایا طرف گمراہی کے
اوسپر اسکے پیرون کے برابر گناہ ہوونگے اور یہ بات کچھ اونکے گناہ ہون کو کم نکرے گی یہ بھی ایک دلیل قوی ہی
افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت محمدی وغیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات مین مجتمع ہو
اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہوچکی ہی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ آیت
وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ یعنی جو شخص کہ اطاعت کریگا خدا و رسول کی وہ اون لوگون کے ساتھ
ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین اور صحیحین کی حدیث
کہ انت مع من احببت یعنی تو اسکے ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور سوا اسکے اور احادیث
اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبرون کے
ساتھ ایک درجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل و مفضول اور خادم و مخدوم برابر ہوجاوین
کہ یہ ہرگز جائز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت مین اسوضع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی
اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب
اور پردہ اوٹھ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کرسکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے **دلیل دوازدہم**
عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ کنت
امام النبیین و خطیبہم و صاحب شفاعتہم غیر فخر رواہ الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت
اونکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع امت اور بمقتضاے آیت اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا الایہ کے افضل ہین بنی آدم
بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہین سب سے دلیل سیزدہم عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا
خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایسوا الکرامۃ
والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف
علیّ الف خادم کانھم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواہ الترمذی والدارمی یعنی فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب آدمیون سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے
اور مین آگے ہوکرکے چلونگا اونکو جب کہ خداے تعالی کے پاس آوینگے اور مین انکی طرف سے خطبہ
خوانی اور معذرت خواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہوکر چپ ہوجاوینگے اور مجھسے شفیع ہونے کے
خواہان ہونگے جسوقت کہ میدان موقف مین روکے جاوینگے اور مین خوشخبری سنانے والا ہونگا
جسدم کہ نا امید ہوجاوینگے کرامت اور کنجیان اوسدن میرے ہاتھہ مین ہونگی اور نشان حمد کا اوسدن
میرے ہاتھہ مین ہے اور مین بزرگتر اولاد آدم کا ہون اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف
ہزار خادم مانند انڈون صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیون بکھرے ہوے کے دلیل چہاردہم
انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیھا ومعی فقراء المؤمنین وانا اکرم
الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب سے اول
حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کھولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا مجھکو اوسمین
اور میرے ہمراہ فقراے مومنین ہونگے اور مین اکرم وافضل اولین وآخرین کا ہون اللہ تعالی کے پاس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہے ایک بڑی حدیث کا کہ ترمذی ودارمی نے
روایت کی اور مشکوۃ مین بھی موجود ہے اسقدر آیات واحادیث مسلمان باایمان کے واسطے کافی ہین
اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سوائے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی بروایات مختلفہ کتب حدیث
مین موجود ہین کہ اگر سب کے راویون کو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی ہوجاتا ہے غرض کہ یہ بات
کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہین بعد کوئی آدمی اولین وآخرین مین حضرت کے
رتبے کے برابر نہین ہے باحادیث متواتر المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہے اور باجماع اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی ہے

ثابت ہی بلکہ خاص صحابہ حضرت کے اسپر ترقی کرکے حضرت کو تمام اہل زمین اور اہل آسمان سے بھی افضل
جانتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت دارمی کے عبداسد بن عباس رضی اسد عنہما سے ہی
کہ فرمایا انھون نے کہ ان الله فضل محمدا صلى الله عليه وسلم على الانبياء وعلى اهل السماء الخ
یعنی تحقیق اسد تعالی نے فضیلت دی ہی محمد صلی اسد علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبرون پر اور اہل آسمان پر اور پیغمبر تو
سب بنی آدم سے افضل ہین باجماع اور بآیت مذکور الصدر پس آنحضرت سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ
مہدویہ عجب قوم ہی کہ کتابین انکی بھری ہین اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور مہدویکے اقوال کوئی
مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہین ہین حالانکہ صدہا باتین انکی مخالف اجماع اور نصوص قطعیہ ہین چنانچہ
مقامات گذشتہ مین بخوبی ظاہر ہوچکا اور آگے بھی انشاء اسد آویگا **قوله** اور پھر یہ حکم عام ہی نور الانوار مین مذکور ہی
کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اسد علیہ کا ہی کہ ہر عام ظنی ہی کہ اُس سے کوئی نکوئی فرد خارج ہی اگرچہ ہم واقف نہوین
پس عام واجب کرتا ہی عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس کے انتہی ہان امر اختلافی ہین المجتہدین
ظنی ہی بالاتفاق اب بنا براس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی **جواب** اگر یہی مطلب امام شافعی کا ہی جو کہ
تم سمجھے ہو تو تم کو لازم ہی کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ کونسا فرد مخصوص ہی اور امام شافعی رحمۃ اسد علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہی سوائے تمہارے
کوئی ادنی مسلمان بھی نکہیگا کہ کسی شی کو اسد تعالی نہین جانتا ہی یا کوئی چیز آسمان و زمین مین ایسی ہی
کہ اسد سبحانہ اُسکا مالک نہین ہی تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا حقیقت حال یہ ہی کہ میان مہدوی
نے اپنے مطلب کی دُھند مین اندھا دھند کرکے غلط بحث کردیا **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ورنہ اگر ذرا بھی تامل کتابون اصول مین مانند تحقیق الحسامی وغیرہ
کے کرلتے تو صاف معلوم ہوجاتا کہ ہر عام مین خلاف نہین ہی بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم
نہین ہی اسکو اکثر شافعیہ اور مالکیہ اور بعضے ہم مین سے جیسے امام ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند
ظنی کہتے ہین اور ابو الحسن کرخی اور ابوبکر جصاص اور مشائخ عراق اور عامۂ متاخرین قطعی اور یقینی
جانتے ہین اور جس جگہہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہی کہ یہان اس عام کے جمیع افراد مراد ہین اور کوئی فرد اسکا
اس حکم عام سے مخصوص و خارج نہین ہی اسکو یہ سب اہل سنت بالاتفاق یقینی اور قطعی جانتے ہین
اور اسی عام مدلل کو کلیہ ما من عام الا وقد خص منه البعض سے مخصوص کرتے ہین گرنہ

وہ کلیہ خود اپنے نفس کا مبطل ہو جاوے اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس عقیدۂ عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن و حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے جواب مین مذکور ہو چکے کہ سب دال ہین اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص نہین ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام کو نہین پہونچتا ہی پس یہ حکم عام سب شافعیہ و حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا درمیان مہدویہ کا ظن فاسد نکلا **قولہ** اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ مین مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہین مامون ہین خوف خاتمہ سے مکرم ہین وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام وارشاد انام سے انتہی یہان یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہین شرع شریف مین بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح درمختار مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کے مقام مین مذکور ہی کہ تحکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شرع پاک محمدی ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ تحکم کرتے انمین مگر موافق حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہین داخل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم مین **جواب** خلاصہ کلام طحطاوی کا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام مین خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدیکا نہین ہی بلکہ ہر حاکم عادل و ہر قاضی منصف کے ساتھ کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبرا قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللہ علیہ ملکا یسددہ

یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہین اور جسکو بہ جبر و اکراہ کسی نے قاضی بنایا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہی اور احکام مین خطا سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویوں کے مذہب مین ویسی فرشتے کے اوترنے سے آدمی پیغمبر ہو جاتا ہی تو مہدی جونپوری کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو شاید یہ لوگ اپنے مذہب کے انبیا بناوینگے بلکہ توریت شریف مین لکھا ہی کہ قاضی برحق کے ساتھ یعنی اوسکے دائین و بائین فرشتے رہتے ہین

کہ اسکو احکام ہین ہدایت اور راست بتلاتے ہین او تعلیم فرماتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہی اب منطوق اس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہی یہ قاضی و فرشتے والا کچھہ مہدی
جونپوری سے بھی پہلے درجے پر ہی اب شاید کہ میان مہدوی اسکو دوہرا پیغمبر جانینگے اور اپنے مہدیکو
اکہرا پیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہی کہ مہدی معصوم ہین
مامون ہین خوف خاتمے سے مکرم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام اور ارشاد
انام کے اور کیسے مونہہ بھر کے کہہ دیا کہ یہ سب اوصاف مہدی کے لیے ثابت ہین شرع شریف مین وہ کونسی
تمھاری شرع ہی کہ جس مین یہ سب اوصاف مہدی کے واسطے ثابت ہین اس شرح درمختار کو جو شرع
بنایا تھا اسمین تو ان مین سے ایک بات بھی مذکور نہین ہی اور فرشتے کے نازل ہونے سے فرشتے
کا مشاہدہ لازم نہین آتا ہی **قولہ** سوال اگر یہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اب یہ بات مخالف ہی
کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہی جواب طحطاوی کے
مقام مذکور مین مذکور ہی کہ لیکن حدیث کہ نہین ہی وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل ہی اصل ہی ہان
حدیث ثابت ہی کہ نہین ہی نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ صاحب
شرع جدید ہو جو منسوخ کر دیوے اس شرع شریف کو انتہی اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ معنی
کتاب و سنت و اجماع کے بھی علماے اہل سنت و جماعت کے پاس یہی ہی کیونکہ یہ تینون ایک معنی پہ
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہوکر نہین مخالف ہی
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نہ نبی
متبع ہان حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہی **جواب** غرض کج فہمی کا
علاج نہین ہو سکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پہ ہاتھہ ڈالتے ہین ایسا مطلب اُس سے نکالتے ہین
کہ مصنف کی روح کو بھی اُسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ آج تک
اپنے دل کا حال در پردہ رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے مکنون
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانون کو پیغمبری جونپوری سنکر
وحشت نہووے افشاے راز نہین کرتے ہین ورنہ پیغمبری کیا پیغمبر وہ سے اونکو افضل جانتے ہین

ظاہر بیان نے صاف دعوی کیا کہ مہدی جونپوری نبی تھے

چند روز کے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے میںنے اونسے کہا کہ تم لوگ
اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہیں
بندے نے یہی مقام اس کتاب کا دکھلایا نے تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ
نہ سمجھے کہ اس بیچارے نے کیا کیا تمہارے سب بزرگواروں نے جیسا مہدیکو برابر و مساوی حضرت
خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا
چہ جاے دوسرے انبیا کی اور ہر کہ و مہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدیکا جاری رہتا ہی آمدم بر سر مطلب کہ علماے
اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہیں جانتے پس تمہارے مہدی جعلی کو کیا مانتے
ہیں اور طحطاوی کا مطلب یہ نہیں ہی جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب ذخائر مہمات سے اور اونے
صاحب اشاعہ سے اور اونے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ
سے نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ بعضے جاہل حنفی جو اعتقاد رکھتے ہین کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہی اور جو حکایات اس مقدمے مین وضع کی ہین وہ
بالکل خطا و ناحق ہین اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہین جو شخص انکے سلب نبوت کا
قائل ہووے وہ کافر ہی یقینا جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہی اسواسطے کہ پیغمبروں سے وصف
نبوت نہیں جاتی ہی نہ حیات مین نہ بعد ممات کے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف مین صاف لکھا ہی
کہ عیسی علیہ السلام ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اسصورت مین
راجح یہ بات ہی کہ سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ بے واسطہ سیکھینگے یا بطریق وحی
اور الہام کے اونکو پہنچیگی اور حدیث لا وحی بعدی کی باطل و بے اصل ہی ہان لا نبی بعدی صحیح ہی
لیکن معنی اسکے علما کے نزدیک یہ ہین کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پر بعد نازل ہونیکے وحی آنا حدیث
نواس بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوسمین یہ ہی کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازہ شرقی مقام
لُد کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کیطرف وحی بھیجیگا کہ مینے اب اپنے ایسے بندے
نکالے ہین کہ تمکو اونسے مقابلے کی طاقت نہیں ہی تم اپنے لوگون کو طور پر لیجا کر محفوظ رکھو الخ پھر ظاہر
بلکہ یقینی یہ ہی کہ وحی لانیوالے طرف عیسی علیہ السلام کے حضرت جبرئیل ہونگے اسواسطے کہ یہ خدمت

اونھین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے کے
واسطے یہ خدمت ثابت و معروف نہین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمین پر نہ اترینگے بے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہی اوسکی موت کے
وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اُترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے
مانع ہونگے انتہی آپ اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لانبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی ہی
کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرمانا حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی
نہوگا باین معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی اور الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت
محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور یہ مراد علماے
اہل سنت کی نہین ہی کہ سواے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہووے
اور اُسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمیت مآب کے ملے سُبحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ
اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر
من نُبّیَ یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم و منقطع ہوگیا اور جو کہ حضرات
کے ظہور سے پہلے نبوت پا چکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ بوصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین ہی
البتہ کسی نئے شخص کو یہ وصف بعد حضرت کے ملنا جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین محال ہی بالاجماع کہ کلام
الٰہی مین کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذلك علوا كبيرا **قولہ** اور بعضے فارسی شروح فصوص الحکم
مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت و رسالت بتشریعی اشارت ست بآنکہ نبوت و
رسالت غیر تشریعی میباشد و آن اینست کہ متعلق باشد باظہار حقائق الٰہیہ و اسرار غیوب و ارشاد عباد
وغیر ذلک من غیر ان تیعلق بالتشریعی اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی
حقائق کے ہی کہ قریب مذکور ہوگا **جواب** نہ مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال
ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہوتے رہینگے جیسا کہ مہدوی سمجھتے ہین بلکہ شیخ اکبر کی
اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان انبیا غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہین
اور مثل مشہور ہی کہ لامشاحة فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع و بحث نہین ہی جسکا
دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیاے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

اس بات کو فتوحات مین جابجا بخوبی واضح وشروح کردیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے
ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہووہ وحی ایک
شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خداے تعالی کی عبادت کیا کرے اور اگر
اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہووے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا دو طرح
پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پر وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑکر کان پر یا بصر وغیرہ قواے حساسہ پر
القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھہ وغیرہ قواے حسی سے بھی حاصل ہوجاتا ہی
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند کردیا گیا اب کسیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی شریعت
ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے یہی شریعت محمدیہ پر حکم کرینگے اور
عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالی نے ایک رسول
مکرم پر ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرحکا حشر ہوگا پیغمبرون مین رسول ہوکر محشور
ہونگے اور ہمارے ساتھہ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوکر محشور ہونگے اور الیاس بھی اسی مقام
پر ہین لیکن حالت انبیاء الاولیا کی اس امت مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور مظہر محمد اور
مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیل مظہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام مشروعہ خطاب کرتا ہی اور
اوس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھہ لیتا ہی اور علم یقین حاصل ہوجاتا ہی
پس یہ ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام وایمان واحسان کا مذکور ہی
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور
اس ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا پس یہ لوگ انبیاء الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جداگانہ
انکو حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی بصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے
شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ
اونکو کشفا ثابت ہوئی ہین کہ فقہا وعلماے رسوم کے نزدیک وہ بسبب گربڑ راویون کے اور طرح پر
پہونچی ہین نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پر مطلع ہوتے ہین اون پر رد نہین کرتے
ہین اور نہ دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصا
اور فتوحات کے تہترویں باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیاء اللہ کے

اور بیان مین اون مسائل کے کہ اونکو کوئی نہین جانتا سواے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے
مین ایسے ہوتے ہین کہ جیسے انبیا زمانۂ نبوت مین ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کہ منقطع ہوگئی ہی وہ نبوت تشریع ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت
کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے گا اور یہی معنی ہین فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت
منقطع ہوگئی اب کوئی رسول ہی نہ بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند ہوگیا اور نہ
حضرت عیسی علیہ السلام کا اترنا بالاطلاق محقق ہی کہ وہ اتر کر ہماری شرع پر حکم کرینگے نہ شرع جدید لاوینگے اور نہ اوس
شرع پر چلاوینگے کہ پہلے جیسے بنی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد یہ ہی کہ میرے بعد نبوت
تشریع نہو گی اور اسی مرتبۂ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح مین اختصاص بولتے ہین اور اسیکو غیر کسبی
کہتے ہین اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہین اونکی مراد اوس سے یہی ہی کہ اللہ تعالی کے پاس بندے کو ایک مرتبہ ملے کہ نہ اوسمین اوسکی
ذات کے واسطے تشریع ہو نہ دوسرونکے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا اطلاق اس مقام والے پر اسواسطے
چھوڑ دیا کہ لوگونکو دھوکا نہو اور نبوت تشریع نہ سمجھین جیسا کہ بعضے لوگونکو دھوکا ہوگیا کہ بولتے ہین
کہ امام ابو حامد غزالی کیمیاے سعادت وغیرہ مین اکتساب نبوت کے قائل ہین معاذ اللہ کہ ابو حامد سواے
مذکور الصدر کے کچھہ اور ارادہ کیے ہون انتہی ملخصا اور ایکسو چھپنوین باب مین فرماتے ہین کہ نبوت بشریہ
دو قسم پر ہی ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے مین فرشتے کا واسطہ نہین ہی بلکہ من جانب اللہ کچھہ اخبار اور تجلیات
اسکے دل پر وارد ہوتے ہین کہ کچھہ تحلیل اور تحریم کا حکم اوس مین نہین ہوتا ہی بلکہ معرفت الہی اور تصدیق
احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہی الی غیر ذالک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہی نہ متبوع و حاکم اور اس قسم کے
اولیا جو اس امت مین ہوتے ہین اونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہی بموجب فرمانے حضرت کے کہ
مَن سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ مین موجود ہو اور کسی حلال کو حرام
یا حرام کو حلال نہ ٹھہراوین جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان کے اور ہر حدث صغیر و کبیر کے ساتھہ
طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور باطہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے دو رکعت پڑھنا
اور ہر ادب مستحسن کہ شارع نے اوسکو معین نہین کیا ہی ان لوگون کو اسکی تسنین اور ترویج درست ہی اور اوسپر
عمل کرنے والون کا اجر ان کو ملے گا مگر حکم البتہ اور قطعی پیدا نہین کرسکتے ہین اور قسم ثانی نبوت بشریہ
کے وہ لوگ ہین کہ مانند تلامذہ کے روبرو ملک کے ہوتے ہین کہ روح امین انکی ذات کے حق مین اونپر

شریعت لیکر اُترتے ہین اور اُسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور اونکو
رسولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کا
کچھہ اثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل و اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین نہ کشف و وحی الٰہی سے
اور صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصا آور باب ایکسو انسٹھہ
مین فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جسکو اُسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین وہ
نبی ہی اور اگر دوسرونکو بھی وہ حکم پونہچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کے واسطے
کچھہ حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اونکے
پونہچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول
ہونا اور انکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول
رسول اللہ بولتے ہین بعضے نے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت
کہ منقطع ہوئی وہ اترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی لیکن القاے
بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور الہیٔ
اولیاء اللہ کے دل پر قرآن اوترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن فرق انزالی شئ دیگر ہی
چنانچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا رحلت نکی انتہی ملخصا
آور باب تین سو تریپن مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالی کی طرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ
راستہ وحی کا ساتھہ وفات رسول خدا کے منقطع ہوگیا اور وحی قبل حضرت کے تھی ولقد اُوحِيَ
اِلَيكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر الٰہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی
ہوگی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا اور اس
الہام مین کچھہ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار الٰہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی
ہوتا ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین
اور بروئیت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور روئیت بصری سے نہین دیکھتے
ہین انتہی ملخصا آور باب تین سو چونسٹھہ کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعض
مانند امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے ادھر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی اور ولی کے اترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولایت
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل نہوا
تھا بلکہ فرق منزل بہ مین ہی نہ نزول ملک مین اسواسطے کہ جو باتین کہ انبیا اور رسولون پر اوترتی ہین
وہ اور ہین اور اولیا پر جو اوترتی ہین سو اور ہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہی او پیغمبر کی اتباع اور
بعضے احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی راہ سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی صحت
وسقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی یہان
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت اور اہل فوز سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآیہ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
الآیۃ اور زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور اگر قول نزول ملک کا اونکے اول والون یا معاصرون سے اونکو پہنچا
ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصا کتاب مذکور مین یہ مطلب بہت جاے مذکور ہی یہان اسیقدر پر کفایت
کی گئی حاصل ان مذکورات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ شرعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا کہ
اب قیامت تک کوئی شخص اوس تک نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ عیسی اور الیاس علیہما السلام بھی اس
دولت محمدیہ کے زمانے مین مانند اولیا کے رہینگے کہ اونپر الہام و کشف مانند اولیا کے ہوا کرے گا نہ وحی و پیغام
مانند انبیا و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پہ ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر جبرئیلی مظہر محمدی
پر احکام مقررہ شرع محمدی اور معارف و حقائق کو القا کرے اور ولی سنے ایسے قسم کے الہام والے اولیا
کو انبیاء الاولیا کہتے ہین یہ انبیا متشارع فیہم کی قسم سے نہین ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور نبوت
و رسالت مین جہان قید تشریعی کی لگاتے ہین انھین کے اخراج کے واسطے لگائے ہین اسواسطے کہ شیخ کے
کلام سے فتوحات مین متبادر ہوتا ہی کہ انبیا وحی تشریعی سے خالی نہین ہوتے ہین خواہ فقط اونکی
ذوات کے باب مین ہو جیسا کہ آیت اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ سے مفہوم ہوتا ہی یا غیر کے واسطے
بھی وہ تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جابجا تشریع خاص و عام کر تعریف نبی و رسول کی
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو ماصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے جوابات مین
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لابد فیہا من علم التکلیف ولا تکلیف
فی حدیث المحدثین جملۃ واسا یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین ہوتی ہی اور الہام

اولیاے محدثین مین بالکل تکلیف نہین ہی اور جب تشریع ان سب انبیاے عرفی کو عام ہوئی تو غیر تشریع
مین فقط اولیا رہ گئے ولا حرج فیه اور ولایت چونکہ کسبی ہی یہ نبوت اولیا کہ عین ولایت ہی بھی کسبی ہوگی
اور یہی مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہوگیا ورنہ نبوت عرفیہ کہ جسکی تعبیر باختصاص کرتے ہین
ہرگز کسبی نہین ہی اور نبی اور ولی مین سواے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہی کہ نبی پر جب کہ فرشتہ اوترتا ہی
وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہین اوترتا ہی بلکہ بلا واسطہ
الہام ہوتا ہی اور اگر اوترتا ہی تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہین دیکھتا ہی بلکہ فقط آثار معلوم کرتا ہی اب صاف معلوم
ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وہی بات ٹھہری ہی جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہی اور مہدویونکی
سمجھ تمام جہان سے نرالی ہی ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہی کہ مہدوی اقرار کرتے
ہین کہ مہدی جونپور نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہی نص قرآنی کا کہ
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہی اور مخالف ہی احادیث صحیحہ کا
کہ اوسمین لا نبی بعدی ہے مراد یہی ہی کہ میرے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہی اجماع صحابہ اور سائر مسلمین کا
کہ اونکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتا ہی اور با این ہمہ اپنے مہدی جونپور کو نبی تشریعی بناتے ہین
اور ہرگز نہین سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب یہان فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور الصدر سے کہ اونکے
مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھ اونھون نے لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق لکھا ہی معنی تشریعی کے معلوم کرنا
چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے
وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا تعالی
کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خداے تعالی کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہی پس مطلب
یہ ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور اس امر و نہی کو
شریعت فرمایا اور تہتر وین باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہوگئی ہی وہ نبوت تشریع
ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے گا انتہی معلوم ہوا
کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی رہ ڈالنے کے ہین نہ رہ مٹانے کے قاموس مین ہی
کہ شرع لهم کمنع سن پس نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوس مین بھی حکم ہوتا ہی کہ جیسا کسی حکم کو منسوخ
کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی بھی حکم ہی اسواسطے کہ حکم شرعی کہتے

تحقیق معنی تشریع کی نسبت آیات و نصوص سے کہ بالقصد ... [illegible]

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع کو اور وہ امر و نہی
دونون کو شامل ہی پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر و نہی ہی اور تہترویں باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف
مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین اونپر شریعت لیکر اوترتے ہین اور اوسی طور پر اونسے
خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل اور تحریم کرتے ہین انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم
اور امر و نہی کو جسپر عبادت کی بنا ہی شریعت کہتے ہین اور ایک سو انسٹھوین باب مین فرماتے ہین کہ
جو رسالت کہ منقطع ہو گئی وہ اوترنا حکم آلہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہی
لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات آلہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا
انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف
اور تصحیح ہو جانا اوسکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سواے اسکے اور مقامات فتوحات کے اس
مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ وذلک
انک تعلم ان الشرع تکلیف باعمال مخصوصۃ او نھی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع ایسکا
نام ہی کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا آب صاف معلوم ہوا کہ امر و نہی کو
تشریع بولتے ہین اور یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات باکمالات پر ختم ہو گئی کہ بعد حضرت کے کوئی نبی
یا ولی امر و نہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ اوسپر یہ حکم اوترتا ہی چنانچہ فتوحات کے باب ایک سو
چھپن مین لکھا ہی کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکالنے کا اختیار ہوتا ہی مگر حکم قطعی
ہرگز پیدا نہین کر سکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے سو آب سُنیئے کہ فرقۂ مہدویہ سراسر اسکے
خلاف کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین اور وہ
جس قدر چاہین فرض و واجب بڑھا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوئے فرضون پر انکار کرنے بلکہ عمل نکرنے
سے کفر لازم آتا ہی چنانچہ سواے پانچ نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا
ہی اور تیس فرض دوسرے مہدی کی زبانی مقرر پائے اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا جاتا
ہی وہ یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم سنکہ سید میرانجی ابن میان سید سلام اللہ ام بر جملہ مصدقان مہدی علیہ السلام
واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی ع کہ در عقیدۂ بندگی میان سید خوندمیر ؓ نہ کور ند مجموع ستی
حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اند اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

فرقۂ مہدویہ قائل ہین کہ اور سب علم مہدی کا مانند انبیا کے لدنی تھا [illegible] اور نقل رسالہ میر سید میرانجی کی الحسن ہین جس علم مہدی سے [illegible] منحرف ہین

بران اعتقاد داشتن فرض ست وبجز اعتقاد بران چاره نیست بست عدد اند بدین تفصیل اول تصدیق مهدی
با محبت نمودن دوم منکر مهدی را کافر دانستن سوم تسویة الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را بے واسطہ
هر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت بامر الله دانستن ششم منکر یک حرف از بیان مهدی
عند الله ماخوذ دانستن هفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مهدی دانستن هشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن هر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و اخراج
وایذا و قتال نشان تصدیق دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم در تصحیح مقبول
و مردود پیش مهدی موعود حق دانستن دوازدهم حکم مجتهدان و مفسران و جز آن مخالف بیان مهدی ناصحیح
دانستن سیزدهم هر اعمال و بیان مهدی باز تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقلید عمل
بر مذاهب ائمهٔ اربع ناروا دانستن پانزدهم خصوصیت بعث مهدی برای ظاهر کردن و بیان نمودن احکام ولایت
محمدی دانستن شانزدهم ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ این بیان بزبان مهدی ثابت دانستن هفدهم وقوع دیدار خدا
در دنیا جائز و ممکن دانستن هیجدهم ایمان ذات خدا دانستن نوزدهم جاودانی دوزخ بحکم آیات قرآن دانستن بستم
وعده در دوزخ بارادهٔ دنیا بحکم آیتها حق دانستن فقط دیگر هر چه ورای اینها احکام و نقول در باب اعتقاد دینی اگر
بنظر تدبر و تفکر آید الملحوظ فرمائی تحت همینها مندرج یابی والله اعلم بالصواب و اما احکام فرائض عملی الجمله
که هر مومن مرد و زن را بران عمل کردن فرض ست بجز اختیار کردن این فرائض چاره نیست ده عدد اند بدین
تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم هجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان کردن چهارم پرهیز بدن عما سوی
الله یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر الله دوام کردن ششم طلب رویت الله تا آنکه چشم سر یا بچشم دل یا بخواب
هفتم بپنج صفات طالب صادق که ایمان حکمی بر وجود حصول آن موقوفست مشرف شدن هشتم جهاد
فی سبیل الله از تیر و از آهن یا از شمشیر فقر با نفس نهم توبه در حالت حیات پیش از غرغرهٔ مرگ دهم بپنج صفات
که حصر ایمانست حاصل کردن کما قال الله تعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ
الآیة حتی که طالب صادق بحکم آن مومن شده است چنانکه ترسیدن دل از خوف خداے تعالی و زیاده شدن
ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خداے تعالی در جمیع امور و نماز پنجگانه بر وقت آن ادا کردن
و از آنچه خداے تعالی روزی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما حقه ادا کردن اما احکام عملی که بر احکام
عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همینها داخل اند چنانچه سویت و نوبت و اجماع و ترک عزت یعنی تسلیم

داخل صحبت و لوازم وی اند و ترک کردن تعین و برات و رفتن در خانہاے موافقان و تدبیر و تردد و میراث
در ترک حیات دنیا داخل است و ترک کردن برون رفتن از دائرہ و بیرون دائرہ آتش سوزان دیدہ دست و پاے
بستہ در میان نار منحصر شدن تحت عزلت داخل و ترک سوال کردن از ہر سہ جنس یعنی حال و قول و فعل و ترک لذات
گرفتن و ترک فتوحی کردن کہ خبر آن پیش از رسیدن آن میرسد داخل توکل ست و ذکر کثیر کردن و ہر دو وقت
سلطان اللیل و سلطان النہار محافظت نمودن داخل ذکر دوام ست کذا باقی در ہواتی داخل اند پس
بر مصدق را ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران واز تاویل و تحویل آن دور بودن
فرض عین ست زیرا کہ بر صحت این احکام اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق شدہ اند برین جملہ تمام
اعتقاد و ایمان داشتہ اند چنانچہ بندگی میان سید خوندمیر رض فرمودہ اند ای طالبان حق کہ مہدی را گرویدہ اید
معلوم باد تا آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن ہمین جملہ احکام و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و دور بودن
از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدی ع نباشد و امید واری فلاح و نجات ہم نیست انتہی بلفظہ رسالہ تمام ہوا اور کتاب
زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن سید اسحق بن سید عبد الحی مہدوی مین لکھا ہی کہ ساتوان فرض
عشر ہی جان کہ میران نے خداے تعالی کے امر سے عشر کو فرض کیا ہی اور عشر اسکو کہتے ہین کہ بندے کو جو کچھ
اللہ تعالی نے تھوڑا یا بہت مال کسب یا بلا کسب دیا ہی اوسمین سے دسوان حصہ مستحقون کو پونہچانا یہ
عبادت مالی ہی مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعید مین داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ مذکور السابق
کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفی نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو تینتیس مین لکھی ہی کہ رمضان
کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ جب ادھر نگاہ کی تو دیکھا
کہ تمام آسمان اور بہشتین ساتھ حور و قصور کے آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے
فرمایا کہ یہ شب قدر ہی اللہ تعالی کا امر ہوا کہ مین تجھکو یہ دیتا ہون ای سید محمد اسمین دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ حضرت
آدم نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم ع نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس ع نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسی ع نے نماز مغرب
پڑھی تھی اور موسی ع نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو ای سید محمد
شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کرکے نماز دوگانہ ادا کی
رکعت اول مین سورہ ضحی اور رکعت دوم مین سورہ قدر پڑھکر بعد ادا ے نماز یہ دعا پڑھی اللهم احینا مسکینا
وامتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

مہدویون کی زکوۃ وعید اور نماز دوگانہ کے فرض ہونے کا بیان

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه برحمتك
یا ارحم الراحمین انتہی مگر افسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانون کو نہوتی
اب مانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدیکو رسول تشریعی جانتے ہین پس عقیدہ جو
مخالف ہی احادیث صریحہ صحیحہ اور اجماع امت اور نص قطعی قرآنی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اور اگر عناداً اب بھی اصرار کرین کہ تشریع
بے نسخ کے نہین ہوتی ہی تو باب اول مین عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کرین کہ بخوبی ثابت ہو چکا ہی کہ احکام
شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہین پس بہر حال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم ہی کہ جس سے
بطلان مذہب کا ظاہر و باہر ہی **قولہ** اور حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین
کہ نہین ہی یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا و خاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہین دیکھتے ہین اوسکو مگر مشکوۃ خاتم الاولیا
سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہی خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا اب یہ تبعیت نہین
ناقص کرتی ہی مقام کو اوسکے کہ وہ ایک وجہ سے اوتر کر ہی تو ایک وجہ سے برتر ہی انتہی اور پھر بعد چند
سطر کے فرماتے ہین کہ ہر ایک نبی حضرت آدم سے آخر نبی تک نہین لیتا ہی فیض نبوت کا کوئی ایک
دوسرے سے مگر مشکوۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہی وجود عنصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود تھے
جیسا کہ فرماتے ہین کہ تھا مین نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے باقی
سب انبیا نہین تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جب کہ آدم درمیان
پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیا نہ ہوے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے
اب نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیہم السلام کے ہی
ساتھ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر مین مولانا جامی رحمۃ اللہ
علیہ سے نقل کیا کہ اونھون نے نصوص شرح فصوص مین فص شیثی مین خاتم اولیا کی تعریف کے مقام مین
لکھا ہی کہ حقیقت محمدی مشتمل ہی کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق نبوت کی
ظاہر ہی اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہی اوسکا اور خاتم اولیا مظہر ہی اس احدیت
جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہی اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہی حقیقت خاتم
انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ہی جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہی پس خاتم اولیا
کو حضرت رسالت مآب کے ساتھ نسبت جزوکی ہی کل کے ساتھ اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ الکل اعظم
من الجزء اجلی بدیہیات سے ہی اور مساوات جزوکی ساتھ کل کے قسم محالات سے ہی پس مہدوی لوگ ہرگاہ کہ
اقرار کرتے ہین کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہین اور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہین رکھتے ہین اور ذات
حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہی کہ وہ ولی و نبی و رسول ہین پھر عقیدہ تسویہ اور برابری کا
رکھنا گویا کہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہی اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہی کہ خاتم اولیا کہ مظہر ولایت محمدی کے ہین
گویا کہ خزانچی خزینۂ ولایت کے ہین اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھ لیوے عیب نہین ہی کہ وہ خزانہ اوسیکا
ہی چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تمثیل دی ہی اور اس فضل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہین آتی
ہی اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے افضلیت ضرور نہین ہی چنانچہ بدر کے قیدیون کے مقدمے مین حضرت عمر فاروق
کی تجویز نے حضرت کی تجویز پر ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے مین صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم بلکہ قطع نظر کلام
فصوص سے اگر بغور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہان فضل جزوی بھی نہین ہی اسلیے کہ فضل جزئی
اوسے کہتے ہین کہ مفضول مین ایک بات پائی جاوے کہ افضل مین نہوے اور یہان ولایت محمدیہ ذات اقدس
محمدی سے منتقل ہو کر خاتم اولیا مین نہین گئی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ
کوئی مسلم نکہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہو گئی اور کوئی عاقل نکہے گا کہ وصف ولایت کہ اعراض
نفسانی سے ہی ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہوئے بلکہ مطلب یہ ہی کہ خاتم اولیا مقام ولایت مین قدم
محمدی پر ہین اور ولایت انکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہی کہ اوسیکا عکس و ظل ہی پس خاتم اولیا کو فضل جزئی
اس مقدمے مین نہوا بلکہ اس وصف خاص مین حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور شرکت طفیلی و
تابع کے ساتھ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھ اصل کے نہایت مشابہت اور ہمرنگی حاصل
ہوئی ہی احکام اصل کے اوسپر بھی جاری ہوتے ہین یہان تک کہ جو لوگ کہ اصل سے اصالۃً مستفید ہین اس
فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہین بطور مجاز کے یہانتک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت خاتم المرسلین بھی
کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہین اوسکے اس مظہر اور ظل سے بھی مجازاً مستفید کہلاتے ہین
اور بنظر افادے کا اصل ہی اور بس اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص مین لکھتے ہین کہ وھو حسنۃ
من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعۃ وسید ولد آدم

فی فتح باب الشفاعۃ یعنی خاتم اولیا ایک جو او نیکی ہین درجات او حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اطلسے محمد کہ پیشوا اے جماعت او سردار اولاد آدم ہین دروازۂ شفاعت کے کھولنے مین انتہی او ظاہر ہی
کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہو گا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہو سکتا ہی اور شیخ اکبر گر برابری کا اعتقاد رکھتے
حسنۃ من حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات مکیہ مین اس سے زیادہ بولے ہین کہ باب
تین سو باسٹھ مین کہ معرفت منزل خلیتم مین ہی خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر کر کے فرماتے ہین کہ ومنزلتہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلۃ شعرۃ واحدۃ من جسدہ صلی اللہ علیہ
وسلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت منزلت ایک بال کی ہی
حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین وللولایۃ المحمدیۃ المخصوصۃ بھذا الشرع
المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم خاص وھو فی الرتبۃ دون عیسی لکونہ رسولا
یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہی اس شرع محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص ہی کہ وہ رتبے مین کم ہی عیسی
علیہ السلام سے اسواسطے کہ وہ رسول ہین آب صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر جب کہ خاتم اولیا کے تئین حضرت عیسی
علیہ السلام سے کم جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت کے برابر یا برتر کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام
اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین عقائد مہدویون سے
سراسر مخالفت رکھتے ہین **قولہ** اور شارحون سے اسکے اس مسئلے مین خلاف نہین دیکھا گیا اور اگر کسی سے
خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علماے اہل سنت وجماعت کے اختلافی ہی جیسا کہ تعیین مین
شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہی ملا جامی رحمۃ اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ ظاہر کلام سے
شیخ مؤید الدین جندی رح کے یہ ہی کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہی اور شیخ شرف الدین داؤد
قیصری صاف کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ کمال الدین عبد الرزاق
اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی آور صاحب مفاتیح الاعجاز تحت
اس بیت کے لکھتے ہین **شعر** از تو عالم شود پر عدل وایمان ٭ جماد وجانور یابد از و جان ٭ بہت کاملان سابق
ولاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر اس حقیقت صرفہ پر نے
تعیین پڑی ہی انتہی **لیکن** اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذات مہدی
معین اور مقرر ہی اسیطرح ہی مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف مین باب اشراط الساعۃ مین **جواب** فصوص

اور اوسکے شروح سے سوائے فضل جزوی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالت مآب پر اور کچھ ثابت نہین ہوتا ہے
بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سوائے فضل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وغیرہ کا نہ
ہے اور فضل جزوی سے تسویہ بالکل ثابت نہین ہوتا ہے پس فضل جزوی خواہ علماے اہل سنت مین اختلافی ہو خواہ
اتفاقی تمھارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہے اور یہ فضل جزوی بھی جیسا ہے کہ خاتم اولیا مہدی ہوا
اور مہدی سید خان جونپوری کہ سنہ بیٹے تمھارے پیر و مرشد ہون دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہے چنانچہ
اس کتاب سے خصوصاً باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہے اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی
ہے اور تفصیل اوسکی یہ ہے کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن و حدیث مین نہین ہے اور محدثین کے نزدیک یہ
یہ قصہ غلط ہے چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخرین فصل ملحق مین لکھا ہے کہ لفظ خاتم
الاولیا کا باطل ہے اور اسکی کچھہ اصل نہین ہے اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین
ہین اور اون مین بہتر سب سے ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ اور بہترین قرون امت قرن اول ہے پھر دوسرا قرن
پھر تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت مین پچھلا مومن ہے آدمیون مین سے اور وہ سب اولیا سے افضل
نہین ہے بلکہ افضل سب سے ابوبکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤیدین محمود شرح فصوص
مین لکھتے ہین کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیاے متقدمین پر منکشف ہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ
محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادر الاصول ہے کہ مشائخ طبقۂ عالیہ سے ہین منکشف ہوا جب اونھون
اپنی کتابون مین اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ مین یہ بات مشہور ہوئی اہل دعویٰ
نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعویٰ شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعویٰ بلا معنی
انکو لائق نہین ہے بلکہ مضر ہے اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس مین سوالات نہایت بلیغ
جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نکریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کے
نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب
اہل دعویٰ نے یہ معاملہ دیکھا اس دعوے سے پلٹ کر تائب ہوگئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن
بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوگئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے
ہے لکھا اور مطابقت نامون کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہے شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے
اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہے کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہین انا

خاتم الاولیا القیہ ... [illegible] ... شیخ اکبر فرماتے ہین شعری

ن شلث لورث الهاشمي مع المسيح اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات مکیہ کے
مین بہ تفصیل تمام مذکور ہین اور فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ
کی مثال یون فرمائی کہ گویا ایک محل ہی اینٹ کا کہ تمام تیار ہو چکا ہی مگر ایک اینٹ کی جاے
یعنے اس اینٹ کی جاے ہو کر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
ویسی ایک اینٹ کی جاے خالی دیکھی ہی اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہی لیکن وہ
جاے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی جاے خالی
ے اون دو اینٹ کے منطبق ہو کر دیوار مذکور کو پورا کر دیگا اور خاتم اولیا اپنے تئین دو اینٹ
رت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہی کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل محض ہین اور
ے نہین کہ فیض و علوم فقط خداے تعالی سے حاصل کرتے ہین اور بس اسواسطے اپنے تئین ایک
فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہین ہی بلکہ تابع ہی شریعت خاتم المرسلین کا اور
ہر مین بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہین اور یہ متابعت اور احکام متبوعہ ظاہر یہ بشکل چاندی کی
ہوینگے اور یہ بسبب قرب مقام ولایت کے انھین احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم اور حاصل
یعت والہام الٰہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی غرض یہ ہی
ہین مگر اوسکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہین ایک یہ کہ بواسطے سلسلہ راویون اور استادون
حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پہونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور الہام کے
پہونچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہوا اور فتوحات کے شروع مین لکھا ہی کہ انبیا و
تے ہین کہ تمنے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہمنے علم حی لا یموت سے حاصل
ریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ الہ آبادی فرماتے
اہر مانند آفتاب کے روشن ہی اور سب پر ظاہر ہی اسواسطے چاندی سے مشابہ کہا اور
ن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہین ہوتا ہی یعنی سواے انبیا اور ملائکہ اور کمل
سطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق
کی جاوے اور ایک سند اسکی ائمہ اہل بیت سے ہو اسکو سلسلۃ الذہب نام رکھتے ہین اور
الانکہ وہ بھی ایسی حدیث کی سند ہی اور دونون سوا خدا تک پہونچتی ہین اس نام کر ملقب نہین کرتے

ایسی اگر شیخ اکبر نے احکام الہی جو بواسطہ حضرت رسالت اور راویان حدیث کے پہنچے تو اون احکام کو باین
حیثیت یا اوس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلا واسطہ حق تعالی سے پہونچے تو سونے سے تشبیہ
دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث نبوی کہتے
ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل اسواسطے کی
گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت رسالت پناہ کو چاندی
کی اینٹ کہا ہی معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہی بلکہ دو طریق علم کو چاندی اور سونے سے تشبیہ دی ہی
علاوہ یہ کہ وجہ شبہہ بھی ظاہر ہی جیسا کہ ماقبل مین شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم ہو چکا القصہ شیخ اکبر
فصوص مین یہ خواب خاصہ خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات مین فرمایا کہ مینے یہ خواب دیکھا اور مجھکو
اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جاے پر منطبع ہو گیا
اور مجھسے وہ دیوار پوری ہو گئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون اور مینے اوس زمانے کے مشائخ کے
سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سب نے وہی تعبیر کی جو کہ مجھے کی تھی علامہ
تعبیری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ کا مینے دیکھا تو اوس سے یہی ظاہر ہوا کہ شیخ خاتم
ولایت مقیدہ محمدیہ ہین نہ خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسی ع ہین اسیواسطے اول فتوحات مین اپنے
اپنے مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجھکو رسول خدا نے پیچھے ختم کے دیکھا بسبب ایک مشارکت
حکمی کے کہ مجھمین اور اونمین ہی پس حضرت سید نے اون سے فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہی اور
تیرھوین فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہی کہ اوس سے اللہ تعالی
ولایت مطلقا ختم کر دیگا اور ایک وہ ختم ہی کہ جس سے حق سبحانہ فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرما دیگا لیکن خاتم ولایت
مطلقہ عیسی ع ہین کہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے عصر مین اور نبوت اور رسالت تشریعی اون پر
بند کر دی گئی ہی پس اوترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہو کر اور خاتم ہو کر کہ
بعد انکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد انکے نبوت
تشریعی نہین ہی اگرچہ بعد حضرت کے عیسی ع کہ رسول ذو العزم ہین اوترینگے لیکن بمقتضا اس زمانے کے
مقام تشریعی نہ رکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس صفت
مین انکے ساتھ شریک ہین پس عیسی ع ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

م علیہ السلام ہین اور آخر مین بھی ایک نبی ہوئے کہ عیسیٰ ہین یہان مراد نبوت اختصاص
ود وحشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن ختم ولایت
مرد کو قوم عرب سے حاصل ہی کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ ہمارے زمانے
جود ہی مینے اوسکو سنہ پانچ سو پچانوین مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالی نے اپنے
اوس مین پوشیدہ رکھی ہی مجھپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ مینے خاتم الولایت اوسمین دیکھی اور
ہہ کہ نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالی نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو اسرار اوسکو
تے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ی الہٰی ختم محمدی ہی جو وہ ولایت ختم کردی کہ وراثۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کرتی تھی نہ وہ
پاس سے حاصل ہوتی ہی اسلیے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسیٰ ع کے اور بعضے عیسیٰ ع کے
محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد اس
پا جاوے گا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی ولی
عیسی علیہ السلام ہین اور مین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسی اور دوسرے رسولون
ور بعضے عبد اللہ اور اسمعیل بیٹون سودکین کو اس ختم سے ملایا اور انھون نے ان دونون کے
یہ دونون مستفید ہووے وللہ الحمد انتہی اور معلوم ہو کہ اس عبارت مین جو چند جا لفظ نبوت
مطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے
لیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت
د نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین اور پندرھوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا
لے ابتدا اور اختتام ہی ایسی اللہ تعالی نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سب کے واسطے ابتدا اور ختم
ملہ اونکے شریعتونکا نازل کرنا ہی اوسکو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین ہوئے
یت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہی اور حضرت عیسی پر ختم ہی کہ بادی اور خاتم مشابہ ہین
ی عند اللہ کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیاء و رسولون
ے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوئے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا
نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدی کا جامع ہو اور یہ خاتم مہدی معروف کہ جنکا انتظار ہی

نہین ہین اسواسطے کہ مہدی حضرت کے سلالہ اور عترت سے ہین اور خاتم حضرت کے سلالۂ جسمیہ سے نہیں بلکہ سلالۂ اعراق اور اخلاق حضرت سے ہو انتہی مختصراً علامۂ قیصری شرح فصوص مین ان مقالات کو نقل کرکے کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کیطرف فرماتے ہین رضی اللہ عنہ غرض کہ معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک خاتم اولیا نہین ہین اور سید محمد جونپوری کے نزدیک مہدیکا خاتم اولیا ہونا لوح محفوظ مین لکھا ہو اب بالکل ثابت ہوا کہ محمد جونپوری کے نزدیک مہدیکا خاتم اولیا ہونا لوح محفوظ مین لکھا ہو اب باکے اوسکے ناحق اپنی ذات ضائع کرکے صفات خاتم اولیا کے اپنے پیر پر جماتے ہین الحمد للہ کہ رد مذہب فرقہ مہدویہ کا تمام و کمال کو پہونچا اور ابتداے کتاب سے یہان تک صدہا مخالفات نصوص قطعیہ اور نقائص و عیوب شرعیہ انکے مہدی کی ذات و صفات مین ثابت و لازم ہوئے کہ جب تک اون مین سے ایک چیز بھی بلا جواب رہے گی ثبوت مہدویت کا محال ہوگا وللہ الحجۃ البالغۃ

خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیۂ مہدویہ

جو کہ کلام سابق مین شیخ اکبر سے منقول ہوا کہ معنی ختم ولایت محمدیہ کے یہ ہین کہ ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہووے بعد خاتم اولیاے محمدیین کے نپایا جاوے گا مراد اوس سے یہ ہی جیسا کہ دوسرے مقام فتوحات سے ظاہر ہوتا ہی کہ ولی محمدی بعد خاتم ولایت محمدیہ کے بالاستقلال نپایا جاوے گا بلکہ اگر ہوگا یہ مقام بواسطۂ خاتم اولیا کے حاصل کریگا اور اونکا تابع اور مستفید رہے گا گویا کہ یہ مقام اب بنے واسطہ خاتم اولیا کے حاصل کرنا ختم ہوگیا ہی جیسا کہ مقام نبوت حضرت خاتم انبیا پر ختم ہوگیا اب عیسیٰ اور الیاس حضرت کے تابع رہینگے اور حضرت کے واسطے سے احکام الٰہیہ حاصل کرینگے چنانچہ شیخ چوبیسوین باب کے آخر مین فرماتے ہین کہ واسطے ولایت محمدی کے کہ مختص شرع محمدی ہی ایک ختم ہی کہ رتبے مین حضرت عیسیٰ سے کم ہی اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ رسول ہین اور یہ خاتم ہمارے زمانے مین ہو چکے ہین اور مینے اونکو دیکھا بھی ہی اور علامت ختمیت کی جو اون مین دیکھی ہی اب کوئی بعد اونکے نہین ہی اور اگر ہوگا تو انہین کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہین ہی اور اگر ہوگا تو انہین کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام پس نسبت جس ولی کی کہ بعد اس خاتم کے ہوگا مانند نسبت اوس نبی کے ہی کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوگا مقدمۂ نبوت مین مانند الیاس اور عیسیٰ اور خضر علیہم السلام کے

فا: ثابت ہو کہ خاتم اولیا نہین ہین جیسا کہ اوپر اوسکا بیان گذرا اور اس سے معلوم ہوا کہ شیخ اکبر اوسکے خاتم اولیا ہونیکے قائل نہین

فائدہ: ... خاتم ولایت محمدیہ ... اس کتاب کے ...

باب تینتیسوین مین فرماتے ہین کہ خاتم ہر زمانے مین نہین ہوتا ہی بلکہ وہ عالم مین ایک ہی کہ اوسپر اللہ تعالی
محمدیہ ختم کرے گا پس اولیاے محمدیین مین کوئی اوس سے بڑا نہین ہی پھر ایک خاتم اور ہی کہ ولایت
مہ سے آخر ولی تک جسکا سلسلہ ہی اوسپر ختم فرماوے گا وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اور باب تین سو
ین فرماتے ہین کہ خاتم ولایت محمدیہ وہ ختم خاص ہی ولایت امت محمدیہ ظاہرہ کا اور اوسکی خاتمیت کے
عیسٰی ور الیاس اور خضر اور جو ولی کہ ظاہر مرتے ہی سب اہل ہین پس عیسی علیہ السلام اگرچہ خود خاتم ہین لیکن
ن تحت ختم اس خاتم محمدی کے اور حدیث اس خاتم محمدی کی مجکو شہر فاس مین کہ بلاد مغرب سے ہی
ہ سو چورانوے مین معلوم ہوئی اور اللہ تعالی نے مجکو اوسکی علامت اور منزلت بتلائی اور مین اوسکا نام
یان کرتا ہون انتہی امت ظاہرہ شاید کہ اسواسطے کہا کہ امت باطنہ مین تمام انبیا علیہم السلام داخل ہین
یت امت سے مراد ولایت محمدیہ ہی اور معلوم ہوا کہ حضرت الیاس اور خضر اور عیسی کو بھی ولایت محمدیہ ہی
تم محمدیکے مختوم ہوئے اور اوپر مذکور ہوا کہ مینے سنہ پچانوے مین اس خاتم سے ملاقات کی ہی معلوم ہوا
ہوے مین علامات اور احوال خاتم اولیا کے بتلائے گئے اور پچانوے مین مشاہدہ ہوا اور باب پانسو
ن مین فرماتے ہین **الاشعار** الا ان ختم الاولیاء رسول ✤ ولیس له في
ن عدیل ✤ هو الروح وابن الروح والام مریم ✤ وهذا مقام ما الیه سبیل ✤
فینا مقسطا حکما بنا ✤ وما کان من حکم له فیزول ✤ فیقتل خنزیرا ویدمغ
✤ ولیس له الا الاله دلیل ✤ الابیات جان تو کہ منجملہ کرامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
یہ ہی کہ اللہ تعالی نے رسولون کو اون کی امت مین کیا پھر ایسے رسول کو امت مین گردانا کہ بشریت سے
و کہ آدھا بشر ہی اور آدھا فرشتہ ہی اسواسطے کہ جبرئیل نے اوسے مریم کو بخشا ہی اور اللہ تعالی نے اوسکو
ن اوٹھالیا پھر اوسکو ولی اور خاتم الاولیا کرکے آخر زمانے مین نازل فرماوے گا کہ شرع محمدی کے موافق
متی مین حکم رانی کرے گا اور نہ ختم کریگا مگر ولایت انبیا و رسل کو اور نہ ختم اولیا کا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا
ت مراتب سے ہے درمیان ولایت ولی اور ولایت رسل کے پس جب کہ عیسی علیہ السلام ولی اور حاکم شرع غیر
ر اوترینگے اس حیثیت سے خاتم الاولیا ہونگے بھی خاتم ہونگے اگرچہ اوس زمانے مین متقدم ہین جیسا کہ
اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہین اگرچہ عیسی علیہ السلام بعد اونکے اوترینگے اور مرتبہ اونکا جسنے اپنی کتاب
مغرب مین ذکر کیا ہی کہ اوس مین اونکا بھی ذکر ہی اور مہدی کا بھی انتہی مراد اس فقرے سے کہ نہ ختم کریگا

مگر ولایت انبیا و رسل کو بہ سبب کمالیت انبیا و رسل خواہ انبیا و رسل کی ذاتون مین ہو خواہ اون اولیا مین کہ اونکے اقدام پر ہین سب کو حضرت عیسی ختم کرینگے اور مراد اس فقرے سے کہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو یہ ہی کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسی بھی جب کہ اس امت مین داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھتے ہونگے کہ یہ خاتم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت ولی اور ولایت رسل مین یہ ہوا کہ حضرت عیسی چونکہ رسول ہین خاتم ہوئے ولایت ورثہ انبیا و رسل کو اور ولایت ذات انبیا و رسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوئے تھے اور خاتم اولیاے محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم ہوئے نہ ولایت ذات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ باعتبار اوس ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم عیسی علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا و رسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اون مین داخل ہین اور جواب اس شبہے کا کہ جب کہ عیسیٰ ورثۂ انبیا و رسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی یہی خاتم ہوتے ماقبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت سے احکام و خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا بھی خاتم علیحدہ اور متمیز ہووے یہ سب تاویلات اسواسطے کی گئین کہ حضرت شیخ کا کلام سابق اور لاحق کہ کئی مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا ہی نسق و نظم واحد پر ہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ الکرام

الحمد للہ منزل الکتاب و مجری السحاب و ہازم الاحزاب کہ یہ کتاب اوسکی تایید و فضل سے شہر رجب سنہ بارہ سو پچاسی ہجری مین کمال کو پونہچی اور امید قوی ہی کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی توفیق اور تکمیل مین تایید فرمائی ہی بموجب اپنی رحمت بے پایان اور فضل فراوان کے قبول فرما کر نافع اور مفید خلائق کرے اور اس بندۂ ناچار و امیدوار کو مع اہل و احباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس عالم مین ہدایت اور عافیت اور اوس عالم مین رحمت و مغفرت سے سرفراز فرما وے آمین یارب العالمین ربنا اکتب لنا السلامة والعافیة واہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم وتقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

تمت

خاتمة الطبع الحمد للہ کہ رسالۂ ہدیۂ مہدویہ اواخر جمادی الآخرہ ۱۲۹۰ ہجری مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپکے طیار ہوا